بسم اللہ الرحمن الرحیم

عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ

منتخب

مکتوبات مجدد الف ثانیؒ

انتخاب وترجمہ

از

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

مکتبہ دار المعارف الہ آباد

ادارہ معارف مصلح الامتؒ الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب سے متعلق ضروری معلومات

نام کتاب : منتخب مکتوبات مجدد الف ثانیؒ

انتخاب وترجمہ : شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

تعداد صفحات : ۱۹۲ تعداد اشاعت ۱۱۰۰

سن اشاعت : محرم الحرام ۱۴۴۶ھ جولائی ۲۰۲۴ء

باہتمام : مولانا محمد عبد اللہ قمر الزمان قاسمی الہ آبادی

تصحیح : مولانا محمد عبید اللہ قمر الزمان ندوی ومولانا فیروز عالم قاسمی

ناشر : مکتبہ دار المعارف الہ آباد۔ادارہ معارف مصلح الامتؒ الہ آباد

قیمت :

ملنے کے پتے:

☆.....مکتبہ دار المعارف الہ آباد، بی/۶۳۹ وصی آباد، الہ آباد، یو پی، ۲۱۱۰۰۳

☆.....دار الکتب الاسلامیہ بی ۱۱۷/ بی ۱۳۹ نور اللہ روڈ کریلی الہ آباد، (یو، پی) ۲۱۱۰۱۶

☆.....مکتبہ فیضان قمر ٹائم ٹو ٹائم دکان نمبر ۷ ایس ڈی چال، بہرام باغ روڈ، جوگیشوری، ممبئی

☆.....مکتبہ رحمانیہ، دار العلوم عربیہ اسلامیہ بھروچ، محمود نگر کنتھاریہ، بھروچ، گجرات

☆.....قاضی بکڈپو، بالمقابل بڑی مسجد (مرکز) رانی تلاؤ، سورت، گجرات ۳۹۵۰۰۳

☆.....الفرقان بکڈپو ۱۳/ ۴۱۱ نظیر آباد لکھنؤ یو پی

☆.....مکتبہ صدیق دیوبند، یو پی۔ ۲۴۷۵۵۴

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	مقدمہ: از مترجم	۴
۲	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ	۷
۳	باب اول: در اصول اسلامیہ وعقائد صحیحہ اہل سنت والجماعت	۲۲
۴	باب دوم: درمسائل فقہیہ واحکام شرعیہ	۴۸
۵	باب سوم: درحقائق ومعارف علم باطن واسرار وانوار طریقہ نقشبندیہ	۶۳
۶	باب چہارم: در مواعظ ونصائح وترغیب بحسنات وتحذیرات ازسیئات	۱۳۰

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

امابعد: یہ حقیر محمد قمر الزمان عرض کرتا ہے کہ مکتوبات مجدد الف ثانیؒ کا رتبۂ عالیہ وشان عظیم وتالیفات ایں طائفہ کیا ہے؟ سب کو معلوم ہے۔ مگر اس کا مطالعہ اور اس سے استفاضہ سب کے بس کا نہیں۔ ایک تو فارسی زبان سے بے تعلقی دوسرے ان کے مضامین عالیہ سے بے مناسبتی مطالعہ سے مانع ہوتی ہے، واقعی اکثر مضامین اتنے دقیق وغامض ہیں کہ کم استعداد آدمی سمجھ بھی نہیں سکتا۔

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ مجھے بدست مکرم غلام اکرم صاحب صدیقیؒ ساکن سیاہ ضلع موان مکتوبات کا منتخبہ مضامین کا مجموعہ دستیاب ہوا جس کا نام نامی فیض البرکات من عین المکتوبات مذکور ہے۔ جس کو جناب مولانا محمد عبداللہ جان المعروف شاہ آغا صاحب نقشبندی مجددی سندھی نے اپنے دینی وعلمی ذوق کے مطابق منتخب فرمایا ہے جو بحسن کوشش وسعی ممتاز احمد مالک محمڈن بک اسٹال بازار کشمیری لاہور سے طبع ہوا ہے۔

مولانا مذکور نے نہایت ہی عمدہ انتخاب فرمایا ہے اور آسان آسان مضامین درج فرمائے ہیں۔ جو سب کے کام کے ہیں اور سمجھ میں آجانے والے ہیں۔ مگر فارسی زبان کا جاننا ضروری ہے اب اسکے انتفاع کی یہی صورت ہے کہ

یا تو خود فارسی زبان سیکھے تا کہ اصل فارسی عبارت کو دیکھ کر سمجھکر محظوظ و متلذذ ہو، یا کسی فارسی داں سے سبقا سبقا سننے کا اہتمام کرے یا ترجمہ اردو کو پڑھکر اس سے نفع حاصل کرے۔ واللہ الموفق۔ بہر حال مولانا عبداللہ صاحب نے یہ بہت بڑا کام کیا کہ اسکا انتخاب فرمادیا اللہ تعالی انکو جزائے خیر دے۔ خود مولانا انتخاب کی ضرورت کے متعلق لکھ رہے ہیں کہ

امابعد: این منتخبے است سودمند گلدستئے است و پسند کہ از مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالی سرہ تسہیلا للطالبین و تیسیرا علی الراغبین بترتیب ابواب و فصول جمع آوردہ شد تا بر طالبان استحضار مطالب آں آسان گردد و فی الجملہ عبورے بر مضامین آں حاصل آید۔ چرا کہ امروز ہمت ہائے مامردم از خواندن و خریدن و دیدن و مطالعہ کردن کتا بہائے کلاں قاصر شدہ اند۔ باشد کہ بایں حیلہ مناسبتے بآں کتاب و رغبتے بآں جناب پیدا کنند۔

قبل از شروع در مقصود عرض داشتے چند بخدمت ناظرین عرض داشتہ میشود آں را بسمع رضا و قبول بشنوند۔ یکے آن کہ تعبیر با نتخاب و اختصار بنا بر تنگی میدان عبارت است ورنہ ہر کلمۂ از کلمات حضرت ایشاں مخزن اسرار است و مطلع انوار و ہر حرفے ازاں ہم پلہ جواہر آبدار۔ اختصار را در انتخاب چہ یارا و انتخاب را دراں کتاب چہ معنی۔

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم: کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

افسوس کہ عام لوگوں کی ایسی بے ہمتی و بے رغبتی کی بناء پر بغرض اختصار

اس حقیر نے مزید اس منتخب مجموعہ سے بھی انتخاب کیا اور اس کو اپنی خاص بیاض پر نقل کر لیا تا کہ گاہے گاہے اسکے مطالعہ سے منتفع ہوا کروں اور اپنے احباب و اصحاب ذوق کو سنا کر ان کو محظوظ کیا کروں۔ اس کے بعد یہ خیال ہوا کہ اسکا ترجمہ اردو میں بھی کردوں۔ تا کہ ہر اردو خواں سالک صادق کے لئے سلوک طریق کی رہنمائی کے لئے بہتر ثابت ہو۔ اس لئے اسکا ترجمہ آسان زبان میں کرنے کی سعی کی اللہ اس کو قبول فرمائے۔ آمین

ساتھ ہی دوست و احباب کو نصیحت ہے کہ اگر اصل کتاب یعنی مکتوبات مجدد الف ثانیؒ کے مطالعہ کی توفیق ملجائے تو سعادت عظمی سمجھیں ورنہ کم از کم اردو انتخابات و اختصارات کا مطالعہ تو ضرور کر لیں بلکہ اسکے مطالعہ کا معمول رکھیں۔

ع دادیم ترا از گنجِ مقصود نشان

اللہ تعالی ہم سبکو اسکی توفیق دیں۔ آمین یارب العالمین

محمد قمر الزمان الہ آبادی عفی عنہ

بخشی بازار الہ آباد

۱۰/ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ

۱۷/جون ۲۰۲۴ء

امام ربّانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ المتوفی ۱۰۳۴ھ

آپ کی تعریف میں مشہور شاعر علامہ اقبال نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(ڈاکٹر علامہ اقبال)

نام ونسب: نام شیخ احمد، لقب مجدد الف ثانی، والد کا نام مخدوم عبدالاحد سرہندی ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۳۱ واسطوں سے امیر المؤمنین فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، ہندوستان کے اکثر باکمال اور شہرۂ آفاق فاروقی النسب فضلاء و مصلحین، مشائخ واصحاب سلسلہ مثلاً بابا فرید الدین شکر گنجؒ وغیرہ آپ ہی کے سلسلۂ نسب میں ہیں۔ (تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۴، ص ۱۲۷)

ولادت وتعلیم: شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء کو شہر سرہند میں آپ کی ولادت ہوئی، شیخ احمد نام رکھا گیا، لفظ ''خاشع'' سے سن ولادت نکلتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی کے حالات وتعلیمات وخصوصیات کے سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے تاریخ دعوت وعزیمت کی چوتھی جلد میں مفصل کلام فرمایا ہے، جو قابل دید ہے، اس خزینۃ المعارف سے اخذ کر کے کچھ باتیں پیش خدمت ہیں، اللہ تعالی قبول فرمائے اور ناظرین کو فیوض وبرکات سے بہرہ ور فرمائے، آمین، نیز ''الخطبۃ الشوقیہ'' مؤلفہ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ اور ''علمائے ہند کا شاندار ماضی'' مولفہ مولانا سید محمد میاںؒ سے بھی کچھ اقتباسات درج کئے گئے ہیں۔ (مرتب)

صغر سنی ہی سے آپ میں رشد وسعادت کے آثار نمایاں تھے۔

بالائے سرش زہوش مندی می تافت ستارۂ بلندی

تعلیم کی ابتداء حفظ قرآن سے ہوئی اور تھوڑی ہی مدت میں آپ نے اس کی تکمیل کر لی، پھر والد ماجد کی خدمت میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا تھوڑے ہی دنوں میں آپ کے ذہن خداداد کے جوہر کھلنے لگے، یعنی مضامین کے جلد اخذ کر لینے اور ان کو اپنے الفاظ میں سلجھے طریقہ پر پیش کرنے میں آپ کا امتیاز ظاہر ہوا، بیشتر علوم کی والد بزرگوار سے اور چند کی اپنے عہد کے بعض علمائے کبار سے تحصیل کی، چنانچہ سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت)

تحصیل طریقت: ابتداءً آپ نے طریقۂ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا، پھر طریقۂ قادریہ بھی اخذ کیا، بیعت اور تعلیم طریقہ قادریہ کی اپنے والد سے پائی، خرقۂ خلافت حضرت شاہ سکندر نبیرۂ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے حاصل ہوا۔ المختصر سترہ برس کی عمر میں آپ جامع کمالات ظاہری وباطنی بن کر اپنے والد کے سامنے ہی کتب درسیہ کی تعلیم اور طریقہ کی تعلیم فرمانے لگے، ان ایّام میں سلسلۂ کبرویہ کے ایک مشہور ولی حضرت مولانا یعقوب صرفیؒ تھے، ان سے آپ نے طریقۂ کبرویہ بھی حاصل کیا۔

بایں ہماں کمالات طریقہ نقشبندیہ کی طلب آپ کے قلب اطہر میں موجزن ہوئی اور طلب بڑھتے بڑھتے عشق کی حد تک پہونچ گئی اور یہ عشق اندر ہی اندر اپنا کام کرتا رہا، یہاں تک کہ ۱۰۰۷ھ میں جب آپ کے والد بزرگوار نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور آپ بارادۂ حج بیت اللہ اپنے وطن مبارک سے روانہ ہو کر دہلی

پہونچے تو مولانا حسن کشمیریؒ سے ملاقات ہوئی جن سے غالباً پہلے کی شناسائی تھی۔ (الخطبۃ الشوقیہ: ۴) انہوں نے دوران گفتگو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے علو مرتبہ اور قوت باطنی کا تذکرہ کیا جن کا کچھ ہی عرصہ پہلے دہلی میں ورود ہوا تھا، حضرت مجددؒ اپنے والد ماجد سے سلسلۂ نقشبندیہ کا ذکر اور اس کا اشتیاق سن چکے تھے، اس لئے آپ کو بھی ملاقات کا شوق ہوا۔ چنانچہ مولانا حسن کشمیری کی معیت میں وہاں حاضر ہوئے، حضرت خواجہ گویا آپ کے انتظار میں بیٹھے تھے، بڑی شفقت ومہربانی کے ساتھ پذیرائی فرمائی اور خلاف معمول فرمایا کہ ”آپ چند روز ہمارے مہمان رہیں، ایک ماہ ایک ہفتہ ہی سہی“۔

حضرت مجدد کے لئے اس ارشاد کے بعد انکار ومعذرت کی کیا گنجائش تھی کہ ان کے اندر خود خضر طریق اور چشمۂ حیواں کی طلب موجود تھی، آپ نے یہ دعوت قبول فرمالی اور رفتہ رفتہ یہ قیام ایک ماہ دو ہفتہ کو منجر (طویل) ہوا۔ اس صحبت میں طریقۂ نقشبندیہ کے اکتساب وتحصیل کا ایسا جذبہ طاری ہوا کہ بیعت کی درخواست کی، حضرت خواجہ نے بلا تامّل قبول فرمالیا اور خلوت میں لیجا کر ذکر قلبی کی تلقین کی اور آپ کی توجہ سے اسی وقت ذکر قلبی جاری ہوگیا اور ایسی حلاوت ولذت محسوس ہوئی جو یومًا فیومًا بلکہ آناً فاناً ترقی کرتی رہی۔

اس اثنائے قیام میں حضرت مجدد کو جو باطنی کیفیات وترقّیات حاصل ہوئیں اور جو مراحل سلوک طے ہوئے ان کا بیان کرنا اور الفاظ کے ذریعہ ان کا سمجھنا سمجھانا ممکن نہیں۔ ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پُرسد ز باغباں　　بُلبُل چہ گفت وگل چہ شُنید وصبا چہ کرد

چنانچہ پہلی مرتبہ ہی حضرت خواجہؒ نے خوشخبری سنائی کہ تم کو نسبتِ نقشبندیہ کامل طور پر حاصل ہوگئی اور یومًا فیومًا ترقی ہونے کی امید ہے، اس کے بعد حضرت مجددؒ سرہند تشریف لے گئے، پھر جب دوسری بار دہلی حاضری ہوئی تو خلعت خلافت عطا فرمایا اور طالبان خدا کو تعلیم وطریقت اور ارشاد وہدایت کی اجازت دی اور اپنے مخصوص ترین اصحاب کو تعلیم طریقت کے لئے آپ کے سپرد کیا۔

حضرت مجددؒ اس کے بعد تیسری اور آخری مرتبہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت خواجہ نے بہت دور باہر نکل کر استقبال کیا اور بڑی بشارتیں دیں، اپنے حلقۂ توجہ میں آپ کو سرِ حلقہ بنایا اور مریدوں سے فرمایا کہ ان کی موجودگی میں کوئی شخص میری طرف متوجہ نہ ہوا کرے، رخصت کرتے وقت فرمایا کہ ”اب ضعف بہت معلوم ہوتا ہے، امید حیات بہت کم ہے اور اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ عبید اللہ اور حضرت خواجہ عبداللہ کو جو اس وقت شیر خوار تھے، اپنے سامنے آپ سے توجہ دلائی اور فرمایا کہ ان کی ماؤں کو بھی غائبانہ توجہ دیجئے، چنانچہ آپ نے توجہ دی اور توجہ کا اثر بھی اسی وقت ظاہر ہوا۔

(زبدۃ المقامات: ۱۵۵، دعوت وعزیمت: ج ۴/ ص ۱۵۰)

حضرت مجددؒ کے علو مرتبہ کی شہادت حضرت خواجہ کی زبان سے

آپ کے علو مرتبہ کے لئے یہ کافی ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے اپنے ایک مخلص کو اس تعلق کے بعد ایک خط میں تحریر فرمایا کہ ”شیخ احمد نے جو سرہند کے باشندہ، کثیر العلم، قوی العمل بزرگ ہیں، فقیر کے ساتھ چند دن نشست وبرخاست کی، فقیر کے مشاہدے میں ان کے عجیب کمالات واوصاف آئے، امید ہے کہ وہ ایسا چراغ

بنیں گے جس سے ایک عالم روشن ہوجائے گا،ان کے احوال کاملہ پر میرا یقین استوار ہے''نیز ایک مرتبہ فرمایا کہ شیخ احمد آفتاب ست کہ مثل ماہزاراں ستارگاں درضمن ایشاں گم اند یعنی شیخ احمد وہ آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔

ف: حضرت مجدد صاحبؒ کے رجوع سے یہ معلوم ہوا کہ شیخ کی وفات کے بعد جس شیخ سے بھی عقیدت ومناسبت ہو اپنی اصلاح وتربیت کے لئے اس کی طرف رجوع کرسکتا ہے،خواہ وہ دوسرے ہی سلسلہ کا کیوں نہ ہو،نیز حضرت مجدد صاحب کے علاوہ ہمارے سلسلہ کے دیگر اکابر نے بھی اپنے خلوص وللّٰہیت کی بناء پر ایسا فرمایا ہے لہذا ثابت ہوا کہ یہ خلاف طریق تو کیا عین طریق ہے،پس جو شخص اس کے خلاف کا قائل ہے تو اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ یا تو وہ طریق اکابر سے ناآشنا ہے یا بیجا عصبیت کا شکار ہے۔العیاذ باللہ تعالیٰ۔(مرتب)

تجدیدی کارنامہ: سنت وبدعت،شریعت وفلسفہ اور تصوف (اسلامی) اور جوگ کے اس اختلاط کے زمانے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا تجدیدی کام شروع ہوا،اس صورت حال کی تصویر کھینچتے ہوئے وہ خود اپنے مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس وقت عالم میں بدعات کا اس کثرت سے ظہور ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کا دریا امنڈ رہا ہے اور سنت کا نور اس موّاج دریا میں اس کے مقابلہ میں اس طرح ٹمٹما رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کے اندھیرے میں کہیں کہیں جگنو اپنی چمک دکھا رہا ہے۔''

''حضرت مجددؒ نے اس نازک دور میں جب کہ ہندوستان میں

مسلمان سلطنت کے ہاتھوں اسلام کی بیخ کنی اور خانقاہوں میں سنت کی ناقدری کی جارہی تھی اور صاف صاف کہا جارہا تھا کہ''شریعت اور طریقت دو الگ الگ کوچے ہیں جن کی راہ ورسم ایک دوسرے سے جُدا اور جن کا قانون ایک دوسرے سے الگ ہے۔''

پوری بلند آہنگی سے آواز لگائی کہ طریقت تابع وخادم شریعت ہے، کمالات شریعت احوال ومشاہدات پر مقدم ہیں،ایک حکم شرعی پر عمل ہزار سالہ ریاضت سے زیادہ نافع ہے،اتباع سنت میں خواب نیمروز (قیلولہ) احیائے لیل (شب بیداری) سے افضل ہے،حلّت وحرمت میں صوفیہ کا عمل سند نہیں،کتاب وسنت اور کتب فقہ کی دلیل چاہئے،اہل ضلالت کی ریاضتیں موجب قُرب نہیں باعثِ بُعد ہیں،صور واشکال غیبی داخل لہو ولعب ہیں،تکلیف شرعی کبھی ساقط نہیں ہوتی۔

(تاریخ دعوت وعزیمت: ج/۴،ص/۲۴۵)

دنیادار علماء کی مخالفت سے شہر اجین کا قید خانہ رشک جنت بنا

اب ''الخطبۃ الشوقیہ فی حضرۃ المجددیہ'' مؤلفہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ سے کچھ مفید اقتباسات ملاحظہ فرمائیں،جاہل متصوفین اور دنیادار علماء کو اپنی کساد بازاری کے خطرہ نے (مجدد صاحب کی) مخالفت پر آمادہ کیا اور روافض کو نور جہاں بیگم (زوجہ بادشاہ جہانگیر) کی وجہ سے جو امیدیں اپنے مذہب کی اشاعت اور دین اسلام کے فنا کرانے کی قائم ہوگئی تھیں،حضرت امام ربانی کی ذات اقدس ان کو سدّ راہ نظر آئی،ان سب نے مل کر حضرت امام ربانیؒ کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا، اس

پروپیگنڈے کے اثر سے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جیسا متبحر اور دیندار عالم نہ بچ سکا، بادشاہ جہانگیر کو بدظن کیا گیا اور اپنے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا، حضرت امام ربانیؒ نے اس حکم پر عمل کرنے سے قطعی انکار کر دیا اور فرمایا کہ سجدہ از روئے نص قرآنی خالق کے لئے مخصوص ہے، یہ سن کر جہانگیر نے غیظ وغضب کی حالت میں امام ربانی کے قتل کا حکم صادر کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر قتل کے بجائے غیر محدود وقت کے لئے قید کا حکم سنا دیا اور اُجین ریاست گوالیار کا قید خانہ آپ کے قدم سے رشک جنت بنا۔

آپ کی کرامت: قید سے رہائی کا واقعہ بھی آپ کی روشن کرامت ہے، بادشاہ جہانگیر نے خواب دیکھا کہ سید الخلق اشرف الانبیاء ﷺ بطور تاسّف کے اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ''جہانگیر تم نے کتنے بڑے شخص کو قید کر دیا'' اس خواب کے بعد فوراً آپ کی رہائی عمل میں آئی مگر دشمنوں نے پھر کچھ کہہ سن کر بادشاہ سے یہ حکم دلوا دیا کہ چند روز ہمارے ساتھ لشکر میں رہیں گویہ چیز حضرت کے لئے قید سے کم تکلیف دہ نہ تھی لیکن کام جو بنا اسی سے بنا، بادشاہ کو آپ کی صحبت نصیب ہوئی اور اس صحبت نے اس کے باطن کو مزکّیٰ کر دیا پھر تو وہ آپ کا غلام تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی، شراب وکباب اور دوسرے منہیات سے ایسی کامل بے تعلقی اختیار کی کہ باید وشاید۔ (یعنی بہت کم ایسا ہوتا ہے۔)

جہانگیر کے متعلق حضرت مجدد صاحبؒ کا ارشاد کہ تیرے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا:

وہی بادشاہ جس کے غرور اور بدمستی کی یہ حالت تھی کہ اپنے لئے سجدہ کراتا تھا، سجدہ تعظیمی کے جواز کے فتوے علماء سے لئے تھے وہی بادشاہ آخر عمر میں

کہتا ہے کہ میں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا جس سے نجات کی اُمید ہو، البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے اس کو اللہ کے سامنے پیش کروں گا، وہ دستاویز یہ ہے کہ ایک روز مجھ سے شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے،'' حضرت امام ربانیؒ ہی کی برکت تھی کہ جہانگیر کے صلب سے شاہجہاں جیسا دیندار بادشاہ اور شاہجہاں کے بعد اورنگ زیب جیسا جامع کمالات صوری ومعنوی سلطان پیدا ہوا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی مخالفت ایک لحاظ سے بادشاہ کی مخالفت سے زیادہ اذیت رساں تھی مگر چونکہ حضرت شیخ کی مخالفت بدنیتی کے ساتھ نہ تھی لہذا حق تعالیٰ نے ان کو بہت جلد متنبہ عطا فرمایا اور مخالفت سے رجوع کی توفیق دی، بالآخر وہ بھی حضرت امام ربانی کے غایت درجہ معتقد ہو گئے جس کا ذکر انہوں نے اپنے مکاتیب میں فرمایا ہے، جہانگیر کے اقبال نے یہاں تک ترقی کی کہ سرہند میں امام ربانی کا مہمان بننے اور آپ کے باورچی خانہ کا کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا، کھانا اگرچہ بالکل سادہ تھا مگر بادشاہ نے کہا کہ میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔

المختصر، یہ مصائب اس طرح ختم ہو گئے اور آخری نتیجہ یہ رہا کہ حق کی فتح ہوئی اور حضرت امام کے اثرات طیبات روز افزوں ترقی کرتے گئے، حضرت ممدوح نے جو خطوط اپنے مخلصین کو ان مصائب میں مبتلا ہونے کی حالت میں لکھے ہیں ان کو دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ (الخطبۃ الشوقیہ)

ارشادات

اب ہم حضرت مولانا صوفی عابد میاں صاحب عثمانی نقشبندی ڈابھیلی المتوفیٰ ۱۳۶۴ھ کی تالیف ''انوار العارفین'' جلد دوم سے حضرت مجدد صاحبؒ کے ارشادات مفیدہ نقل کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

فقہ حنفی کی فضیلت: آپ فرماتے ہیں کہ بلاتکلف میں کہتا ہوں کہ نورانیت مذہب حنفی میں دریائے عظیم کی طرح ہے، اور دوسرے مذہبوں میں حوضوں اور نہروں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔

ف: حضرت مجدد الف ثانیؒ جس منصب عظیم پر فائز ہیں اس کی رعایت کرتے ہوئے ان کے اس مکشوف کو تسلیم کرنا ہی چاہئے اور کیوں نہ ہو جب کہ قرآن وحدیث کے قابل قبول دلائل موجود ہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔ (مرتب)

بعثت انبیاء کے مقامات: آپ فرماتے ہیں کہ: مجھ پر مکشوف ہوا کہ ہندوستان میں بہت سے انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں، اگر میں چاہوں تو بعثت انبیاء علیہم السلام کے مقامات اور ان کے مساکن بیان کرسکتا ہوں جو کہ مجھ پر ظاہر کئے گئے ہیں، اور ان کے مقابر بھی بتاسکتا ہوں کہ ان کے مقابر پر انوار حق اب تک تاباں و درخشاں دکھائی دیتے ہیں۔ (انوار العارفین: ج/۲ ص/۱۶۰)

خلوت: آپ فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ میرا ارادہ ہوا کہ کسی مقام خلوت میں جا کر گوشہ نشیں ہو جاؤں اور سب سے خلوت اختیار کرلوں، میں نے استخارہ کیا اور بارگاہ رب العزت سے اجازت طلب کی، خطاب مستطاب آیا کہ طریقۂ محبوب و پسندیدہ ومناسب ولائق یہی ہے جس پر اس وقت قائم ہو، نہ کہ گوشہ نشینی وتنہائی۔

فرزند محمد صادق: آپ فرماتے تھے کہ: مجھ کو میرے فرزند اعظم خواجہ محمد صادق قدس سرہ کی قبر کے مقابل دفن کیا جائے، اس لئے کہ وہاں ایک باغ جنت کے باغوں میں سے میں نے دیکھا ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ آفتاب کی طرف بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ مگر شاہ سکندر نبیرۂ شاہ کمال کے دل کی طرف غلبۂ شعاع انوار کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے، اس لئے کہ وہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی ہے۔

نیت کی برکت: آپ نے فرمایا ہے کہ: ایک رات ہم پر منکشف کیا گیا کہ اگر کوئی نمازی نماز وتر کو دیر سے ادا کرنے کے ارادہ سے وقت تہجد تک سو جائے اور یہ نیت رکھے کہ آخر شب میں وتر پڑھوں گا، تو کاتبین اعمال تمام شب اس کے نام پر نیکیاں لکھتے ہیں یہاں تک کہ وتر ادا کرے۔ لہذا جس قدر ادائے وتر میں تاخیر کی جائے بہتر ہے۔

ف: مگر جس کو اخیر شب میں بیدار ہونے کا گمان نہ ہو تو اس کے لئے عشاء کے بعد ہی وتر پڑھنا بہتر ہے۔ (مرتب)

بدعت کی ظلمت: آپ فرماتے ہیں کہ: کشفاً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو بدعت کی تاریکیوں نے گھیر لیا ہے اور نور سنت اس میں کرمک (جگنو) کی طرح بعض جگہ خال خال معلوم ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت: ایک روز بہ تقریب تکرار کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' آپ نے فرمایا کہ: اے کاش! تمام عالم بہ مقابلہ اس کلمہ طیبہ کے دریائے محیط کے ساتھ قطرہ ہی کی مناسبت رکھتا، یہ کلمہ مقدسہ جامع کمالات ولایت ونبوت ہے۔

داخلۂ سلسلہ کی فضیلت: آپ نے فرمایا ہے کہ: جو لوگ داخلۂ طریقت ہو چکے ہیں یا قیامت تک بہ واسطہ یا بے واسطہ داخل ہوں گے، وہ سب مرد اور

عورتیں میرے سامنے لائے گئے اور ہر ایک کا نام ونسب اور مولد ومسکن بتایا گیا، اگر میں چاہوں تو سب بیان کرسکتا ہوں۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض کرم وعنایت اور لطف ومرحمت خاص سے مجھے بشارت دی کہ، ہم نے تمہاری دنیا کو بھی آخرت بنادیا ہے۔

اسم اللہ کا ادب: ایک روز آنجناب قدس سرہ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گئے دیکھا کہ ایک پیالہ سفالی شکستہ کہ جس پر مہتر نجاست اٹھاتا تھا اور اس پر اسم اللہ منقوش تھا اور نجاستوں میں آلودہ تھا، آنجناب نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور وہاں سے نکلے اور خادم سے فرمایا کہ: لوٹالاؤ، اور پیالہ کو خاص اپنے دست مبارک سے آپ نے پاک کیا، ہر چند خدام نے التماس کیا کہ ہم اس کو پاک کرتے ہیں، مگر قبول نہ فرمایا۔ اور پاک کرکے ایک اونچے طاق پر سفید کپڑے میں لپیٹ کر تعظیم کے ساتھ رکھ دیا، اور جب پانی پینا چاہتے تو اسی پیالہ میں پیتے، اس اثناء میں بارگاہ رب الارباب سے خطاب مستطاب آیا کہ جس طرح تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی اسی طرح ہم نے بھی تمہارے نام کو دنیا وآخرت میں معظم بنایا ہے، آپ فرماتے تھے کہ اس عمل نے جس قدر فیوض وبرکات پہنچائے وہ صد سالہ ریاضت ومجاہدہ سے بھی ناممکن تھے۔

ف: سبحان اللہ! باادب بانصیب کا شرف حاصل ہوا۔ (مرتب)

تواضع کی فضیلت: ایک روز صبح کے حلقہ میں آنجناب مراقب تھے اور قصور اعمال کی دید غالب ہوگئی تھی اور انکسار وتضرع کا غلبہ تھا کہ بہ مصداق حدیث "من تواضع للہ رفعہ اللہ" (جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا

ہے۔) بارگاہ غفار الذنوب ستار العیوب جل شانہ وعم احسانہ سے خطاب مستطاب پہنچا: "غفرت لک ولمن توسل بک بواسطة اوبغیر واسطة الی یوم القیامة" (کہ میں نے تجھ کو بخش دیا اور اس کو بھی جو تمہارا وسیلہ اختیار کرے بہ واسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک) اور اس بشارت کے اظہار کا حکم دیا گیا۔

ف: سبحان اللہ! کیسی بشارت ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے حظ وحصہ نصیب فرمائے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز (مرتب)

صبر کی فضیلت: آنجناب قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ: ملامت خلق کی اللہ والوں کی جماعت کا حسن اور ان زنگار کے لئے صیقل ہے نہ کہ باعث قبض وکدورت، ابتدائے حال میں جب کہ فقیر قلعہ میں محبوس ہوا تو محسوس ہوتا تھا کہ انوار ملامت خلق شہروں اور دیہاتوں سے نورانی بادلوں کی طرح لگاتار پہنچے ہیں، اور کام کو پستی سے بلندی پر لے جاتے ہیں، برسوں تک تربیت جمالی سے قطع مسافت کی جاتی رہی، مگر اب تربیت جلالی سے قطع مسافت کرتے ہیں، اور مقام صبر بلکہ مقام رضا میں رہتے ہیں اور جمال وجلال کو مساوی جانتے ہیں کہ جفائے محبوب اس کی وفا سے زیادہ لذت بخش۔

ف: سبحان اللہ! کیسا مقام عالی نصیب تھا۔ فللہ الحمد والمنہ (مرتب)

آداب شریعت کی رعایت: آپ فرماتے ہیں کہ: لوگ ریاضت ومجاہدات کی ہوس کرتے ہیں، حالانکہ کوئی ریاضت ومجاہدہ رعایت آداب شریعت کے برابر نہیں ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: احوال تابع شریعت ہیں اور شریعت تابع احوال

نہیں ہے، کیونکہ شریعت قطعی ہے اور وحی الٰہی سے ثابت ہو چکی ہے، اور احوال ظنی ہیں جو کشف اور الہام سے ثابت ہوتے ہیں۔

اتباع سنت کی برکت: آپ فرماتے ہیں کہ: میں ماہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ایک شب ادائے تراویح کے بعد بستر خواب پر لیٹ گیا اور خادم میرے پاؤں دبا رہا تھا، میں بھولے سے پہلوئے چپ پر لیٹ گیا تھا، پھر مجھے یاد آیا کہ سونے میں ابتداء پہلوئے راست سے کرنا سنت اجماعی ہے وہ اس وقت متروک ہوگئی، نفس نے تاویل کیا کہ سہو اور نسیان سے جو چیز سرزد ہو جائے وہ معاف ہے، لیکن میں فوراً اٹھا اور پھر لیٹا، اور ابتدا پہلوئے راست سے کی، اس کے بعد عنایات اور فیوض اور برکات و اسرار بہت کچھ مجھ پر ظاہر ہوئے اور ندا دی گئی کہ اس رعایت سنت کی وجہ سے آخرت میں تجھ کو کسی طرح کا عذاب نہ دیا جائے گا اور تمہارے خادم کو بھی جو پاؤں دبا رہا تھا ہم نے بخش دیا۔

(انوار العارفین: ج/ ۲ ص/ ۱۸۷)

وفات حسرت آیات: وفات سے چند ماہ پہلے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی عمر تریسٹھ برس کی معلوم ہوتی ہے۔ اتباع سنت کا شوق جس کو درجۂ فنا تک پہنچا چکا ہو، کیا عجب ہے، غیر اختیاری امور میں بھی اس کو مطابقت سنت کی توفیق نصیب ہو۔

اپنی عمر کے آخری شعبان میں حسب معمول پندرھویں شب کو عبادت کے لئے خلوت خانہ میں تشریف لے گئے تو بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ معلوم نہیں، آج کس کس کا نام دفتر ہستی سے کاٹا گیا۔ یہ سن کر حضرت امامؒ نے فرمایا، تم تو بطور شک کہہ

رہی ہو۔ کیا حال ہوگا اس شخص کا جس نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہو کہ اس کا نام دفتر ہستی سے محو ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد و ہدایت کا سب کام صاحبزادوں کے سپرد کر دیا، اور اپنا تمام وقت قرآن مجید کی تلاوت اور افکار و اشغال طریقت میں صرف فرمانے لگے۔ سوا نماز کے خلوت سے باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ نفل روزوں اور صدقات و خیرات کی بھی اس زمانہ میں بہت کثرت فرمائی۔

وسط ذی الحجہ میں حضرت کو ضیق النفس کی بیماری لاحق ہوئی۔ تپ محرقہ شروع ہوا۔ جو یوماً فیوماً ترقی کرتا چلا گیا۔ انہیں ایام میں ایک روز فرمایا کہ حضرت پیران پیر کو میں نے دیکھا، بڑی مہربانی مجھ پر فرمائی۔

۱۲ محرم کو فرمایا کہ بس اب چالیس پچاس دن کے اندر مجھ کو اس عالم فانی سے سفر کرنا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور بتاریخ ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ تریسٹھ برس کی عمر میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ جس رات کی صبح کو آپ دنیا سے جانے والے تھے، حسب معمول تہجد کی نماز کے لئے اٹھے اور بڑے اطمینان سے وضو کر کے نماز پڑھی اور خدام سے فرمایا کہ تم لوگوں نے تیمارداری میں بہت تکلیف اٹھائی۔ اب آج یہ تکلیف ختم ہے۔ اخیر وقت میں ذکر اسم ذات کا بہت غلبہ تھا۔ ذکر کرتے کرتے روح مبارک رفیق اعلیٰ سے مل گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

نماز جنازہ حضرت کے فرزند ثانی خواجہ محمد سعیدؒ نے پڑھائی اور اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادقؒ کی قبر مبارک کے سامنے خاص شہر سرہند میں مدفون ہوئے۔ یہی وہ جگہ ہے جس کے متعلق آپ نے اپنے مکتوب

میں لکھا ہے کہ میرے قلب کے انوار وہاں چمکتے ہیں۔

(علماء ہند کا شاندار ماضی: ج ۱/ص ۲۱۴)

اولاد: حضرت مجدد صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے سات فرزند عطا فرمائے تھے ان میں شیخ محمد فرخ، محمد عیسیٰ اور محمد اشرف صغر سنی ہی میں فوت ہو گئے، خواجہ محمد صادق پچیس سال کی عمر میں راہ ملک بقا ہوئے۔ ان کے علاوہ خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد یحییٰ رحمہم اللہ تعالیٰ رونق بخش حیات رہے، ان کے متعلق یہ کہنا صحیح ہوگا۔ ؎

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است

(تاریخ دعوت وعزیمت: ج ۴/ص ۱۸۸)

چند اوراقِ کتب چند بزرگوں کے خطوط بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

دراصول اسلامیہ وعقائد صحیحۂ اہل سنت والجماعت

مکتوب ۸

درمکتوب ہشتم کہ بخدمت پیر بزرگوار خود۔ در بیان احوالیکہ بمقام صحو وبقا تعلق دارد عرض داشتہ اند تحریر مے فرمایند۔ علمائے ظاہر اہل سنت وجماعت ہر چند در بعضے اعمال مقصر باشند۔ اما جمال درستی عقاید اینہا در ذات وصفات آں قدر نورانیت دارد کہ آں تقصیر در جنب آں مضمحل وناچیز در نظر مے در آید۔ وبعضے متصوفہ باوجود ریاضات ومجاہدات چون در ذات وصفات آں قدر درستی عقیدہ ندارد۔ آں جمال دراینہا یا فتہ نمی شود۔ مسئلہ قضا وقدر بطور علماء مے داند۔ **فللمالك ان يتصرف فى ملكه كيف يشاء** لیت واستعداد را ہیچ دخل نیست کہ بایجاب مے کشد۔ **وهو سبحانه وتعالى مختار فى افعاله۔**

ترجمہ مکتوب ۸

جس کو آپ نے اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں ان احوال کے بیان میں جو صحو وبقا سے تعلق رکھتے ہیں لکھا ہے کہ:

اہل سنت والجماعت کے علماء اگر چہ بعض اعمال میں کوتاہی کرتے ہیں،

لیکن اللہ کی ذات وصفات الٰہی میں ان کی درستی عقائد کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ وہ کوتاہی اور کمی اس کے مقابلہ میں ہیچ و ناچیز معلوم ہوتی ہے۔اور بعضے ناتمام صوفیہ نے باوجود ریاضتوں اور مجاہدوں کے چونکہ اللہ کی ذات وصفات میں اس قدر درست عقیدہ نہیں رکھتے اسلئے وہ جمال (جو علمائے ظاہر کو حاصل ہے) ان میں نہیں پایا جاتا۔

بندہ قضا وقدر کے مسئلہ کو علمائے اہل سنت والجماعت کے طور پر جانتا ہو کہ مالک کو اختیار ہے کہ اپنے ملک میں جیسے چاہے تصرف کرے۔اس میں قابلیت اور استعداد کا کچھ دخل نہیں جو کہ کسی چیز کو واجب قرار دے پس حق سبحانہ اپنے افعال میں مختار ہے۔

مکتوب ۹

درمکتوب نہم کہ بخدمت پیر بزرگوار خود نوشتہ اند تحریر مینمایند خود را عین حق دانستن وصفات خود را صفات او نگاشتن عین الحاد در اسماء وصفات است ودر زمرۂ **وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ** خل۔

ترجمہ مکتوب ۹

نویں مکتوب میں اپنے پیر بزرگوار کو یوں تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص اپنی ذات کو عین حق اور اپنی صفات کو اس ذات پاک کی صفات جانے تو یہ اسماء وصفات الٰہیہ میں الحاد وزندقہ ہے اس عقیدے والے لوگ اس گروہ میں شامل ہیں جسکے بارے میں یہ آیت ہے ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں۔

مکتوب ۳۰

درمکتوب سی ام کہ شیخ نظام تھانیسری صدور یافتہ تحریر نمودہ اند کہ۔بندہ رادر مقام عبدیت با مولائی خود ہیچ مناسبت نیست۔الا الاحتیاج من جانبہ والاستغناء الاتم ذاتا وصفۃ من جانب المولی تعالی وتقدس۔ذات خود را باذات او تعالی وصفات خود را با صفات او تعالی و افعال خود را با افعال او سبحانہ وتعالی ہیچ مناسبت ندانند۔اطلاق ظلیت ہم از جملہ مناسبات است ازاں ہم تنزہ نمایند اورا سبحانہ وتعالی خالق وخود را مخلوق دانند وبیش ازیں ہیچ چیز جرأت نہ نمایند۔توحید فعلی کہ جمعی را در اثناء راہ دست میدہد وفاعل جز حق را سبحانہ وتعالی نمی یابند۔ایں بزرگوار ان میدانند کہ خالق ایں افعال یکی است نہ مباشر آں افعال کہ ایں بزندقہ والحاد رساند۔مثلا شعبدہ بازی در پردہ نشستہ وصورتہائے جمادرا او حرکت مے آرد۔جماعہ کہ حدید البصر اں میدانند کہ جاعل ایں افعال آں شخص پردہ نشین است اما مباشر ایں افعال ہماں صورا ند۔لہذا مے گویند کہ صورت متحرک است ونمیگویند کہ شعبدہ باز متحرک است۔

پس حکم بوحدت فعل از جملہ سکریات است بل الحق الصریح ان الفاعل متعدد وخالق الافعال واحد۔وہم چنیں است کلامے کہ در توحید وجود گفتہ اند مبنائے آن سکر وقت وغلبۂ حال است۔علامت درستی علوم لدنیہ مطابقت است باصریح علوم شرعیہ اگر سر موتجاوز است از سکر است۔

والحق ماحققہ العلماء من اہل السنۃ والجماعۃ وماسواذالک اما زندقۃ والحاد اوسکر وقت وغلبۂ حال۔وایں تمام مطابقت در مقام عبدیت میسر است ودر

ماورائے آں نحوے از سکر متحقق است۔

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام علوم شرائع را بطریق وحی اخذ میکر دند وایں بزرگواران (صوفیہ کرام) بطریق الہام اخذ میکنند وعلمای ظاہر از شرائع اخذ مے کنند بطریق اجمال و استدلال۔ آنچہ اوشان بکشف وتفصیل حاصل مے کنند "والفرق بالاصالة والتبعية لاغير"۔ بہ خاطر بود کہ یک مسئلہ اجمالی استدلالی را مفصل بنویسم اما کاغذ کوتاہی کرد۔ شاید حکمت حق تعالی جل سلطانہ دریں بودہ باشد۔

ترجمہ مکتوب ۳۰

شیخ نظام تھانیسری کو لکھتے ہیں کہ۔ ولایت کے درجات میں سب سے اعلی مقام مقام عبدیت ہے۔ چنانچہ بندہ اس مقام میں اپنے مولی کے ساتھ اپنے لئے کوئی نسبت نہیں پاتا مگر اپنی طرف سے احتیاج اور مولی کی طرف سے ذات وصفات دونوں اعتبار سے استغناء پاتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالی اس مناسبت سے برتر ومقدس ہے۔

پس اپنی ذات کو انکی ذات کے ساتھ اور اپنے صفات کو صفات الہیہ کے ساتھ اور اپنے افعال کو اللہ سبحانہ وتعالی کے افعال کے ساتھ کوئی مناسبت نہ جانے۔

ظلیت کا اطلاق بھی منجملہ مناسبات کے ہے اس لئے یہ حضرات اس سے بھی تنزہ ظاہر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی کو خالق اور اپنے کو مخلوق جانتے ہیں اس سے زیادہ کہنے کی جرأت نہیں کرتے۔ توحید فعلی جو بعض بزرگوں کو اثنائے راہ

میں حاصل ہوتی ہے اور حق تعالی کے سوا کسی کو فاعل نہیں پاتے۔ یہ بزرگ وار یعنی نقشبندیہ قدس اسرارہم جانتے ہیں کہ ان افعال کا پیدا کرنے والا واحد حق تعالی ہے۔ نہ کہ ان افعال کا کرنے والا۔ اس لئے کہ یہ بات زندقہ والحاد تک پہنچا دیتی ہے۔ مثلا کوئی شعبدہ باز پیچھے بیٹھ کر چند جمادی صورتوں کو حرکت میں لاتا ہے اور عجیب وغریب افعال ان میں ایجاد کرتا ہے۔ تو وہ لوگ جو تیز نظر والے ہیں جانتے ہیں کہ ان جمادی صورتوں میں ان افعال کا بنانے والا پردہ نشیں شخص ہے۔ مگر ان حرکات کو کرنے والی وہی جمادی صورتیں ہیں۔ لہذا وہ جمادی صورتوں کو متحرک کہتے ہیں شعبدہ باز کو متحرک نہیں کہتے۔ پس وحدت فعل کے ساتھ حکم کرنا منجملہ سکریات سے ہے، بلکہ صریح حق یہ ہے کہ فاعل بے شمار ہیں مگر ان افعال کا خالق ایک ہی ہے۔ ایسے ہی اب وہ کلام جو توحید وجودی کے بارے میں کہا ہے اس کا مبنی بھی سکر وقت اور غلبۂ حال ہے۔ علم لدنی کے درست اور صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ صریح علوم شرعی کے مطابق ہو۔ اگر بال کے برابر بھی تجاوز ہوگا تو وہ منجملہ سکریات کے ہوگا۔ اور حق وہی ہے جو علمائے اہل سنت والجماعت نے تحقیق کیا ہے۔ اس کے علاوہ زندقہ یا الحاد یا سکر وقت یا غلبہ حال ہے اور یہ تمام مطابقت مقام عبدیت میں میسر ہے۔ اس کے ماسوا میں ایک قسم کا سکر ثابت ہے۔

ع اگر اس کی شرح لکھوں تو بے حد ہو جائیں۔

انبیا علیہم السلام علوم شرائع کو بذریعہ وحی اخذ کرتے تھے۔ اور یہ بزرگوار الہام کے طور پر حاصل کرتے ہیں۔ علمائے ظاہر ان علوم کو شرائع سے اخذ کر کے

بطور اجمال واستدلال کے بیان کرتے ہیں۔جیسا کہ یہ حضرات انبیا علیہم السلام کشف وتفصیل سے حاصل کرتے ہیں۔فرق صرف اصالت وتبعیت کا ہوتا ہے نہ کہ اس کے علاوہ۔اس قسم کے کمال کے لئے اولیاء میں سے بعض کو دور دراز قرنوں اور زمانوں کے بعد منتخب فرماتے ہیں۔ارادہ تھا کہ اجمالی استدلالی ایک ایک مسئلہ کو تفصیل سے لکھوں مگر کاغذ نے کوتاہی کی ہے۔شاید اس میں خدا تعالی کی کوئی حکمت ہو

مکتوب ۳۱

درمکتوب سی ویکم۔کہ بشیخ صوفی صدر یافت۔اوسبحانہ وتعالی باہیچ چیز متحد نیست او اوست تعالی وتقدس وعالم عالم۔اوسبحانہ بیچون وبیچگونہ است وعالم سراسر بداغ چگونی وچگونگی متسم۔بیچون راعین چون نتواں گفت واجب تعالی راعین ممکن نتواں خواندن قدیم ہرگز عین حادث نہ شود۔ممتنع العدم عین جائز العدم نہ گردد۔

انقلاب حقائق محال است عقلا وشرعا۔وصحت حمل یکے بر دیگرے ممتنع اصلا ورأسا۔حضرت خواجہ نقشبندؒ فرمودہ اند کہ ہر چہ دیدہ شد وشنیدہ شد ودانستہ شد آں ہمہ غیر است بحقیقت کلمہ لانفی آں باید کرد۔

ترجمہ مکتوب ۳۱

مکتوب ۳۱ شیخ صوفی کے نام صادر ہوا ہے کہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہے۔اللہ اللہ ہے اور عالم عالم ہے۔حق تعالی بے چوں وبے چگوں ہے۔عالم سراسر چوں وچگوں کے داغ سے داغدار ہے۔بے چوں کو چوں کا عین

نہیں کہہ سکتے۔واجب تعالی کو ممکن کا عین نہیں کہہ سکتے۔قدیم ہرگز حادث کا عین نہیں ہوسکتا۔اس طرح ممتنع العدم جائز العدم نہیں ہوسکتا ہے۔

حقائق کا انقلاب عقلا وشرعا محال ہے اور ایک کو دوسرے پر حمل کرنا کلی طور پر ممتنع ہے۔حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ دیکھا گیا اور جو سنا گیا سب کا سب غیر اور حجاب ہے۔کلمہ لا کی حقیقت سے اس کی نفی کرنی چاہئے۔

ف: سبحان اللہ! کیسے اہم مضامین ہیں۔فجزاہم اللہ تعالیٰ (قمر الزمان)

درمکتوب چہل ویکم بہ شیخ درویشؒ صدور یافتہ

فرق در بیان علم نبی کہ بطریق وحی است وعلم ولی کہ بطریق الہام است این است کہ در وحی قطع ویقین است ودر الہام ظن وتخمین۔چرا کہ وحی بتوسط ملک است وملائکہ معصوم انداز خطا۔والہام اگر چہ محل عالی دارد وآں قلب است کہ از عالم امر است، اما قلب را با عقل او نفس نحوے از تعلق متحقق است پس خطا را دراں متوطن مجال پیدا شد۔

ترجمہ مکتوب

بنام شیخ درویش: فرق درمیان علم نبی کے جو بطریق وحی ہے اور علم ولی کے جو بطریق الہام ہے۔یہ ہے کہ وحی میں قطع ویقین ہے اور الہام میں ظن و تخمین ہے۔اس لئے کہ وحی بواسطہ فرشتہ کے ہے اور فرشتے خطا سے معصوم ہیں۔ اور الہام اگر چہ مقام عالی رکھتا ہے جسے قلب کہتے ہیں اور وہ عالم امر سے ہے لیکن قلب کو عقل ونفس کے ساتھ ایک قسم کا تعلق قائم ہے۔اس واسطے اس مقام میں خطا کی گنجائش رہتی ہے۔

مکتوب ۴۴

در مداحی حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کہ آں سعادت نامہ را وسیلۂ نجات اخروی خود ساختہ اند نہ آنکہ مداحی او نماید بلکہ کلام خود بمدح او بستاید

ما ان مدحت محمدا بمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمد

فاقول وبالله سبحانه العصمة والتوفيق ان محمدا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سيد ولد آدم واكثر الناس تبعا يوم القيامة واكرم الاولين والآخرين عند الله واول من ينشق عنه الارض واول شافع واول مشفع واول من يقرع باب الجنة فيفتح الله له وحامل لواء الحمد يوم القيامة تحته ادم فمن دونه ۔وهو الذى قال عليه الصلوة والسلام نحن الاخرون و نحن السابقون يوم القيامة وانى قائل قولا غير فخر وانا حبيب الله وانا قائد المرسلين ولا فخر وانا خاتم النبيين ولا فخر وانا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلنى فى خيرهم ثم جعلهم فريقين فجعلنى فى خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنى فى خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتا فجعلنى فى خيرهم بيتا ۔فانا خيرهم نفسا وخيرهم بيتا ۔انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا خطيبهم اذا انصتوا وانا مستشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا يئسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدى ولواء الحمد

يومئذ بيدى۔ وانا اكرم ولد ادم عند ربى يطوف على الف خادم كانهم بيض مكنون واذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر لولاه لما خلق الله سبحانه الخلق ولما اظهر الربوبيت وكان نبيا وادم بين الماء والطين۔

نماز بعصیاں کسے در گرو کہ دارد چنیں سید پیش رو

لا جرم مصدقان ایں چنیں پیغمبر سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام خیر الامم باشند و مکذبان او علیہ الصلوۃ والسلام بدترین بنی ادم۔

چوں آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام محبوب رب العالمین است متابعان بواسطۂ متابعت بمرتبۂ محبوبیت میرسند چہ محب در ہر کہ شمائل واخلاق محبوب خود مے بیند آنکس را محبوب خود می دارد و مخالفان سنت را از ینجا قیاس باید کرد۔

ترجمہ مکتوب ۴۴

بنام شیخ فرید بخاری: حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی مدح میں یہ ناکارہ آپ کے مکتوب کے جواب میں کیا لکھے۔ سوائے اس کے کہ حضور کے کچھ فضائل لکھے۔ تاکہ اس سعادت نامہ کو اپنی نجات اخروی کا وسیلہ بنائے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتعریف کرے۔ بلکہ اپنے کلام کو ان کی مدح سے آراستہ وپیراستہ کرے۔

مَا اِن مَدَحتُ مُحَمدًا بِمَقَالِتِی لٰکِن مَدَحتُ مَقَالَتِی بِمُحَمدٍ

ترجمہ: یعنی میں نے اپنے کلام سے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح نہیں کر دیا ہے: بلکہ آں حضرت کے ذریعہ دراصل میں نے اپنے کلام کی تعریف کرتا ہوں۔

پس میں حضور ﷺ کی منقبت کو لکھتا ہوں اللہ تعالی مجھے لغزش سے محفوظ رکھے اور نیک توفیق عطا فرمائے بیشک حضرت محمد ﷺ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں اور قیامت میں تمام انبیا کرام کے مقابلہ میں آپ کے متبعین زیادہ تعداد میں ہونگے ۔آپ اللہ کے نزدیک تمام اولین وآخرین میں مکرم ومعظم ہیں ۔قیامت قائم ہونے پر سب سے پہلے آپ ہی اپنے مرقد مبارک سے اٹھینگے ۔آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہونگے ۔اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی ۔سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائینگے اور اللہ تعالی آپکے لئے اسے کھولیں گے ۔قیامت میں آپ لوائے حمد کو اٹھائے ہوئے ہونگے ۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ انبیاء حضرات ان کے جھنڈے کے نیچے ہونگے ۔خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم یعنی میں اور میری امت ظہور کے اعتبار سے آخر میں ہیں ۔لیکن قیامت کے دن آگے ہونگے ۔یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ میں اللہ کا حبیب ہوں میں مرسلین کا قائد ہوں ۔اور یہ بات بھی فخر کے طور پر نہیں کہ رہا ہوں ۔اور میں سلسلہ انبیاء کا خاتم ہوں ،یعنی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ،اس پر بھی فخر نہیں ۔میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالی نے انسانی مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان کے بہتر لوگوں میں پیدا کیا۔ پھر ان کو دو حصوں (عرب وعجم) میں تقسیم کیا۔تو مجھے ان کے بہترین جماعت میں کر دیا، پھر قبائل بنائے تو بہترین قبیلے میں مجھے کر دیا، پھر اس قبیلے کی شاخیں بنائیں تو ان میں سے مجھے بہترین شاخ میں کر دیا، پس میں از روئے نفس اور باعتبار قبیلہ وبیت سب میں بہتر ہوں

(یہ مجھ پر اللہ کا انعام ہے)۔قیامت میں سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور میں اس سے باہر آؤں گا۔ جب لوگ بارگاہ خداوندی میں آئینگے تو میں ان کا قائد ہونگا۔ جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔اور جب تمام لوگ میدان محشر میں پریشاں ومحبوس کھڑے ہونگے تو میں انکی شفاعت کرونگا۔ جب وہ ناامید ہو جائینگے تو میں ان کو بشارت سناؤنگا، اس دن کرامت وبزرگی اور کلید جنت میرے ہاتھ میں ہونگی ۔ثناوحمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔پس بندگان خدا میں اور تمام فرزندان آدم میں میں گرامی ترین ہوں اور جب قیام حشر کا دن ہوگا تو مجھ پر ہزار خادم طواف کرینگے۔ گویا وہ محفوظ سفید موتیاں ہونگے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام الانبیاء اور ان کا خطیب ہوں گا، اور صاحب شفاعت ہونگا اور مجھے ان خصوصیات پر کچھ فخر نہیں ہے ۔ بلکہ صرف اظہار نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں ۔اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتے اور اپنے ربوبیت کو ظاہر نہ فرماتے ۔اور آپ نبی تھے درانحالیکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان میں تھے۔

نماند بعصیاں کسے در گرو کہ دارو چنیں سید پیش رو

پیغمبر کی تصدیق کرنے ولا یقینا خیر الامم ہونا ہی چاہئے اور اس کی تکذیب کرنے ولا یقینا بدترین بنی آدم ہونا ہی چاہئے ۔آنحضور ﷺ جبکہ رب العالمین کے محبوب ہیں اس لئے ان کے متبعین متابعت کے واسطے سے محبوبیت کے بلند مرتبے تک پہنچتے ہیں ۔اس لئے کہ محب جس کسی میں اپنے محبوب کے اخلاق وعادات دیکھتا ہے۔تو اس شخص کو محبوب بنالیتا ہے اور سنت کے مخالفین کو

اس قاعدے سے قیاس کر لینا چاہئے ۔یعنی جو کہ محبوب کی عادات وطریقوں کو ترک کر کے مبغوض کی روش اختیار کریگا وہ مبغوض ومعتوب ہوجائے گا۔

مکتوب ۴۶

مکتوب بنام شیخ فرید

در بیان آنکہ وجود باری تعالی وتقدس ہمچنیں وحدت اوسبحانہ وتعالی بلکہ نبوت محمد رسول اللہ تعالی علیہ وسلم بلکہ جمع ما جاء بہ من عند اللہ تعالی بدیہی اند محتاج بہیچ فکر ودلیل نیستند۔

مقصود از سیر وسلوک وتزکیہ نفس وتصفیہ قلب ازالہ آفات معنویہ است وامراض قلبیہ تا حقیقت ایمان متحقق شود وتصدیق وجدانی حاصل گردد پس ایمان از زوال محفوظ ماند۔آیت کریمہ:"**الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**"(یونس:۶۲)رشان ایشاں صادق است۔

ترجمہ مکتوب ۴۶

مکتوب بنام شیخ فرید :اس بیان میں کہ وجود باری تعالی اور اللہ سبحانہ وتعالی کی وحدت بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت بلکہ جملہ احکام وشرائع جو اللہ تعالی کی طرف سے لائے ہیں بدیہی ہیں فکر ودلیل کے محتاج نہیں ہیں۔پس سیر وسلوک و تزکیہ نفس وتصفیۂ قلب سے مقصود یہ ہے کہ باطنی امراض اور معنوی آفات سے نجات مل جائے تا کہ حقیقت ایمان متحقق ہوجائے اور تصدیق وجدانی حاصل ہو جائے پس اس وقت ایمان زوال سے محفوظ ہوجاتا ہے آیت کریمہ:**اَلَآاِن اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِمْ وَلَاھُمْ یَحزَنُونَ**۔(یادرکھو!اللہ کے دوستوں پر نہ

کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔(بیان القرآن) ایسے ہی لوگوں پر صادق آتی ہے(دفتر اول)

مکتوب ۵۴

در بیان آنکہ اجتناب از صحبت مبتدع لازم است ضرر صحبت مبتدع فوق ضرر صحبت کافر است وبدترین فرق مبتدعہ شیعہ شنیعہ اند۔ بدترین جملہ فرقہائے مبتدعہ جماعت اند کہ باصحاب پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام بغض دارند۔درقرآن مجید خود ایشاں را کفار نامیدہ است لیغیظ بھم الکفار۔قرآن شریف وشریعت را اصحاب تبلیغ نمودہ اند اگر ایشاں مطعون باشند طعن درقرآت وشریعت لازم می آید۔

قرآن جمع حضرت عثمان است علیہ الرضوان اگر عثمان مطعون است قرآن ہم مطعون،سبحانہ عما یعتقدہ الزنادقہ۔

خلافی ونزاعی کہ درمیان اصحاب علیہم الرضوان واقع شدہ بود محمول بر ہوائے نفسانیت نیست۔ودرصحبت خیر البشر نفوس ایشاں بتزکیہ رسیدہ بودہ اند واز امارگی آزادشدہ ایں قدرمی دانیم کہ حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ دراں باب برحق بود ومخالف ایشاں برخطا اما ایں خطا خطائے اجتہادی بود تا بحد فسق نمی رساند بلکہ ملامت راہم دریں خطا گنجائش نیست کہ مخطی رانیز یک درجہ از ثواب است۔

یزید بیدولت از اصحاب نیست دربختی اوکراسخن است کاروے کہ آں بدبخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نہ کند بعضے از علماء اہل سنت کہ درلعن اوتوقف کردہ اند نہ آنکہ ازوے راضی اند بلکہ رعایت احتمال رجوع توبہ کردہ اند۔

ترجمہ مکتوب بنام شیخ فرید

شیخ فریدؒ کے نام اس بیان میں کہ بدعتی کی صحبت سے بچنا لازم وضروری ہے، بدعتی کی صحبت کا نقصان کافر کی صحبت کے نقصان سے بھی زیادہ ہے اور بدعتی فرقوں میں سب سے بدترین فرقہ شیعہ شنیعہ کا ہے۔ چنانچہ تمام جماعات مبتدعین میں بدترین جماعت وہ ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے بغض رکھتی ہے قرآن مجید نے خود ان کو کفار فرمایا ہے۔ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ [الفتح:۲۹] (تاکہ ان سے کافروں کو جلاوے) قرآن شریف اور شریعت کی تبلیغ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے کی ہے پس اگر یہ لوگ مطعون ہونگے تو پھر قرآن و شریعت میں طعن لازم آئیگا۔ قرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع فرمودہ ہے۔ پس اگر عثمان رضی اللہ عنہ مطعون ہیں تو پھر قرآن بھی طعن سے محفوظ نہیں رہ سکتا زنادقہ کے اعتقادات سے اللہ تعالیٰ پاک ہے جو خلاف نزاع صحابہ علیہم الرضوان کے درمیان واقع ہوا وہ ھوائے نفسانی پر محمول نہیں ہے۔ اسلئے کہ ان حضرات کے نفوس کا تزکیہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اقدس میں کامل طور پر ہو چکا تھا اور ان کے نفوس امارگی سے آزاد ہو گئے تھے۔

اتنا تو میں جانتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے معاملہ میں حق پر تھے اور ان کے مقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر۔ لیکن یہ خطا خطائے اجتہادی ہے۔ جو حد فسق تک پہنچانے والی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ملامت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلئے کہ اجتہادی غلطی کرنے والے کو بھی ایک درجہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ یزید کم بخت اصحاب رسول میں سے نہیں ہے اس

کی بدبختی میں کس کو کلام ہوسکتا ہے، جو کام اس بد بخت نے کیا ہے کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔

اہل سنت والجماعت میں سے بعض علماء نے اس کی لعنت میں توقف کیا ہے۔ تو اس لحاظ سے نہیں کہ وہ اس سے راضی ہیں، بلکہ اس کے رجوع وتوبہ کے احتمال پر رعایت فرمائی ہے۔

مکتوب ۵۸

درمکتوب پنجاہ وہشتم کہ بہ سید محمود صدور یافتہ نوشتہ اند۔ وحشی کہ قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ است و یک بار در صحبت خیر البشر رسیدہ است۔ از اویس قرنی کہ خیر التابعین است افضل آمد۔

سئل عبد الله بن المبارك رضى الله تعالى عنه ايهما افضل معاوية ام عمر بن عبد العزيز فقال الغبار الذى دخل انف فرس معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم خير من عمر بن عبد العزيز كذا مرة

ترجمہ مکتوب

بنام سید محمود: لکھا ہے کہ وحشی جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے ایک بار خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی تو اویس قرنی جو بہترین تابعین ہیں ان سے افضل ہیں حضرت عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیزؒ؟ تو فرمایا کہ وہ گرد وغبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں پڑا ہے وہ عمر بن عبد العزیز سے کئی گنا بہتر

ہے۔

ف: سبحان اللہ کیسی عقیدت ومعرفت کی بات ارشاد فرمائی۔ فجزاہم اللہ تعالی۔

مکتوب ۱۰۰

نیز بملا حسن کشمیری صدور یافتہ۔ نوشتہ بودند کہ شیخ عبد الکبیر یمنی گفتہ است کہ حق سبحانہ وتعالی عالم بعلم غیب نیست۔

مخدوما: فقیر را تاب استماع امثال ایں سخناں اصلا نیست بے اختیار رگ فاروقیم درحرکت مے آید وفرصت تاویل وتوجیہ آں نمے دہد۔ قائل ایں سخنان شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی۔ کلام محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوات والسلام درکار است نہ کلام محی الدین عربی وصدر الدین قونیوی عبد الرزاق کاشیؒ۔ مارا بانص کار است نہ بافص۔ فتوحات مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔ حق سبحانہ وتعالی درکلام مجید خود را بعلم غیب می ستاید وخود را عالم الغیب می فرماید۔ نفی علم غیب کردن از وسبحانہ وتعالی بسیار مستقبح ومستنکر است وفی الحقیقت تکذیب است مرحق را سبحانہ وتعالی غیب را معنائے دیگر گفتن از شناعت نمی برآرد۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم فیالیت شعری ماحملہم علی التفوہ بامثال ھذہ الکلمات الصریحۃ فی خلاف الشریعۃ۔

ترجمہ مکتوب

بنام ملا حسن کشمیری: انہوں نے لکھا تھا کہ عبد الکبیر یمنی نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی عالم الغیب نہیں ہے۔

مخدوما: فقیر کو اس قسم کی باتیں سننے کی بالکل طاقت نہیں ہے۔ میری رگ

فاروقیت (ایسی باتوں سے بے اختیار جوش میں آجاتی ہے اور تاویل وتوجیہ کا موقع نہیں دیتی۔ چاہے ایسی باتیں شیخ کبیر یمنی کی ہوں یا شیخ اکبر شامی کی۔ ہمیں تو کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درکار ہے۔ نہ کہ محی الدین عربیؒ۔ صدر الدین قونیوی۔ اور عبد الرزاق کاشیؒ کا کلام۔ ہم کو نص (قرآن وحدیث) چاہئے نہ کہ فصل (فصول الحکم کا کوئی باب) فتوحات مدینہ (احادیث نبویہ) نے ہم کو فتوحات مکیہ (تصنیف شیخ اکبر) سے بے نیاز کر دیا ہے۔ حق سبحانہ تعالی نے خود اپنے کو علم غیب کے ساتھ موصوف کیا ہے اور خود کو عالم الغیب فرمایا ہے۔ لہذا اس سے علم الغیب کی نفی کرنا بہت ہی قبیح بات ہے۔

فی الحقیقت یہ حق تعالی کی تکذیب ہے۔ غیب کے کچھ اور معنی بیان کرنا بھی اس قول کی قباحت کو دور نہیں کرتا۔ **کَبُرَت کَلِمَۃً تَخرجُ مِن افوَاھِھِم الایۃ۔**

مکتوب ۱۵۷

بر ما وشما در مکتوب صد وپنجاہ ہفتم: می نویسند بر، وشما لازم است کہ تصحیح عقائد بمقتضائ کتاب وسنت است۔ بر نہجے کہ علمائے اہل حق شکر اللہ تعالی سعیہم از کتاب وسنت آن عقیدہ را فہمیدہ اند واز آنجا اخذ کردہ اند چہ فہمیدن ما وشما از حیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام این بزرگواران نباشد زیرا کہ ہر مبتدع وضال احکام باطلہ خود را از کتاب وسنت مے فہمد واز انجا اخذ مے نماید **والحال انہ لایغنی من الحق شیئا۔**

ترجمہ مکتوب

بنام حکیم عبدالوہابؒ: اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہم پر اور تم پر لازم ہے وہ تصحیح عقائد ہے بمقتضائے کتاب وسنت۔ اس طور پر کہ علما اہل حق نے کتاب وسنت سے ان عقائد کو سمجھا ہے اور اخذ کیا ہے اگر عقائد علمائے حق کے فہم کے مطابق نہ ہو تو ہمارے سمجھنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہر بدعتی اور گمراہ شخص اپنے احکام باطلہ کو کتاب وسنت سے ہی خیال کرتا ہے اور وہیں سے اخذ کرتا ہے حالانکہ اس کا گمان حق کی شناخت کے لئے کچھ بھی نافع نہیں ہے۔

مکتوب ۲۶۶

کہ طویل ترین مکتوب است در بیان مسائل اعتقادیہ اہل سنت و جماعت و تائید آں بدلائل عقلیہ ونقلیہ ورد فلاسفہ وغیرہا۔ توسط منافیٔ توکل نیست، چنانچہ ناقصاں گمان بردہ اند بلکہ در توسط اسباب توکل است۔

ترجمہ مکتوب

خواجہ عبداللہ، عبیداللہؒ یہ بہت ہی طویل مکتوب ہے اس میں اہل سنت والجماعت کے اعتقادات اور ان کی تائید دلائل عقلیہ ونقلیہ سے فرمائی ہے اور فلاسفہ کا رد فرمایا ہے۔ توسط اسباب کا ہونا منافی توکل نہیں ہے۔ جیسا کہ ناقصوں نے منافی توکل سمجھ لیا ہے بلکہ توسط اسباب کے اندر کمال توکل ہے۔ (دفتر اول)

مکتوب ۳۶ بخواجہ محمد تقی صدور یافتہ

خیلے جاہلے باید کہ اہل سنت و جماعت را از محبان حضرت امیر نداند و محبت امیر را مخصوص بر فضہ دارد۔ محبت امیر رفض نیست تبری از خلفائے ثلاثہ رفض

است و بیزاری از اصحاب کرام مذموم وملام۔ امام شافعی میفر ماید۔

لَوْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّيْ رَافِضٌ

حضرت امیر اگر داماد حضرت پیغمبر است و پسر عم اوست حضرت صدیقہؓ زوجہ مطہرہ اوست وحبیبۂ مقبولۂ او علیہ وعلی جمیع اھل بیتہ الصلوۃ والسلام پیش ازیں بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت مخصوص بروحانیات مطہرۂ اہل عبا می ساخت و بآں سرور حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرت امامین راضم مے کرد علیہم الصلوۃ والتسلیمات شبے درخواب می بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ وعلی اٰلہ الصلوۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام میکند متوجہ فقیر نمے شوند وروبجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ میخورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانۂ عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہؓ را دراں طعام شریک نمی ساخت بعد ازاں حضرت صدیقہؓ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک مے ساخت وبجمیع اہل بیت توسل مے نمود۔ پس آزار وایذا کہ حضرت پیغمبر علیہ وعلی اٰلہ الصلوۃ والسلام را از راہ حضرت صدیقہؓ برسد زیادہ ازاں آزار وایذا است کہ از راہ حضرت امیر برسد بر عقلائے صاحب انصاف ایں معنی مخفی نیست۔

(بعد از ذکر فضائل طلحہ وزبیر خصوصا مدح تمام اصحاب کرام عموما بعبارت عربیہ فصیحہ وبلیغہ چنیں ادا نمودہ اند)

فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ ثُمَّ الْحَذَرَ الْحَذَرَ ثُمَّ الْحَذَرَ عَنْ طَعْنِ اَکَابِرِ
الدِّیْنِ وَذَمِّ کُبَرَاءِ الْاِسْلَامِ الَّذِیْنَ بَذَلُوْا جُهْدَهُمْ فِیْ اِعْلَاءِ کَلِمَةِ
الْاِسْلَامِ وَنُصْرَةِ سَیِّدِ الْاَنَامِ وَاَنْفَقُوْا اَمْوَالَهُمْ لِتَاْئِیْدِ الدِّیْنِ
بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَفِی السِّرِّ وَالْجِهَارِ وَتَرَکُوْا لِحُبِّ الرَّسُوْلِ عَشَائِرَهُمْ وَ
قَبَائِلَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ وَاَزْوَاجَهُمْ وَ اَوْطَانَهُمْ وَ مَسَاکِنَهُمْ وَ
عُیُوْنَهُمْ وَ زُرُوْعَهُمْ وَاَشْجَارَهُمْ وَاَنْهَارَهُمْ وَاٰثَرُوْا نَفْسَ الرَّسُوْلِ
عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَاخْتَارُوْا مَحَبَّتَهُ عَلٰی
مَحَبَّتِهِمْ وَمَحَبَّةِ اَمْوَالِهِمْ وَذُرِّیَّاتِهِمْ وَهُمُ الَّذِیْنَ نَالُوْا شَرَفَ الصُّحْبَةِ
وَفَازُوْا فِیْ صُحْبَتِهٖ بِرَکَاتِ النُّبُوَّةِ وَشَاهَدُوا الْوَحْیَ وَشُرِّفُوْا بِحُضُوْرِ الْمَلَکِ
وَرَاَوُا الْخَوَارِقَ وَ الْمُعْجِزَاتِ حَتّٰی صَارَ غَیْبُهُمْ شَهَادَةً وَعِلْمُهُمْ عَیْنًا
وَاُعْطُوْا مِنَ الْیَقِیْنِ مَالَا یُعْطٰی لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِمْ حَتّٰی لَا یَبْلُغَ اِنْفَاقُ
غَیْرِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَبْلَغَ اِنْفَاقِ مُدِّ شَعِیْرِهِمْ وَلَا نَصِیْفِهٖ وَهُمُ
الَّذِیْنَ اَثْنَی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَرَضِیَ عَنْهُمْ وَهُمْ
رَضُوْا عَنْهُ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ
شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ
بِهِمُ الْکُفَّارَ ۔سَمَّی اللّٰهُ تَعَالٰی غَائِظَهُمْ کُفَّارًا فَلْیُحْذَرْ عَنْ غَیْظِهِمْ
کَمَا یُحْذَرُ عَنِ الْکُفْرِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمُوَفِّقُ۔

وَلِنَخْتِمِ الْمَکْتُوْبَ بِالْخَاتِمَةِ الْحَسَنَةِ فِیْ فَضَائِلِ اَهْلِ بَیْتِ
الرَّسُوْلِ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَالْبَرَکَاتُ

وَالتَّحِیَّاتُ۔

واحادیث شریفہ بروایت شہیرہ در فضائل ومناقب آں بزرگواران نوشتہ اند

منها:قَالَ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ والسَّلَامُ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ۔

ومنها: مَارُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ النَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَةٌ۔

ومنها: مَااَخْرَجَهُ الشَّیْخَانِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالْحَسَنُ عَلٰی عَاتِقِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلَوَاةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ۔

ومنها :عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَحَسَنٌ وَحُسَیْنٌ عَلٰی وَرِکَیْهِ فَقَالَ هٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَا بِنْتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا۔

ومنها:مَارَوَی الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ یُرِیْبُنِیْ مَااَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ ﷺ قَالَ لِعَلِیٍّ فَاطِمَةُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْكَ وَاَنْتَ اَعَزُّ مِنْهَا۔

وَلَمَّا كَلَّمَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الْهَدَايَا حَيْثُ كَانَ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ فِيْهَا يَوْمَ عَائِشَةَ وَاَرْسَلْنَ فَاطِمَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَابُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَااُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّيْ هٰذِهٖ يَعْنِيْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰى مَنْ اٰذَانِيْ فِيْ عِتْرَتِيْ۔

وَقَالَ ﷺ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ مِنْ بَعْدِيْ۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ اَثْبَتُكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ اَشَدُّ كُمْ حُبًّا لِاَهْلِ بَيْتِيْ وَلِاَصْحَابِيْ۔

الٰہی بحق نبی فاطمہ کہ برقول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من ودست و دامان آل رسول

ترجمہ مکتوب

خواجہ محمد تقی کے نام، وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت والجماعت کو حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے محبوں سے نہیں جانتا آنحضرت کی محبت کو رافضیوں کے ساتھ مخصوص کرتا ہے حضرت امیر سے محبت رفض نہیں ہے بلکہ خلفائے ثلاثہ سے بیزاری رفض ہے۔ اور اصحاب کرام سے بیزاری مذموم اور ملامت کے لائق ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہی رفض ہے تو پھر جن وانس گواہ ہیں کہ میں رافضی ہوں۔ حضرت امیر اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور چچازاد بھائی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت علیہ السلام کی زوجہ محبوبہ مقبولہ پاس۔ (ان

پر اور ان کے جملہ اہل بیت پر صلوۃ وسلام ہو)۔ اس سے چند سال پہلے فقیر کا طریقہ تھا اگر طعام پکاتا تھا تو اہل وعیال کی ارواح پاک کو بخش دیتا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر و حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت امامین (حسن وحسین) رضی اللہ عنہما کو ملا لیتا تھا۔ علیہم الصلوات والتسلیمات۔ ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں فقیر نے سلام عرض کیا تو فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور فقیر کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ پھر فرمایا کہ میں حضرت عائشہؓ کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں۔ جس کسی کو مجھے کھانا بھیجنا ہوتا وہ حضرت عائشہ کے گھر بھیج دیا کرتا تھا۔ اس وقت فقیر کو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ شریف نہ فرمانے کا باعث یہ ہے کہ فقیر اس طعام میں حضرت عائشہ کو شریک نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد حضرت صدیقہ بلکہ تمام ازواج مطہرات جو سب کے سب اہل بیت ہیں شریک کر لیا کرتا تھا۔ اور تمام اہل بیت کو اپنا وسیلہ بناتا تھا۔ پس وہ آزار واذیت جو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت صدیقہؓ کے سبب پہنچی تھی وہ اس آزار سے زیادہ ہے جو حضرت امیر کی طرف سے پہنچی ہے۔ منصف عقلمندوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت طلحہ وزبیر کے فضائل خصوصا اور تمام اصحاب کرام کے فضائل عموما فصیح وبلیغ عبارت میں ارقام فرمائے۔ یوں رقم طراز ہے اکابر دین اور بزرگان دین کی طعن ومذمت سے بہت ڈرنا چاہئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کلمۂ اسلام کو بلند کرنے کے لئے اور سید الانام کی نصرت کے لئے جان توڑ کوشش کی اور رات دن ظاہر وباطن ہر حال میں دین کی تائید وتقویت

کے لئے اپنے اموال کو خرچ کیا۔اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنے خویش واقارب مال واولاد، گھر بار، وطن، کھیتی باڑی، باغ ودرخت اور نہروں کو خیر باد کر دیا۔اور رسول اللہ ﷺ کی جان کو اپنی جانوں پر اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنے اموال واولاد اور اپنی جانوں کی محبت پر ترجیح دیا۔یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف صحبت حاصل کیا اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہ کر برکات نبوت سے مالا مال ہوئے۔اور وحی کا مشاہدہ کیا۔اور فرشتے کے حضور سے مشرف ہوئے۔اور خوارق ومعجزات کو دیکھا حتی کہ ان کا غیب شہادت اور ان کا علم مشاہدہ ہو گیا۔اور وہ ایسے یقین سے بہرہ ور ہوئے کہ ان کے بعد ویسے یقین سے کوئی مشرف نہ ہوا حتی کہ دوسروں کا احد پہاڑ کے جتنا سونا اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنا ان کے آدھا مد خرچ کرنے کے برابر نہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بایں الفاظ تعریف فرمائی ہے۔**رضی اللہ عنهم ورضوا عنه ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ**۔اور ان سے غیض وغضب رکھنے والوں کا نام اللہ تعالی نے کفار رکھا ہے۔جس طرح کفر سے ڈرا جاتا ہے اسی طرح ان حضرات کے غیض وغضب سے ڈرنا چاہئے۔ہم اس مکتوب کو ایک عمدہ خاتمہ پر ختم کرتے ہیں۔جس میں رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے فضائل درج ہیں ان حضرات کے فضائل ومناقب کے متعلق جو مشہور احادیث ہیں انہیں کو لکھا ہے۔ان میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت رکھی اس نے مجھکو دوست رکھا۔اور جس نے علی کو مبغوض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔اور جس نے علی کو

تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالی کو ایذا دی۔اور ابن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علی کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔انہی روایات میں ایک روایت یہ ہے جس کو حضرت براء نے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ حضرت حسن آپکے کاندھے پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ میں اس بچے سے محبت کرتا ہوں۔اس لئے تم بھی اس سے محبت کرو منجملہ روایات کے ایک یہ ہے کہ اسامہ بن زید نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ حضرت حسن وحسین آپ کے رانوں پر ہیں۔پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں لہذا تم بھی ان سے محبت کرو۔اور جو ان سے محبت کرتا ہو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے جس نے اس کو مبغوض رکھا اس نے مجھکو مبغوض رکھا۔اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اس کو متردد کرے وہ مجھے بھی متردد کرتی ہے۔اور جس چیز سے اس کو ایذا پہونچتی ہے اس سے مجھے تکلیف پہنچے گی۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے فاطمہ تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم اس سے زیادہ عزیز تر ہو۔اور جب کہ ازواج مطہرات نے آپس میں اس کے متعلق بات کی کہ لوگ یوم عائشہ کے دن ہدایا لانے کا قصد کرتے ہیں تو حضرت فاطمہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے جا کر بات کی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بیٹی کیا جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے تم محبت نہ کروگی تو فرمایا ضرور کرونگی تو فرمایا کہ

ان سے محبت کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا سب سے زیادہ غضب اس پر ہوتا ہے جو مجھکو میری اولاد کے بارے میں تکلیف دے۔

نیز حضور نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میرے اہل کے ساتھ اچھا معاملہ کریں۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں صراط مستقیم پر وہ شخص زیادہ گامزن ہوگا جو میرے اہل بیت اور اصحاب کے ساتھ زیادہ محبت کریگا۔

خدایا بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی یا قبول من ودست و دامانِ آل رسول

اے اللہ! بنی فاطمہ کے طفیل میرا خاتمہ ایمان پر ہو، تو میری دعا رد کرے یا قبول، میں ہوں اور میرا ہاتھ ہے اور آل رسول کا دامن۔

باب دوم

درمسائل فقہیہ واحکام شرعیہ

باب دوم مکتوب ۲۹

نوافل را در جنب فرائض ہیچ اعتبار نیست۔ ادائے فرضے از فرائض در وقتے از اوقات بہ از ادائے نوافل ہزار سالہ است۔ اگر چہ بہ نیت خالص ادا کردہ شود و ہر نفلے کہ باشد از صلوۃ وزکوۃ وصوم وذکر وفکر وامثال اینہا بلکہ رعایت سنتے از سنن وادبے از آداب در حین ادائے فرائض نیز ہمیں حکم دارد۔

منقول است کہ روزے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ بعد از نماز بامداد در جماعت نگاہ کردند شخصے را از اصحاب خود نیافتند۔ سبیش پرسیدند۔ حاضران عرض کردند کہ او اکثر شب بیدار می باشد محتمل کہ دریں وقت خوابش بردہ باشد فرمودند اگر تمام شب خواب میکرد و نماز بامداد با جماعت می گذارد بہتر ازیں بودے۔

وہمچنیں زکوۃ مفروضہ بفقیر قریب خود دادن بمراتب بہتر است از تصدق جبال عظام از ذہب وفضہ بطریق نفل۔

نماز عشا را در نصف اخیر از شب گذاردن وآں را وسیلہ تاکید قیام لیل ساختن بسے مستنکر است چہ دراں وقت نماز خفتن خواندن مکروہ است از برائے ایں غرض تاخیر اداء وتر کافی است کہ تاخیر آں مستحب است ہم وتر در وقت مستحب ادامی یابد وہم غرض قیام لیل و بیداری وقت سحر حاصل مے شود۔

آب مستعمل کہ از الۂ حدث بآں نمودہ باشند یا بہ نیت قربت استعمالش کردہ باشند تجویز نہ کنند کہ مردم آں آب را بخورند۔

مسئلہ: آرے بقیہ آبِ وضو اگر از اعتقاد کسے طلب نماید بدہند کہ خوردن آنرا شفا گفتہ اند۔

مردم معتمد نقل کردہ اند کہ بعضے از خلفاء شمارا مریدانِ ایشاں سجدہ میکنند بزمین بوس ہم کفایت نمی کنند۔ سجدہ کردن مریداں مشائخ را ناروا ست وشناعت ایں فعل اظہر من الشّمس است منع شاں بکنید وتاکید در منع نمائید۔

علوم ایں طائفہ علوم احوال است وعلوم شرعیہ علوم اعمال۔ از علوم احوال کسے بہرہ مند شود کہ اعمال درست کردہ باشد ودرستی اعمال بغیر علم احکام شرعی از عبادات ومعاملات نمے شود۔ پس باید کہ بکتب فقہیہ رجوع کنند ودر مجالس شریفہ کتب فقہیہ بزبان فارسی مثل مجموعہ خاخانی۔ وعمدۃ الاسلام وکنز فارسی نیز خواندہ شود۔ بلکہ از کتب تصوف اگر مذکور نشود باکے ندارد چرا کہ آں بحال تعلق دارد نہ بقال۔ واز کتب فقہی اگر مذکور نشود احتمال ضرر عظیم دارد۔

ترجمہ مکتوب

بنام شیخ نظام الدین تھانیسریؒ: اللہ تعالی ہم کو اور آپ کو تعصب سے محفوظ رکھے اور تلہف وتاسف سے نجات دے بحرمت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اللہ تعالی سے قریب کرنے والے اعمال فرائض ہیں یا نوافل) مگر نوافل کا فرائض کے مقابلہ میں کوئی اعتبار نہیں۔ اپنے وقت میں کسی فرض کا ادا کرنا ہزار سالہ نوافل سے بہتر ہے اگرچہ وہ نوافل بہ نیت خالص ادا کئے جائیں۔ کوئی بھی نفل ہو نفلی نماز

ہو، نفلی روزہ ہو، ذکر وفکر ہو یا اس کے مثل ہو۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ کسی فرض کی ادائیگی کے وقت سنن میں سے کسی سنت کی رعایت کرنا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ (یعنی ہزار سالہ نوافل سے بہتر ہے)

حضرت عمرؓ کا مقتدیوں پر نظر فرمانا

منقول ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ نے نماز فجر جماعت سے ادا کرنے کے بعد مقتدیوں پر نظر دوڑائی، تو ایک شخص کو اصحاب میں سے اس وقت نہ پایا۔ دریافت فرمایا کہ فلاں صاحب جماعت میں کیوں نہ آئے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ رات کے اکثر حصہ میں (نفلی نماز ادا کرنے کی وجہ سے) بیدار رہتے ہیں اسلئے اس وقت ان کی آنکھ لگ گئی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اگر تمام رات وہ سوتے رہتے اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرتے تو تمام رات جاگنے سے بہتر تھا۔ اسیطرح فرض زکوۃ کو اپنے کسی عزیز قریب فقیر کو دینا بدرجہا بہتر ہے کہ سونے چاندی کے پہاڑ بطریق نفل ادا کئے جائیں۔

لہذا عشا کی نماز آدھی رات کے بعد پڑھنا اور اسکی تاخیر کو قیام لیل (تہجد) کا ذریعہ بنانا سخت مکروہ ہے۔ اس لئے کہ اس وقت میں عشا کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس غرض کے حصول کے لئے وتر کی تاخیر کافی ہے۔ اسلئے کہ اس کی تاخیر مستحب ہے۔ پس نماز وتر بھی وقت مستحب میں ادا ہو جائے گی اور قیام لیل نیز وقت سحر کی بیداری بھی میسر ہو جائیگی۔ الحال یہ عمل (تاخیر عشا)

ترک کرنا چاہئے۔

مستعمل پانی جس سے حدث کا ازالہ کیا گیا ہو یا نیت قربت سے استعمال کیا گیا ہو اس کے پینے کو جائز قرار نہ دیں بلکہ اس سے منع کریں، ہاں وضو کا بقیہ پانی اگر کوئی اعتقاد سے طلب کرے تو دیدیں اسلئے کہ اسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفا فرمایا ہے۔

بعض معتبر آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بعض خلفاء کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں اور زمین بوسی پر بھی اکتفاء نہیں کرتے اس فعل کی برائی اظہر من الشمس ہے اسکو منع کرنے میں تاکید و مبالغہ کریں۔ اس قسم کے فعل سے سب کو بچنا لازم ہے مگر خاص طور سے مخلوق کے پیشوا اور مقتداء کے لئے بہت ہی ضروری ہے اس لئے اس میں مقلدین و مریدین اسکے افعال و اقوال کی اقتداء کریں گے اور جس کی وجہ سے زبردست بلاء میں مبتلاء ہو جائیں گے۔

نیز اس جماعت کے علوم علوم احوال ہیں اور علوم شرعیہ علوم اعمال ہیں۔ علوم احوال سے وہی شخص بہرہ ور ہوتا ہے جو اعمال کو درست کئے ہوئے ہو۔ اور اعمال کی درستی بغیر علم احکام شرعیہ کے نہیں ہو سکتی۔ پس چاہئے کہ کتب فقہیہ کی طرف رجوع کریں اور مجالس شرعیہ میں کتب فقہیہ جو زبان فارسی میں ہیں مثلاً مجموعہ خانی و عمدۃ الاسلام و کنز فارسی بھی پڑھی جائیں۔ بلکہ اگر کتب تصوف کا ذکر مذکور نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کا تعلق حال سے ہے نہ کہ قال سے لیکن اگر کتب فقہ کا ذکر نہ ہوگا تو ضرر عظیم لاحق ہوگا۔

مکتوب ۱۰۲

بملا مظفر صدور یافتہ

مخدوما: حرمت ربا بنص قطعی ثابت شدہ است کہ شامل محتاج و غیر محتاج است تخصیص محتاج از آنجا نمودن نسخ ایں حکم قطعی است۔ روایت ''قنیہ'' رتبہ آں ندارد کہ نسخ حکم قطعی کند۔ وَلَوْ سُلِّمَ صِحَّةُ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ ں احتیاج را مخصوص بحالت اضطرار و مخمصہ باید کرد تا مخصص آں حکم قطعی کریمہ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ باشد کہ مثل اوست در قوت ع

کہ رستم را کشد ہم رخش رستم

اگر احتیاج را عام تر گرفتہ شود پس باید کہ موردی از برائے حکم حرمت ربا پیدا نشود چہ ہر کہ زیادتی قبول مے کند علتش احتیاجے از احتیاجہا خواہد بود بے احتیاج ہیچ کس نقصان و ضرر خود قبول نمی کند فَلَا يَبْقٰى لِهٰذَا الْحُكْمِ الْمُنَزَّلِ مِنَ الْحَكِيْمِ الْحَمِيْدِ مَزِيْدُ فَائِدَةٍ تَعَالٰى شَانُهٗ عَنْ ذٰلِكَ احتیاج را دامن فراخ است اگر پہن کنند ہیچ ربا نماند و حکم نص قطعی بحرمت ربا عبث گردد۔

واگر بفرض محال عموم احتیاج قبول؛ کنیم گوئیم کہ احتیاج از جملہ ضروریات است وَالضَّرُوْرَةُ تُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا طعام ازاں مبلغ سود پختن و بمردم خورانیدن داخل احتیاج نیست و ضرورتے بآں متعلق نہ۔ لہذا در ترکہ ء میت احتیاج میت مستثنیٰ است وآں را مقصود بر کفن ساختہ اند و طعامے بروحانیت او پختہ خورانیدن داخل احتیاج نداشتہ اند بآنکہ او محتاج تر است بصدقہ:

ترجمہ مکتوب

(باقی رہی احتیاج کی بات) مخدوم من! حرمت سود تو نص قطعی سے ثابت ہے اور محتاج وغیر محتاج سبکو شامل ہے۔ یہاں پر محتاج کی تخصیص کر لینا اس حکم قطعی کے منسوخ قرار دینے کے مرادف ہے۔ رہی روایت قنیہ وہ اس درجہ کی نہیں کہ حکم قطعی کو منسوخ کر دے۔ اور اگر اس روایت کو تھوڑی دیر کے لئے صحیح مان بھی لیا جائے تو احتیاج کو اضطرار مخمصہ کی منزل میں اتارنا چاہئے تا کہ اس حکم قطعی کا مخصص یہ دوسری آیت ہو جائے (فمن اضطر فی مخمصۃ الایہ) کیونکہ از روئے قوت آیت ہی آیت کے برابر ہوسکتی ہے۔ اس لئے رستم کو رستم ہی کھینچ سکتا ہے اور اگر احتیاج کو عام کر دیا جائے تو حرمت ربا کے لئے کوئی موقع بظاہر باقی نہ رہ جائے اس لئے جو شخص بھی زیادتی کو قبول کرتا ہے اس کی علت وجہ کوئی نہ کوئی احتیاج ہی ہوتی ہے۔ اور بغیر ضرورت کے کوئی شخص ضرر کو گوارہ نہیں کرتا بس حکیم حمید کی طرف سے نازل شدہ حکم کے لئے کوئی فائدہ باقی نہ رہ جائے گا اور اللہ تعالی کی شان اس سے عالی و برتر ہے۔ اگر احتیاج کے دامن کو وسیع کریں تو سود کا وجود ہی رخصت ہو جائے گا اور حدیث ربا کا حکم لغو ثابت ہوگا۔

اور اگر بالفرض عام احتیاج کو تسلیم کر لیں تو ہم کہیں گے کہ احتیاج منجملہ ضروریات کے ہے۔ اور ضرورت کو بقدر ضرورت ہی اختیار کیا جاتا ہے۔ پس اس سود کے روپیہ سے کھانا پکوانا اور لوگوں کو کھلانا احتیاج میں داخل نہیں ہے اور نہ اس سے کوئی ضرورت متعلق ہے۔ پس میت کے ترکہ میں میت کی خود ضرورت مستثنی ہے اور اس کو فقہاء نے فقط اسکے کفن پر منحصر کر دیا ہے اور اسکی روحانیت

کے نام پر کھانا پکوا کر کھلانا احتیاج میں داخل نہیں ہے چہ جائے کہ وہ خود صدقہ کا زیادہ محتاج ہو۔

مکتوب ۱۲۳ بملا طاہر بدخشی صدور یافت

در بیان آنکہ ادائے نفل اگرچہ حج باشد اگر مستلزم باشد فوت فرضی را از فرائض داخل لایعنی است۔ بواسطہ ادائے یک حج نفل مرتکب چندین محظورات نباید شد۔

ترجمہ مکتوب

یہ مکتوب اس مضمون میں ہے کہ نفل کی ادائیگی اگرچہ حج ہی کیوں نہ ہو اگر کسی فرض کے فوت کو مستلزم ہو تو وہ لایعنی ولغو ہے۔ ایک حج کی ادائیگی کے لئے اتنے محظورات کا مرتکب نہ ہونا چاہئے۔

ف: اہم نصیحت ہے، مگر افسوس کہ حج کی ادائیگی میں بلا تکلف فرض نماز ترک کر دی جاتی ہے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۱۶۸ بخواجہ عبدالرحمٰن کابلی صدور یافتہ

در تحریض بر متابعت سنت واجتناب از بدعت ودر بیان آنکہ ہر بدعت ضلالت است

گفتہ اند بدعت بر دو نوع است۔ حسنہ وسیئہ۔ حسنہ آں عمل نیک است کہ بعد از زمان آں سرور وخلفائے راشدین علیہم الصلوۃ والسلام پیدا شدہ باشد ورفع سنت ننماید۔ وسیئہ آنکہ رافع سنت باشد۔

ایں فقیر در ہیچ بدعتے ازیں بدعتہا حسن ونورانیہ مشاہدہ نمی کند وجز ظلمت وکدورت احساس نمی نماید ۔اگر فرضا عمل مبتدع را امروز بواسطۂ ضعف بصارت بطراوت ونضارت بینند فردا کہ حدید البصر گردند جز خسارت وندامت نتیجۂ نخواہد دید (وبعد ذکر الاحادیث فی رد البدعۃ قال) ہرگاہ ہر محدث بدعت باشد وہر بدعت ضلالت پس معنای حسن در بدعت چہ باشد؟ چرا کہ ہر بدعت رافع سنت است تخصیص بہ بعضی دون بعضے ندارد وہر بدعت سیئہ بود۔الخ

ترجمہ مکتوب

یہ مکتوب سنت کی متابعت اور بدعت سے اجتناب پر تحریض کے بارے میں ہے۔نیز اس میں یہ مضمون بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہر بدعت ضلالت ہے۔

لوگوں نے کہا ہے کہ بدعت دو قسم ہے ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ ہے۔بدعت حسنہ وہ نیک عمل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے بعد وجود میں آیا ہو اور رفع سنت کا سبب نہ بنتا ہو۔اور بدعت سیئہ وہ عمل ہے جو سنت کا رافع ہو۔مگر اس فقیر کو ان دونوں بدعتوں میں سے کسی میں حسن ونورانیت نظر نہیں آتی سوائے ظلمت اور کدورت کے اس میں اگر بالفرض مبتدع کے عمل کے اندر آج بہ سبب ضعف بصارت کے کچھ شادابی وتازگی دکھلائی بھی پڑتی ہو تو کل کے دن جبکہ سب لوگوں کی نگاہ تیز ہو جائے گی سوائے خسارہ وندامت کے کچھ نتیجہ نہ دیکھیں گے۔فرمایا کہ جب ہر محدث (نئی چیز) بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے بس حسن کی حقیقت کسی بدعت میں کیسے پائی جا سکتی ہے۔

اسلئے کہ ہر بدعت رافع سنت ہے۔پس اس حدیث میں کسی خاص بدعت کی تخصیص مراد نہیں بلکہ ہر بدعت سیئہ ہے۔الخ

مکتوب ۲۸۸

در منع از ادائے صلواتِ نافلہ بجماعت مانند نماز عاشورا وشب برأت وغیرہ باجماعت۔

باید دانست کہ اکثر مردم از خواص وعوام دریں زمان در ادائے نوافل اہتمام دارند ودر مکتوبات مساہلات می نمایند ومراعات سنن ومستحبات را در آنہا کمتر مے کنند نوافل را عزیز مے دارند وفرائض را ذلیل وخوار کم است کہ فرائض را در اوقات مستحبہ ادا نمایند ودر تکثیر جماعت مسنونہ بلکہ در نفس جماعت تقیدے ندارند بتکاسل وتساہل ادائے نفس فرائض را غنیمت میشمارند وروز عاشورا وشب برات وشب بست وہفتم ماہ رجب واول شب جمعہ از ماہ مذکور کہ آں را لیلۃ الرغائب نام نہادہ اند کمال اہتمام را مرعی داشتہ بجمعیت تمام نوافل را بجماعت میگذارند وآں را نیک ومستحسن مے پندارند ونمیدانند کہ ایں تسویلات شیطان است کہ سیئات را بصورت حسنات مے نماید وحال آنکہ نوافل را بجمعیت تمام گذاردن از بدعتہائے مذمومہ ومکروہہ است کہ در شان آں حضرت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها فرمودہ اند مَنْ اَحْدَثَ فِیْ دِیْنِنَا هٰذَا فَهُوَ رَدٌّ کتب فقہیہ ادائے نوافل بجماعت مطلقا مکروہ است ودر بعضی روایات کراہت مشروط بتداعی وتجمع است پس اگر بے تداعی یکدو کس در ناحیہ مسجد نفل را بجماعت گذارند روا باشد بے کراہت ودر سہ کس اختلاف مشائخ است ودر چہار کس باتفاق مکروہ

است ودر بعضی روایات اصح آن است کہ مکروہ است (بعد ازیں عبارات کتب فقہیہ بریں مدعی تحریر فرمودہ مے نویسند) پس جماعت کہ در روز عاشورا وشب برأت ولیلۃ الرغائب نماز بجماعت میگذارند دویست وسہ صد سہ صد کس کم وبیش در مسجد ہا جمع میشوند وآں نماز را واجتماع جماعت را مستحسن مے پندارند مرتکبان امر مکروہ اند باتفاق فقہا ومکروہ را مستحسن دانستن از اعظم جنایات است چہ حرام را مباح دانستن منجر بکفر است ومکروہ راحسن پنداشتن یک مرتبہ ازاں پایان است شناعت ایں فعل رانیک ملحوظ باید نمود۔

باید دانست کہ مبنائے ادائے نوافل براخفا دتستر است کہ مظنہ ریا وسمعہ است وجماعت منافی آن است و درادائے فرائض اظہار واعلان مطلوب است چہ ازشائبہ ریا وسمعہ مبراست۔ پس باجماعت مناسب باشد۔ الخ

ترجمہ مکتوب

اس مکتوب میں نفل نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کی ممانعت کا ذکر ہے جیسے نماز عاشوراء وشب برأت وغیرہ۔

جاننا چاہئے کہ اکثر خواص وعوام اس زمانہ میں نوافل کی ادائیگی کا خاص اہتمام کرتے ہیں اور فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں اور اس میں سنن ومستحبات کی رعایت بہت کرتے ہیں۔ نوافل کو ایک مہتم بالشان سمجھتے ہیں۔ اور فرائض کو ذلیل وکمتر سمجھتے ہیں۔ بہت کم ہوتا ہے کہ فرائض کو اوقات مستحبہ میں ادا کرتے ہوں۔ جماعت مسنونہ کی تکثیر تو کیا نفس جماعت کی ہی پابندی نہیں کرتے۔ کسل و لاپرواہی سے فرائض کی ادائیگی کو غنیمت شمار کرتے ہیں۔ اور عاشوراء کے دن اور

شب برائت اور رجب کی ستائسویں رات اور ماہ رجب کے اول شب جمعہ میں جس کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں اس میں انتہائی اہتمام اور کامل اطمنان کے ساتھ جماعت سے نوافل ادا کرتے ہیں اور اس کو نیک اور مستحسن سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ سب شیطان کی ملمع سازی ہے کہ سئیات کو حسنات کی شکل میں ظاہر کرتا ہے حالانکہ نوافل کو بہت اہتمام سے باجماعت ادا کرنا منجملہ بدعات مذمومہ ومکروہ کے ہے۔ اس لئے اسکی شان میں حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن پر افضل الصلوات واکمل التسلیمات نازل ہو فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات گڑھے وہ مردود ہے۔

فقہ کی کتابوں میں جماعت سے ادائے نوافل کو مطلقا مکروہ قرار دیا ہے اور بعض روایات میں کراہت اہتمام سے بلانے اور جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہے۔ پس بغیر بلائے اگر ایک دو آدمی مسجد کے گوشہ میں نفل کو جماعت سے ادا کرلیں تو بلا کراہت جائز ہوگا۔ اور تین شخص کے بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور چار شخص میں باتفاق مکروہ ہے اور بعض روایت میں یہ ہے کہ اصح قول یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

اس کے بعد بہت سی فقہی عبارات اس مدعی پر نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں کہ پس عاشوراء کے دن اور شب برائت اور لیلۃ الرغائب میں دو دو تین تین سو کم وبیش آدمی جامع مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز کو اور جماعت کے اجتماع کو مستحسن خیال کرتے ہیں تو اس کے مرتکب باتفاق فقہاء امر مکروہ کے مرتکب ہیں۔ اور مکروہ کو مستحسن سمجھنا منجملہ کبائر کے ہے اس لئے کہ حرام کو مباح سمجھنا کفر تک پہونچا دینے والی شئی ہے۔ اور مکروہ کو حسن سمجھنا یہ بھی اسی چیز کا ایک

درجہ ہے۔اس کی شناعت کو بخوبی سمجھنا چاہئے۔

جاننا چاہئے کہ نوافل کی ادائیگی کا مدار اخفاء و پوشیدگی پر ہے اس لئے کہ اظہار میں ریا وسمعہ کا مظنہ ہے۔اور جماعت اس کے منافی ہے اور فرائض کی ادائیگی میں اظہار واعلان مطلوب ہے اس لئے کہ یہ ریا وسمعہ کے شائبہ سے بری ہے، پس اسکی ادائیگی باجماعت مناسب ہے۔

مکتوب ۵۵

بحضرات مخدوم زادگان حضرت خواجہ محمد معصوم وخواجہ محمد سعید صدور یافتہ

بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ می شود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم مے نماید وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر می درایند وبظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ مے آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان۔

باوجود التزام ایں مذہب مرا بامام شافعی گویا محبت ذاتی است و بزرگ میدانم لہذا در بعضے اعمال نافلہ تقلید مذہب اومی نمایم۔اما چہ کنم کہ دیگراں را باوجود وفور علم وکمال تقوی در جنب امام ابی حنیفہ در رنگ طفلان مے بایم و الامر الی اللہ سبحانہ وتعالی۔

الہام مثبت حل وحرمت نبود وکشف ارباب باطن اثبات فرض وسنت نہ نماید۔ارباب ولایت خاصہ باعامۂ مومناں در تقلید مجتہدان برابر اند کشوف والہامات ایشاں را مزیت نمے بخشد واز ربقہ تقلید نمے برارد، ذوالنون وبسطامی وجنید وشبلی بایزید وعمرو بکر وخالد کہ از عوام مومنان اند در تقلید مجتہدان در احکام

اجتہادیہ مساوی اند آرے مزیت ایں بزرگواران در امور دیگر است۔اصحاب کشوف ومشاہدات ایشانند وارباب تجلیات وظہورات ہم۔

ترجمہ مکتوب

فقہ حنفی کی تعریف

تکلف وتعصب کے شائبہ سے بھی الگ ہوکر یہ بات کہی جارہی ہے کہ نظر کشفی سے اس مذہب حنفی کی نورانیت دریائے عظیم کی صورت میں نظر آرہی ہے اور باقی اور مذاہب حوضوں اور نالوں کی شکل میں نظر آتے ہیں اور اگر ظاہری طور سے دیکھا جائے تو بھی اہل اسلام کی بڑی جماعت امام ابوحنیفہؒ کی مقلد ہے۔ اللہ تعالی ان پر اپنی رضا کا نزول فرمائے۔

اور باوجودیکہ میں نے مذہب حنفی کی تقلید کا التزام کیا ہے امام شافعیؒ سے گویا محبت ذاتی ہے اور ان کو بزرگ سمجھتا ہوں اور بعض اعمال نافلہ میں ان کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں۔مگر کیا کروں کہ دوسرے حضرات کو باوجود کثرت علم اور کمال تقوی کے امام ابوحنیفہؒ کے پہلو میں بچوں کی طرح پاتا ہوں۔الامر الی اللہ سبحانہ و تعالی۔الہام حلت وحرمت کا مثبت نہیں ہوتا ارباب باطن کا کشف فرض وسنت کو ثابت نہیں کرسکتا۔ذوالنون مصریؒ بسطانی، جنید، شبلیؒ یہ سب حضرات زید، عمر، بکر اور خالد کے جو کہ عوام الناس میں سے ہے حکام اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں ہاں یقینا ان بزرگوں کی عظمت دوسرے امور میں ضرور ہے۔یہ لوگ اصحاب کشوف ومشاہدات ہیں اور ارباب تجلیات وظہورات بھی۔

۲۱ مکتوب ۲۸ بملا صالح ترک

در بیان کیفیت تصدق بارواح موتے

اما باید کہ ہرگاہ صدقہ بمیت نیت کند اول باید کہ بہ نیت آں سرور علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ جدا سازد بعد ازاں بمیت تصدق کند کہ حقوق آں سرور علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام فوق حقوق دیگران است و نیز دریں تقدیر احتمال قبول صدقہ است بطفیل آں سرور علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام۔

ایں فقیر در بعضے صدقات موتے کہ در تصحیح نیت خود را عاجز مے یابد علاجے بہ ازیں نمی یابد کہ آں صدقہ را بہ نیت آں سرور علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام تعین نماید وآں میت را طفیل ایشاں سازد امید است کہ بہ برکت توسط ایشاں قبول افتد۔

فرمودہ اند کہ صلوۃ آں سرور علیہ وعلی الہ الصلوۃ السلام اگرچہ بریا وسمعہ ادا کردہ شود مقبول است و آنرا وصول است اگرچہ ثواب آں بصلوۃ فرستندہ نرسد کہ ثواب اعمال مربوط بہ تصحیح نیت است واز برائے قبول آنحضرت کہ مقبول محبوب است بہانۂ کافی است کریمہ۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا در شان آں سرور نازل است عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهِ الْكِرَام مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلٰئِكَةِ الْعِظَامِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ۔

ترجمہ مکتوب

مردوں کی ارواح کو ایصال ثواب کی نوعیت کے بیان میں

جب کسی مردے کے ایصال ثواب کی نیت کرے تو اولا چاہئے کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت سے الگ سے مستقلا ہدیۂ ثواب کرے اس کے بعد میت کو

ایصال ثواب کرے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق دوسرے تمام لوگوں کے حقوق سے اعلی و برتر ہیں۔

اور نیز اس طرح بطفیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبولیت کا احتمال قوی تر ہے۔

یہ فقیر جب مردوں کی خدمت میں ایصال ثواب کی نیت کی درستگی میں اپنے کو عاجز پاتا ہے تو اس سے بہتر کوئی تدبیر دستیاب نہیں ہوتی کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص کر دیتا ہے۔ اور آپ کے طفیل میں اس میت کے حق میں اس صدقہ کو کر دیتا ہے تو اس طرح امید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل صدقہ قبول کر لیا جائے۔

فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف اگرچہ ریا وسمعہ کے ساتھ ہو قبول کی جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وہ درود پہنچتا ہے۔ اگرچہ اس کا ثواب اسکے پڑھنے والے کو نہ پہنچے۔ اس لئے کہ ثواب اعمال کا مدار تصحیح نیت پر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محبوب و مقبول ہیں ان کے لئے کسی عمل کی قبولیت کے لئے ادنی بہانہ کافی ہے **وکان فضل اللہ علیک عظیما** آپ ہی کی شان میں نازل ہے (اور اللہ کا فضل آپ پر عظیم ہے) آپ پر اور آپ کے آل اور آپ کے اخوان کریم انبیاء اور ملائکہ عظام پر تا قیامت صلوۃ وسلام نازل ہو۔

ف: بہت ہی خوب ایصال ثواب کا طریقہ ہے۔ وباللہ التوفیق (قمر الزماں)

باب سوم

درحقائق ومعارف علم باطن واسرار وانوار طریقہ نقشبندیہ

مکتوب ۴

بخدمت حضرت دستگیر الشیخ محمد الباقی النقشبندی

جمعیت ایں ماہ (ای رمضان) سبب جمعیت تمام سال است وتفرقہ آں سبب تفرقہ تمام سال۔ سنیت ختم قرآن مجید دریں ماہ بواسطہ آن است کہ جمیع کمالات اصلی وبرکات ظلی میسر شود۔

سر حکم باولویۃ تعجیل درافطار وتاخیر درسحر اظہار عجز افتقار است۔

ترجمہ مکتوب

یہ ماہ رمضان اور ختم قرآن کے سلسلہ میں ہے۔

ماہ رمضان کی جمعیت پورے سال کی جمعیت کا سبب ہے۔ اور اس مہینہ کا تفرقہ تمام سال کے تفرقہ کا سبب ہے ختم قرآن مجید کی سنیت جملہ کمالات اصلی اور برکات ظلی کے حصول کے لئے ہے اور افطار میں تعجیل اور سحر میں تاخیر اپنے عجز وفقر کے اظہار کے واسطے ہے۔

ف: سبحان اللہ! اس تعجیل میں کیسی حکمت ہے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۶

بخدمت پیر بزرگوار خود

نزد اکابر نقشبندیہ علم وشہود ومعرفت وحیرت درخود است نہ در بیرون۔

اگرچہ بعض اکابر سلاسل دیگر بعد از تحقق بفنا وبقا در بیرون نیز شہود دارند۔ اما نسبت ایں عزیزان فوق ہمہ نسبتہا است وبسیار عزیز است بعد از قرون بسیار کسے بایں نعمت مشرف میشود۔

اولا ہر بلا ومصیبت کہ واقع مے شود باعث سرور وفرحت میشد وحالانکہ بعالم اسباب فرود آمدہ نظر بر عجز وافتقار خود افتادہ اگر عذرے واقع میشود در اول وہلہ نوعی از حزن رومید ہد وباز بسرعت زائل می شود۔ وہمچنیں اگر دعاے کرد مقصود ازاں نہ رفع بلا ومصیبت بود بلکہ امتثال امر اُدْعُوْنِیْ بود وحالا مقصود از دعا رفع بلیہ مصائب است۔

اولا بخاطر مے گذشت کہ دعاے انبیا ہم از قبیل امتثال بود نہ برائے دفع بلا وحالا واضح شد کہ دعاے اوشاں از سر عجز وافتقار وخوف وحزن بود نہ فقط برائے امتثال امر۔

ترجمہ مکتوب

دعا کے بارے میں

اکابر نقشبندیہ کے نزدیک علم وشہود معرفت وحیرت خود اپنے اندر ہے نہ کہ باہر۔ اگرچہ دوسرے سلسلوں کے اکابر فنا وبقا کی تحقق کے بعد ان کا اپنے سے باہر بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔ بہر حال ان حضرات نقشبندیہ کی نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے۔ اور بہت ہی نادر ہے مدتہائے دراز کے بعد کوئی اس نسبت سے مشرف ہوتا ہے۔ (حضرت مجدد اپنا حال لکھتے ہوئے فرمارہے کہ) اولا جو بلا و مصیبت واقع ہوتی تھی تو وہ باعث سرور وفرحت ہوتی تھی اور جبکہ عالم اسباب میں نزول کیا تو نظر اپنے عجز وفقر پر پڑی اسلئے اگر کوئی ضرر واقع ہوتا ہے تو اول

وہلہ میں یک گونہ حزن وغم طاری ہوتا ہے پھر جلدی زائل ہوجاتا ہے۔اس لئے ابتداء میں اسی طرح اگر دعا کرتا تھا تو اس سے مقصود بلا ومصیبت کا رفع نہ ہوتا بلکہ اللہ کا ارشاد (**ادعونی استجب لکم**) کا امتثال ہوتا تھا اور اب دعا سے مقصود بلا ومصیبت کا ازالہ ہی ہوتا ہے۔ابتدائے سلوک میں دل میں یہ بات آتی تھی کہ انبیاء علیہم السلام کی دعا بھی امتثال ہی کے طور پر ہوتی ہے نہ کہ بلا کو دور کرنے کے لئے۔مگر اب واضح ہوا کہ ان کی دعا بھی عجز وافتقار اور خوف وحزن کے تحت ہوتی ہے نہ کہ امتثال (ادعونی) کے خاطر۔

مکتوب ۱۱

کتاب دیدن خوش نمے آید مگر آنکہ ذکر اقدام عالیہ اکابر کہ در مقامات کردہ باشند خوش مے آید وکذالك احوال مشائخ متقدمین مرغوب است اما سخنان توحید (وجودی) وتنزلات مراتب نمی تواند مطالعہ کرد۔

ترجمہ مکتوب

ہر کتاب کا مطالعہ پسند نہیں ہے مگر اکابر متقدس کے مقامات کے وہ قدم جو مقامات کے سلوک میں چلے گئے ہیں ان کا مطالعہ البتہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔اسی طرح متقدمین کے احوال کا مطالعہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔مگر توحید وجودی اور تنزیلات مراتب کا مطالعہ پر قدرت نہیں رکھتا ہوں۔

مکتوب ۲۳

بطرف خان خانا

دنیا مزرعۂ آخرت است واے بر حال کسے کہ دراں چیزے نہ نکاشت

وزمین استعداد خود را معطل وبے کار گذاشت۔باید دانست کہ بے کار کردن کشت دو گونہ است یکے آنکہ مطلقا دراں چیزے نکارد ومعطل گذارد۔دوم آنکہ دراں تخم خراب وخبیث بکارد وزمین خود را خراب کند وفساد ومضرت ایں نوع ثانی کہ باخذ طریقہ از پیر ناقص مشابہت دارد اشد واقبح است۔

ترجمہ مکتوب

شیخ ناقص سے طریق کے لینے میں

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔افسوس اس شخص کے حال پر جس نے یہاں کوئی چیز نہ بویا اور اپنی استعداد کی زمین کو بیکار چھوڑ دیا۔اور یہ بات جان لینی چاہئے کہ کھیتی کو بیکار چھوڑنے کی دو قسم ہے۔ایک تو یہ کہ اس میں بالکل کچھ نہ بوئے اور معطل چھوڑ دے۔اور دوسرے یہ کہ اس میں خراب وناکارہ بیج ڈالے۔اور اپنی زمین کو برباد کردے۔اسی دوسری قسم کے فساد کے مشابہ یہ ہے کہ طریق کو کسی شیخ ناقص سے حاصل کریں بلکہ اس سے زیادہ قبیح ہے۔

مکتوب ۳۰

بنام شیخ نظام تھانیسری

کہ بشیخ نظام تھانیسری صدور یافت۔نوشتہ اند کہ مقصود از خلقت انسانی اداے وظائف بندگی است واگر در ابتدا ووسطے عشق ومحبت دادہ اند مقصود ازاں قطع تعلق اوست از ماسوا دون جناب قدس جل سلطانہ۔عشق ومحبت از مقاصد نیستند برائے حصول مقام عبودیت اند بندۂ حق جل شانہ وقتی شود کہ از گرفتاری غیر بتمام

خلاص شود وعشق ومحبت وسیلہ آں خلاصی است۔

ترجمہ مکتوب

جو کہ شیخ نظام تھانیسری کی خدمت میں ارسال کیا گیا ہے۔

اس میں تحریر فرمایا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد وضائف بندگی کی ادائیگی ہے۔اور اگر کسی کو ابتدائے طریق یا درمیان میں عشق ومحبت عطا کر دیا گیا ہے۔تو اس سے مقصود اللہ جل وعلی کے غیر سے قطع تعلق ہوتا ہے عشق ومحبت بھی مقاصد میں سے نہیں ہے۔ بلکہ مقام عبدیت کے حصول کے واسطے ہے۔اس لئے کہ بندہ اللہ کا اسوقت بندہ ہوتا ہے جو غیر اللہ کی گرفتاری سے بالکلیہ نجات پا جائے اور عشق ومحبت اسی خلاصی ونجات کے لئے وسیلہ ہے۔

مکتوب ۳۱

بہ شیخ صوفی صدور یافتہ

مکرما معتقد فقیر از خوردی بار مشرب اہل توحید بود۔والد فقیر قدس سرہ بظاہر برہمیں مشرب بودند[1] وبحکم ابن الفقیہ نصف الفقیہ فقیر را ازیں مشرب از روے علم حظ وافر ولذتے عظیم بودتا آنکہ اوسبحانہ وتعالی بمحض کرم خویش بخدمت ارشاد پناہی حقائق ومعارف آگاہی شیخنا وقبلتنا محمد ن الباقی قدسنا اللہ تعالی بسرہ الاقدس رسانید وایشاں بفقیر طریقہ علیہ نقشبندیہ تعلیم فرمودہ توجہ بلیغ بحال ایں مسکین مرعی داشتند ازممارست ایں طریقہ علیہ

---

[1] آپ کے والد محترم شیخ عبدالاحد صاحبؒ حضرت شیخ رکن الدین ابن حضرت سیدنا عبدالقدوس گنگوہیؒ سے بیعت ہی نہیں بلکہ خلیفہ بھی تھے جو وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔(قمرالزمان)

نقشبندیہ دانداک مدت توحید وجودی منکشف شد۔

تا آنکہ عنایت خداوندی جل سلطانہ از دریچہ غیب بظہور آمد علوم واذواق سابقہ کہ مبنیٔ از اتحاد وحدت وجود بودند وبزوال آوردند وبیقین یقین معلوم گشت کہ صانع راجل سلطانہ باعالم ازیں نسبت ہائے مذکورہ ہیچ ثابت نیست احاطہ وقرب اوتعالیٰ علمی است۔ چنانچہ مقرر اہل سنت وجماعت است واوسبحانہ وتعالی باہیچ چیز متحد نیست اوسبحانہ وتعالی بیچون وچگون است وعالم سراسر بداغ چونی وچگونی متسم۔

مقصود از اظہار احوال کہ لائق استتار اند آنست تا دانستہ شود کہ اگر فقیر وحدت وجود قبول کردہ بود از کشف بودہ است نہ از روے تقلید واگر انکار است ہم از الہام است گنجائش انکار ندارد ہر چند بر غیر حجت نیست۔

ترجمہ مکتوب

شیخ صوفی کی خدمت میں لکھا ہے

فقیر کا اعتقاد بچپن سے اہل توحید کا مشرب تھا۔اس فقیر کے والد قدس سرہ بظاہر اسی مشرب پر تھے۔اسلئے کے فقیہ کا لڑکا آدھا فقیہ ہوا کرتا ہے اس قاعدہ سے مجھے بھی اس مشرب سے کافی حصہ اور بڑی لذت نصیب تھی۔ یہاں تک کہ حق سبحانہ وتعالی نے محض اپنے کرم سے ہمارے شیخ حقائق پناہ اور معارف آگاہ محمد الباقی قدسنا اللہ تعالی سرہ کی خدمت میں پہونچا دیا۔اور آپ نے ہم کو طریق علیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمایا اور اس مسکین کی طرف پوری توجہ مبذول فرمایا۔اور اس طریق علیہ کی ،مشق کے بعد تھوڑی ہی مدت میں توحید وجودی منکشف ہو گئی

۔یہاں تک کہ عنایت خداوندی جل سلطانہ درجہ غیب سے ظاہر ہوئی اور سابقہ علوم واخلاق جو اتحاد وحدت پر مبنی تھی روبزوال کردیا۔اور یہ بالیقین معلوم ہوگیا کہ صانع جل جلالہ کو عالم کے ساتھ ان نسبتوں میں سے کوئی نسبت ثابت نہیں ہے۔اللہ کا قرب واحاطہ علمی ہے جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مقررہ قاعدہ ہے ۔اوراللہ سبحانہ تعالی کسی چیز سے متحد نہیں ہے،اللہ سبحانہ تعالی بیچوں وچگونہ ہے ۔البتہ یہ عالم چونی وچگونی کے داغ سے داغدار ہے۔اسکے بعد تحریر فرمایا کہ ان احوال کے اظہار کا مقصد جو قابل اخفاء ہیں یہ ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ اگر فقیر نے وحدت وجود قبول کیا تو وہ بھی از راہ کشف تھا نہ کہ از روئے تقلید۔اور اگر انکار ہے تو وہ بھی از راہ الہام ہے اس لئے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔اگر چہ یہ غیر پر حجت نہیں ہے۔

مکتوب ۳۶

بملا جامی محمد لاہوری صدور یافتہ

شریعت راسہ جزو است علم وعمل واخلاص تا ایں ہر سہ جزو متحقق نشوند شریعت متحقق نشود ۔طریقت وحقیقت کہ صوفیہ بآں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزء ثالث کہ اخلاص است۔

احوال ومواجید وعلوم ومعارف کہ صوفیہ را در اثنائے راہ دست مے دہند نہ از مقاصد اند بل اوہام وخیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ۔

ترجمہ مکتوب

شریعت کے تین جزو ہیں ۔علم وعمل اوراخلاص ۔جب تک یہ تینوں

چیزیں ثابت نہ ہوں شریعت متحقق نہ ہوگی طریقت وحقیقت جس کے ساتھ صوفیہ ممتاز ہیں دونوں ہی شریعت کے جزء سوم یعنی اخلاص کی تکمیل کے سلسلہ میں خادم ہیں احوال ومواجید اور علوم ومعارف جو کہ اثنائے سلوک میں حاصل ہوتے ہیں۔وہ مقاصد میں سے نہیں ہے۔بلکہ وہ وہم وخیالات ہیں جن سے اطفال طریقت کی پرورش کی جاتی ہے۔

ف: سبحان اللہ! کیا ہی خوب واضح حقائق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین (قمرالزمان)

مکتوب ۶۱

بسعادت پناہی سید محمود صدور یافتہ

فنائے اول فنافی الشیخ است وآں فنا ثانیا وسیلہ فنافی اللہ می گردد زیرا کہ طریق افادہ واستفادہ مبنی بر مناسبت طرفین است وابتداء طالب را بواسطۂ کمال دناءت وخساست مناسبتی بجانب اقدس عز سلطانہ نیست۔برزخے ذو جہتین درکار است وآں شیخ کامل ومکمل است۔اما شیخ ناقص کہ بسلوک وجذبہ کار را تمام نا کردہ بر مسند شیخی خود را کشیدہ باشد طالب را صحبت او سم قاتل است استعداد بلند طالب را ایں چنیں صحبت بہ پستی می آرد واز ذرہ بہ حضیض می اندازد مثلا مریضے کہ از طبیب ناقص دارو بخورد در ازدیاد مرض خود می کوشد وقابلیت ازالۂ مرض خود ضائع می سازد ہر چند در ابتدآں دارو نحوی از تخفیف بخشد اما فی الحقیقت نفس مضرت است پس ایں مریض اگر فرضا بطبیب حاذق برسد آں طبیب اولا فکر ازالۂ تاثیر آں دارو می نماید وبعد از زوال آں تاثیر فکر ازالہ مرض

مے کند۔

مدار طریق ایں بزرگوار ان برصحبت است بگفت وشنود کارے نمی کشاید۔ بلکہ سستی درطلب می آرد وباید کہ جریدہ خودرا برسانند ومشافہۃً چیزے اخذ نمایند۔

ترجمہ مکتوب

فنائے اول فنافی الشیخ ہے۔اور یہی فنا فنافی اللہ کا وسیلہ بن جاتا ہے۔اس لئے کہ افادہ واستفادہ کا طریق جاننے کی مناسبت پر مبنی ہے۔ابتداءً طالب کو کمالِ دناءت وخساست کی وجہ سے جناب اقدس سے مناسبت نہیں ہوتی اس لئے اسے برزخ کی ضرورت ہوتی ہے جو دونوں جہت سے مناسبت رکھتا ہواور وہ شیخ کامل ومکمل ہے۔

ف: سبحان اللہ! کیسی وضاحت فرمائی جو مجددی معرفت کا کرشمہ ہے، آگے بغور پڑھو۔(قمرالزمان)

بہرحال شیخ ناقص جو جذب وسلوک کی راہ کو طے نہ کئے ہو وہ مسند شیخوخت پر زبردستی بیٹھ گیا ہو اسکی صحبت سم قاتل ہے اس لئے کہ بلند استعداد طالب کو ایسے شیخوں کی صحبت پستی کی طرف پہنچائیگی اور چوٹی سے گڑھے میں دھکیل دیگی۔جیسے کہ کوئی مریض جو طبیب ناقص سے دوا لیتا ہے تو وہ اپنے مرض کی زیادتی میں کوشاں ہے۔اور اپنے مرض کے ازالہ کی صلاحیت کو ضائع کررہا ہے۔اگر چہ ابتداء میں وہ دوا کچھ اضافہ بخشتی ہے تاہم درحقیقت وہ مضرت ہے۔پس ایسا مریض بالفرض کسی طبیب حاذق کے پاس جاتا ہے تو پہلے وہ

طبیب ناقص کی دوا کے اثر کو زائل کرنے کی فکر کرتا ہے اس کے بعد اصل مرض کے ازالہ کو سوچتا ہے۔ان بزرگوں کے طریق کا مدار صحبت پر ہے گفت وشنید سے کام نہیں بنتا بلکہ طلب میں سستی کا باعث ہوتا ہے۔چاہئے کہ اپنے اخبار کو پہونچاتے رہیں اور بالمشافہ بھی کچھ حاصل کریں۔

مکتوب ۱۳۷

بجامی خضرافغاں صدور یافتہ

ونیز بدانند کہ رتبۂ نماز در دنیا در رنگ رتبۂ رویت است درآخرت۔ نہایت قرب در دنیا درنماز است ونہایت قرب درآخرت درحین رویت است۔ وبدانند کہ سائرعبادات وسائل انداز برائے نماز ونماز از مقاصد است۔والسلام والاکرام۔

ترجمہ مکتوب

نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا مرتبہ مثل دیدار(الٰہی) کے ہے آخرت میں۔دنیا میں غایت قریب قرب الٰہی نماز میں ہے اور نہایت قرب آخرت میں دیدارِ الٰہی کے وقت ہے اور خوب سمجھ لیں کہ جملہ عبادات نماز کے لئے وسائل ہیں۔اور نماز منجملہ مقاصد کے ہے۔والسلام والاکرام

مکتوب ۱۴۱

بملا محمد قبیح صدور یافتہ

در بیان آنکہ عمدۂ ایں کار محبت واخلاص است اگر الحال ترقی معلوم نشود غم نیست چوں استقامت براخلاص باشد امید است کہ کار سنین بساعات میسر گردد الخ

ترجمہ مکتوب

اس امر کے بیان میں کہ اس کام کا عمدہ جزء محبت اور اخلاص ہے۔ چنانچہ ارقام فرماتے ہیں کہ اگر فی الحال ترقی معلوم نہیں ہوتی تو غم نہیں ہے جب اخلاص پر استقامت حاصل ہے تو امید ہے کہ سالہا سال کا کام تھوڑے وقت میں میسر ہوجائے گا۔ واللہ الموفق

مکتوب ۱۴۲

بملا عبدالغفور سمرقندی صدور یافتہ

وہرگاہ چیزے نویسند باید کہ اول از احوال باطن خود نویسند کہ احوال ظاہر بے احوال باطن از حیز اعتبار ساقط است

ع کار این است وغیر ایں ہمہ ہیچ۔

ترجمہ مکتوب

جب آپ کچھ لکھیں تو اولا اپنے باطن کے احوال لکھا کریں اس لئے کہ احوال ظاہر بغیر احوال باطن کے درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ کام تو بس یہ ہے، اور اسکے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب ہیچ ہے۔

مکتوب ۱۵۷

بحکیم عبدالوہاب صدور یافتہ

در بیان آنکہ پیش ایں طائفہ خالی شدہ باید آمد تا مملو شود و اظہار افلاس خود باید نمود تا ایشاں را بروے شفقت آید و راہِ افاضہ بکشاید۔ سیر آمدن و سیر رفتن مزہ

ندارد۔ مقصود از ملاقات افادہ است یا استفادہ چوں مجلس ازیں ہر دو خالی باشد از اعتداد خارج است۔

ترجمہ مکتوب

اس بیان میں کہ جماعت صوفیہ کے پاس (دعوئے کمال سے) خالی ہوکر جانا چاہئے تاکہ (ان کے فیوض سے) پُر ہو جائے اور اپنے افلاس کو ظاہر کرنا چاہئے تاکہ ان کو اس پر جذبہ شفقت موحزن ہو اور فیض پہنچانے کا راستہ کھلے اور افاضہ کشادہ کرے ان کی خدمت میں آسودہ آنا اور آسودہ جانا اچھا نہیں ہے اسلئے کہ مقصود ان حضرات کی ملاقات سے افادہ یا استفادہ ہونا چاہئے۔ لہذا جو مجلس ان دونوں سے خالی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

ف: جیسے گئے تھے ویسے واپس آنا بے سود ہے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۱۹۸

بخان خاناں صدور یافتہ

مخدوما: فقرا را با غنیا آشنائی کردن درین زمان بسیار متعسر است چرا کہ اگر فقرا بگفتن یا نوشتن راہ تواضع و حسن خلق کہ از لوازم فقر است پیش میگیرند کوتہ اندیشاں از سوء ظن خود می انگارند کہ طامع و محتاج شدہ اند لاجرم دریں ظن خسر الدنیا والاخرۃ میگردند۔ واگر فقرا با ستغنا حرف میزنند قاصر نظراں از بدخلقی خود قیاس مے کنند کہ متکبر و بدخلق اند نمی دانند کہ استغنا نیز از لوازم فقر است کہ جمع ضدین اینجا از استحالہ برآمدہ است ابوسعید خزاز میفرماید عَرَفْتُ رَبِّیْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ۔

ترجمہ مکتوب

مخدوما۔دریں زمانہ درویشوں کو اغنیاء سے آشنائی کرنا بہت ہی دشوار ہے اس لئے کہ درویش اپنی عادت کے مطابق اگر ان سے کچھ کہنے یا لکھنے میں تواضع وحسن خلق اختیار کرتے ہیں تو ناقص العقل امراء اپنی بدگمانی سے یہ سمجھتے ہیں یہ لوگ ہماری دولت کے خواہش مند لالچی اور محتاج ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یقینا خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہو جاتے ہیں اور اگر فقراء استغنا کے ساتھ کوئی بات کہتے ہیں تو قاصر النظر دولتمند اپنی بداخلاقی سے یہ قیاس کرتے ہیں کہ یہ تکبر اور بداخلاق ہیں۔اور نہیں جانتے کہ استغناء بھی فقراء کی صفات لازمہ میں سے ہیں پس یہاں اضداد کا جمع کرنا کمالات میں سے ہے۔یعنی امراء کے ساتھ آخر کس طرح معاملہ کیا جائے۔اسلئے کہ دونوں ہی طریق میں دشواری ہے۔ابو سعید خراز فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے رب کو جمع اضداد سے پہچانا۔

ف: یہ زمانہ اس سے کہیں زیادہ نازک ہے اس لئے دونوں حالتوں میں علماء کے ساتھ بدگمانی عام ہے۔اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

مکتوب ۲۰۷

بمرزا حسام الدین احمد صدور یافتہ

مقصود از سیر سلوک حصول ازدیاد یقین است بمعتقدات شرعیہ وحصول یسر در ادائے احکام فقہیہ نہ امرے دیگر درائے آں۔چہ رویت موعود بآخرت است در دنیا البتہ واقع نیست ومشاہدات وتجلیاتے کہ صوفیہ بآں خورسند اند آرام بظلال است وتسلی بشبہ ومثال واوتعالی وراء الوراء است۔

ترجمہ مکتوب

سیر وسلوک سے مقصود شرعی اعتقادی امور پر یقین کی زیادتی اور فقہی احکام پر یسر وسہولت کی تحصیل ہے نہ کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز۔اس لئے کہ دیدار الٰہی کا وعدہ تو آخرت میں ہے دنیا میں اسکا وقوع ہی نہیں ہے۔اور وہ مشاہدات وتجلیات جس سے صوفیہ خوش ہیں وہ سایوں سے آرام اور شبہ ومثال سے تسلی حاصل کرنا ہے۔اور اللہ تعالیٰ تو ان سب سے وراء الوراء ہے۔

مکتوب ۲۱۶

بمرزا حسام الدین احمد صدور یافتہ

وبایددانست کہ ہمچنانکہ درحصول نفس ولایت مرولی راعلم بولایت خود شرط نیست علم بوجود خوارق خود ہم شرط نیست بسا است کہ مردم از وے خوارق (بہ بینند) ونقل کنند اما اوراز اں خوراق اصلا اطلاعی نہ۔الخ

ترجمہ مکتوب

جاننا چاہئے کہ کسی ولی کے لئے اپنی ولایت کے حصول کا علم ضروری نہیں ہے ایسے ہی اپنے خوارق کے وجود کا علم بھی شرط نہیں ہے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اسکی خرق عادات کو دیکھتے ہیں اور نقل کرتے ہیں اور اس کو اسکی قطعا اطلاع نہیں ہوتی۔

مکتوب ۲۱۷

بملا طاہر بدخشی صدور یافتہ

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ میفرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی

قدس سرہ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم در آنجا ہم تصرف بکنم واز یں سخن سخت تعجب میکردند واستبعاد میفرمودند واین نقل مدتہا در خزانہ ذہن فقیر بود ومحل تردد بود تا آنکہ حضرت حق سبحانہ وتعالی بایں دولت عظمی مشرف ساخت وروزے در صدد دفع بلیہ بودم کہ بر بعضے از دوستان نامزد شدہ بود التجا وتضرع ونیاز وخشوع تمام داشتم ظاہر شد کہ در لوح محفوظ قضائے ایں امر معلق بامری نیست ومشروط بشرطی نہ یک گونہ یاس وناامید دست داد۔ سخن حضرت سید محی الدین قدس سرہ بیاد آمد مرۃ ثانیۃ باز ملتجی ومتضرع گشت بمحض فضل وکرم ظاہر ساختند کہ قضائے معلق بر دو گنہ است قضائے است کہ تعلیق اورا در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اند وملائکہ را بر آن اطلاع دادہ وقضائیکہ تعلق اونزد خداست جل شانہ وبس ودر لوح محفوظ صورت قضائے مبرم دارد واین قسم از قضائے معلق نیز احتمال تبدیل دارد در رنگ قسم اول از انجا معلوم شد کہ سخن سید مصروف بایں قسم اخیر است کہ صورت قضائے مبرم دارد نہ عقلا وشرعا کما لایخفی وبلیہ کہ متوجہ آن دوست شدہ بود معلوم شد کہ از قسم ثانی است وحضرت حق سبحانہ وتعالی دفع آن بلیہ فرمودہ۔ فالحمد للہ تعالی علی ذالك حمدا کثیرا

ترجمہ مکتوب

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ (یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ) فرماتے ہیں کہ حضرت سید محمد محی الدین جیلانی قدس سرہ نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو مجال نہیں کہ تبدیلی کرے مگر مجھکو کہ اگر چاہوں تو اس

میں تصرف کر سکتا ہوں اس بات سے سخت تعجب فرماتے اور مستبعد سمجھتے تھے۔ یہ بات مدتوں میرے ذہن کے خزانہ میں کھٹکتی رہی اور محل تردد بنی رہی یہاں تک کہ حق سبحانہ تعالی نے اس دولت عظمی سے مشرف فرمایا، چنانچہ میں ایک دن جبکہ کسی بلا کے دفع کے درپے تھا جو کہ بعض دوستوں پر وہ نامزد ہو چکا تھا اس کے لئے التجا وتضرع ونیاز وخشوع تمام کر رہا تھا کہ یہ ظاہر ہوا کہ لوح محفوظ میں اس امر کی قضا اس امر پر معلق نہیں ہے اور کسی شئ سے مشروط نہیں ہے۔ اس سے یک گونہ یاس وناامیدی دامنگیر ہوئی۔ تو یکا یک حضرت سیدنا محی الدین قدس سرہ کی بات یاد آ گئی، اور دوبارہ ملتجی ومتضرع ہوا تو محض فضل وکرم سے یہ منکشف ہوا فرمایا کہ قضائے معلق کی دو قسم ہے ایک وہ قضا ہے کہ اس کی تعلیق کو لوح محفوظ میں ظاہر فرمایا ہے اور ملائکہ کو اسکی اطلاع فرمادی ہے۔ اور ایک قضائے معلق ہے کہ اس کا تعلق اللہ جل شانہ کے پاس ہے اور بس اور لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔

قضائے معلق کی یہ قسم بھی مثل اول کے تبدیلی کا احتمال رکھتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سید جیلانی کا کلام اسی قسم اخیر کی طرف راجع ہے کہ وہ صورۃ تو قضائے مبرم جیسی ہے مگر ایسی قضا نہیں جو درحقیقت مبرم ہے جس میں تصرف وتبدیلی عقلا وشرعا محال ہو۔ اور وہ بلیہ جو اس دوست کی طرف متوجہ تھی معلوم ہوا کہ دوسری قسم سے ہے۔ اور حضرت حق سبحانہ تعالی نے اس بلیہ کو دفع فرمایا۔ فالحمد للہ علی ذالک حمدا کثیرا۔

مکتوب ۲۲۱

بسید حسین مانک پوری صدور یافتہ

در بیان خصائل وکمالات طریقہ علیہ نقشبندیہ:

ازاں جملہ آنکہ سرحلقہ ایں طریق سنیہ حضرت صدیق اکبر است رضی اللہ تعالی عنہ کہ بہ تحقیق افضل جمیع بنی آدم است بعد از انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات واز ینجا گفتہ اند کہ نسبت ما فوق جمیع نسبتہا است ومراد از نسبت حضور وآگاہی خاص است کہ وے رضی اللہ تعالی عنہ ممتاز بآں بود۔

وازاں جملہ ایں طریق اقرب طرق است والبتہ موصل آری اگر طالبی بدست ناقص افتد گناہ طریق چیست وتقصیر طالب کدام۔

وازاں جملہ آنکہ دریں طریق علیہ بیشتر افادہ واستفادہ بسکوت است وفرمودہ اند ہر کہ از سکوت ما منتفع نشد از کلام ما چہ نفع خواہد گرفت۔

ترجمہ مکتوب

طریقہ نقشبندیہ کے فضائل وکمالات میں ان میں سے ایک یہ ہے کہ طریق علیہ کے سرحلقہ حضرت صدیقؓ ہیں کہ بہ محقق انبیاء علیہم السلام کے بنی آدم میں سب سے افضل ہیں۔یہیں سے یہ بات کہی گئی ہے کہ حضرت صدیقؓ کی نسبت تمامی نسبتوں سے فائق ہے اور نسبت سے مراد خاص حضور وآگاہی ہے کہ وہ اس میں امتیازی شان رکھتے تھے۔منجملہ اس کے یہ ہے کہ یہ طریق تمام طریقوں میں زیادہ قریب ہے اور یقینا موصل ہے۔ہاں اگر کوئی طالب کسی ناقص کے ہاتھ میں پڑ جائے تو طریق کا گناہ کیا ہے اور طالب کا قصور کب ہے

منجملہ اس کے یہ ہے کہ اس طریقہ میں زیادہ افادہ واستفادہ سکوت ہے اسی لئے اس طریقہ کے حضرات فرماتے ہیں کہ جو ہمارے سکوت سے منتفع نہ ہوگا تو ہمارے کلام سے کیا خاک نفع اٹھائیگا۔

مکتوب ۲۲۲

بخواجہ محمد اشرف کابلی صدور یافتہ

در رد یدقصور ومتہم دانشتن احوال وافعال خود

بزرگے فرمودہ است کہ مرید صادق آنست کہ مدت بست سال کاتب شمالِ او چیزے نیابد کہ بروی بنویسد وایں فقیر پر تقصیر بذوق ووجدان درحق خود مے یابد کہ کاتب یمین معلوم نیست کہ در مدت بست سال حسنہ بیابد کہ در صحیفہ اعمال او درج نماید خدا داناست جل شانہ کہ ایں سخن را بتصنع وتکلف نمیگوید وایضا بذوق مے یابد کہ کافر فرنگ از وے بمراتب بہتر است۔

وگر لم آنرا پرسند از جواب عاجز نیاید خود را محاط خطیئات میداند ومشمول سیئات می انگارد وحسناتیکہ بوجود می آید کاتب شمال خود را بکتابت آن احق مے بیند از کاتب یمین۔امیدی جز برحمت ندارد ودست آویزی بجز مغفرت نہ دعائے **اَللّٰھُمَّ مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجی عندی من عملی بحال**۔الخ (اگر خواہند باصل مکتوب مرجوع آرند)

ترجمہ مکتوب

اپنے قصور کے دیدا اور اپنے احوال وافعال کے متہم رکھنے کے بیان میں

ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال کی

مدت میں اس کے بائیں کندھے والا فرشتہ کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ نہ پائے کہ لکھ سکے اور یہ فقیر تقصیر اپنے ذوق وجدان سے اپنے حق میں یہ سمجھتا ہے کہ دائیں کندھے والا فرشتہ معلوم نہیں بیس سال کے اندر کوئی نیکی پائے کہ اس کے صحیفہ اعمال میں درج کرے۔

اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ یہ فقیر اس بات کو تصنع وتکلف سے نہیں کہہ رہا ہے بلکہ ذوقاً اپنے کو یہ سمجھتا ہے کہ فرنگ کافر اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور اگر اس سے اسکی علت دریافت کریں تو جواب سے عاجز پائے اور اپنے کو خطیئات سے گھیرا ہوا اور جو حسنات اس سے صادر ہوتے ہیں ان کے لکھنے کے لئے کاتب یمین سے زیادہ کاتب شمال کو زیادہ مستحق سمجھتا ہے۔ سوائے رحمت خداوندی کے کوئی امید نہیں اور سوائے مغفرت کے کوئی دسترس نہیں پاتا۔ اے اللہ آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور آپ کی رحمت سے مجھے زیادہ امید ہے بہ نسبت اپنے عمل کے۔

ف: سبحان اللہ! کس قدر عبدیت وفنائیت کا حال رفیع ہے جو عین نبی امی کے حال عبدیت سے مستنیر ہے

ع بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست (قمر الزمان)

مکتوب ۲۲۴

بمیر محمد نعمان بدخشی صدور یافتہ

در تاکید بر رعایت آداب پیر

جماعہ کہ بایں حقیر منسوبند اگر مظان غلط ومواد خطائے ایشاں را اعلام نکند

وحق را از باطل جدا نساز د از عہد چگونہ برآید ودر آخرت چہ رو نماید باو بگویند

ع من آنچہ شرط بلاغ است با تو مے گویم

تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

نمید اند کہ رضائے حق جل وعلا منوط برضائے شیخ است وسخط او تعالی مربوط بسخط او چہ بلا شد؟ نمے فہمد کہ قطع کردن از ما منجر بکجا مے شود اگر از ما قطع کند بکہ خواہد پیوست۔

ترجمہ مکتوب

آداب پیر کی رعایت میں

جو جماعت کے اس حقیر کی طرف منسوب ہے اگر ان کو خطا ونسیان کے مواقع سے آگاہ نہ کرے اور حق کو باطل سے علیحدہ نہ کرے تو اپنی ذمہ داری سے کیسے سبکدوش ہوسکتا ہے۔ اور آخرت میں بھلا کیا منہ دکھائے گا۔ ان کو یہ شعر سنائیں من آنچہ الخ یعنی جو شرط تبلیغ ہے اس کو تم سے کہہ رہا ہوں اب تم کو اختیار ہے کہ خود اس سے نصیحت قبول کرو یا ملول ہو جاؤ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ کی رضا کا مدار رضائے شیخ پر ہے اسی طرح اسکی ناراضگی اللہ جل شانہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

مکتوب ۲۲۸

بمیر محمد نعمان بدخشی صدور یافتہ

در ترغیب بر استقامت شریعت

وفیہا در تحریر اجازت نامہ کہ ایں ہمہ مبالغہ وابرام دارند مقصود چیست اجازت تعلیم طریقت بہ شما دادہ است اگر او کفایت نکند اجازت نامہ چہ کار خواہد

کرد لازم نیست کہ ہر چہ در خاطر بگذرد البتہ آنرا سعی باید کرد چیز ہائے بخاطر میگذرند کہ ترک آں اولی وانسب است فکر کار خود باید کرد تا ایمان بسلامت ببرد اجازت نامہ ومریداں بکار نخواہند آمد در ضمن کار خود اگر شخصی بہ طلب صادق بیاید آں را تعلیم طریقت بکنند نہ آنکہ تعلیم طریق را اصل کار بگیرند ومعاملہ خود را تابع آں سازند سراسر ضرر وخسران است۔

ترجمہ مکتوبات

شریعت پر استقامت کی ترغیب

اجازت نامہ کی تحریر میں اس قدر مبالغہ واصرار سے آخر مقصود کیا ہے؟ تعلم طریق کی اجازت آپکو دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں ہے تو پھر اجازت نامہ کیا کام آئیگا یہ ضروری نہیں ہے جو دل میں آجائے اس کے لئے کوشش کرنا شروع کردے۔ بہت سی باتیں دل میں آتی ہے مگر اس کا ترک اولی اور انسب ہوتا ہے۔ اپنے کام کی فکر کرنا چاہئے تاکہ ایمان سلامتی سے لے جائے، اجازت نامہ مرید کو کام نہ آئے گا۔ اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی طلب صادق لیکر آجائے تو ان کو تعلیم طریقت کردیں نہ کہ تعلیم طریقہ کو اصل کام بنالیں اور اپنے معاملہ کو ان کے تابع کردیں جو کہ سراسر ضرر اور خسران ہے۔

ف: سبحان اللہ! کیسی تعلیم ہے اور کیسی ترغیب ہے جس سے آپ کی تجدیدی شان نمایاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے کو کثیر فرمائے تاکہ صحیح طریق پڑھ کر امت منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۲۶۵

بہ شیخ عبد الہادی بدایونی صدور یافتہ

بلی العزلة منیة الصدیقین مبارک باشد عزلت اختیار کنند وانزواگزینند لیکن مراعات حقوق مسلمانان از دست ندہند قال علیه وعلی اله الصلوة والسلام حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادة المریض واتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشمیت العاطس۔

امادر اجابت دعوت شرط است ودر احیاء العلوم مفصلا مذکور است مثلا آنکہ درانجا لہو ولعب یا سماع غنا ومزامیر نباشد یا فرش دیبا واوانی فضہ وذہب نباشد وتصاویر بر سقف یا دیوار نبوند وطعام صاحب آن از حلال باشد وداعی ظالم وفاسق یا متکلف وطالب فخر ومباہات نباشد وغیر ذالک۔

ونیز بدانند کہ ع عزلت از اغیار باید نے ز یار

حضرت خواجہ نقشبندیہ قدس سرہ فرمودہ اند کہ طریق ما صحبت است کہ در خلوت شہرت است ودر شہرت آفت۔ ومراد از صحبت صحبت موافقان است نہ صحبت مخالفان۔ وعیادت مریض سنت است اگر مریض را شخصی متعہد بود والا واجب۔ وبہ نماز جنازہ حاضر شدن ولا اقل چند قدم در متابعت آن رفتن تا حق میت ادا کردہ باشد۔

ترجمہ مکتوب

یقینا عزلت صدیقین کا مقصود ہے، مبارک ہو، عزلت وعلیحدگی ضرور اختیار کریں مگر مسلمانوں کے حقوق کی رعایت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کا حق مسلمان پر پانچ ہے۔ سلام کا جواب

دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے پیچھے جانا اور دعوت کو قبول کرنا۔ چھینکنے والے کو جواب دینا ہاں دعوت کے قبول کرنے میں چند شرائط ہیں، مثلاً یہ کہ وہاں لہو ولعب گانا بجانا نہ ہو یا ریشمی فرش اور چاندی سونے کے برتن نہ ہوں، اور چھت یا دیواروں پر تصاویر نہ ہوں، نیز اسکا کھانا کسب حلال سے ہو اور داعی ظالم فاسق یا تکلف کرنے والا اور طالب فخر ومباہات نہ ہو وغیرہ وغیرہ، نیز اس حقیقت کو ملحوظ رکھیں کہ خلوت اغیار سے ہوتی ہے نہ کہ یار سے۔ حضرت خواجہ نقشبندیہ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارا طریق صحبت ہے اس لئے کہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت اور صحبت سے مراد اپنے موافق لوگوں کی صحبت ہے نہ کہ مخالفین کی، اور مریض کی عیادت سنت ہے اگر مریض کی نگہداشت کرنے والا ہو، اور اگر کوئی ایسا نہیں ہے تو پھر عیادت واجب ہے، نماز جنازہ میں شرکت سنت ہے اور کم از کم چند قدم اسکے پیچھے چلنا چاہئے کہ حق میت ادا کیا جائے۔ اسی کو حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ نے یوں فرمایا ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے　　سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

ف: سبحان اللہ! کیسی جامع تعلیم ہے جو ہر شخص کے پیش نظر رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۲۸۰

بحافظ محمود صدور یافتہ

صحبت فقرا سرمایہ سعادات دنیویہ واخرویہ است دو چیز را دریں طریق محافظت لازم است متابعت صاحب شریعت علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام ومحبت

واخلاص با شیخ مقتدی بایں دو چیز ہر چہ دہند نعمت است واگر ہیچ ندہند غم نیست کہ آخر خواہند داد۔ واگر در یکے ازین دو چیز عیاذا باللہ سبحانہ وتعالی خلل رفت ومع ذالک احوال مواجید بحال خود است آنرا استدراج باید دانست وخرابی خود باید انگاشت والسلام۔

ترجمہ مکتوب

فقراء کی صحبت سعادات دنیوی واخروی کا سرمایہ ہے اس طریق میں دو چیز کی محافظت لازم ہے صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور محبت واخلاص شیخ مقتداء کے ساتھ ان دونوں چیزوں کے ساتھ جو کچھ بھی اللہ دے نعمت ہے۔ اور اگر کچھ نہ دیں تو غم نہیں کہیں نہ کہیں ضرور عطا فرمائینگے، اور اگر ان دونوں میں سے معاذ اللہ کسی میں خلل ہے اسکے باوجود احوال ومواجید اپنے حال پر ہے تو اسکو استدراج جاننا چاہئے اور اپنی خرابی یقین کرنا چاہئے۔

ف: سبحان اللہ! کیا خوب فیصلہ ہے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۲۸۲

بمیاں شیخ بدیع الدین صدور یافتہ

نیز معلوم شد کہ کمالات ولایت را موافقت بفقہ شافعی است وکمالات نبوت را مناسبت بفقہ حنفی اگر فرضا درین امت پیغمبرے مبعوث مے شد موافق فقہ حنفی عمل میکرد ودرین وقت حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عمل خواہد کرد۔

ترجمہ مکتوب

نیز معلوم ہوا کہ کمالات ولایت کو فقہ شافعیؒ سے موافقت ہے اور کمالات نبوت کو فقہ حنفی سے مناسبت ہے، اگر بالفرض اس امت میں کوئی نبی مبعوث ہوتا تو فقہ حنفی کے مطابق عمل کرتا۔ یہاں سے حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے ارشاد کی حقیقت بھی معلوم ہوجاتی ہے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام آسمان سے نزول کے بعد امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر عمل کرینگے (واللہ اعلم بالصواب)

مکتوب ۲۸۶

بمیر سید محب مانکپوری صدور یافتہ

در مکتوب ۲۸۶ مرقوم آنکہ بعد از حصول ایں دو جناح اعتقادی وعملی متوجۂ عروج مدارج قرب حق گردد جل شانہ۔ لیکن بداند کہ ایں قطع منازل وعروج مدارج وابستہ بتوجہ وتصرف شیخ کامل مکمل راہ دان راہ بین رہ نما است کہ نظر او شافی امراض قلبیہ است وتوجۂ او دافع اخلاق رذیہ نامرضیہ۔ پس اول طلب شیخ نماید اگر بمحض فضل خداوندی جل شانہ ایں نعمت عظمی حاصل نمود خود را ملازم او سازد وتمام منقاد تصرفات او گردد اختیار خود را بالکلیہ در اختیار شیخ کم کند وخود را از جمیع مرادات تہی ساختہ کمر ہمت را در خدمت او بندد وبہر چہ شیخ او را امر فرماید سرمایۂ سعادت خود دراں دانستہ در امتثال آں بجان سعی نماید۔

ترجمہ مکتوب

مکتوب ۲۸۶ میں مرقوم ہے کہ سالک اعتقادی وعلمی دونوں بازو کے

حصول کے بعد حق جل شانہ کے مدارج قرب کی طرف متوجہ ہوتا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ قطع منازل اور عروج مدارج شیخ کامل مکمل، راہ داں، راہ بیں رہ نما کے توجہ وتصرف سے وابستہ ہے اس لئے کہ اسکی نظر امراض قلبیہ کے لئے شافی اور اسکی توجہ اخلاق رذیہ ناپسندیدہ کے لئے دافع ہے۔ لہذا پہلے شیخ کو تلاش کرے اور محض فضل خدا سے یہ نعمت عظمی حاصل ہوجائے تو اپنے کو اسکا ملازم بنادے اور کامل طور پر اس کے تصرفات کا مطیع ہوجائے اور اپنے اختیار بالکلیہ شیخ کے اختیار میں فنا کردے اور اپنے جملہ مرادات سے خالی کرکے اسکی خدمت میں رہنے کے لئے کمر بستہ ہوجائے اور شیخ جو امر کرے اس کو سرمایہ آخرت یقین کرکے اسکے امتثال کے لئے دل وجان سے سعی کرے۔

ف: اصلاح کا بہترین طریقہ ارقام فرمایا۔ واللہ الموفق (قمر الزمان)

مکتوب ۲۸۷

بہ برادر حقیقی خود حضرت میاں غلام محمد صاحب صدور یافتہ

وہم طائفہ از ایشان بایں کمال خیالی ووصال وہمی خود را بمسند شیخی واقتدائی خلق کشیدہ اند وبعلت منقصت خویش استعداد بسیاری از مستعدان کمالات را ضائع ساختہ اند بشومی برودت محبت خود حرارت طلب طالبان را زائل گردانیدہ اند ضلوا فاضلوا وضاعوا فاضاعوا۔

ترجمہ مکتوب

ان میں سے بعض جماعت ایسی ہے کہ اس خیالی کمال اور وہمی وصال کی بناء پر مسند شیخوخت پر بیٹھ کر ایک مخلوق کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور اپنے نقصان

کی وجہ سے بہت سے کمالات کی استعداد رکھنے والوں کی استعداد کو ضائع کر دیا ہے اور اپنی محبت کی برودت کی نحوست کی وجہ سے بہت سے طالبین کی طلب کی حرارت کو ضائع کر دیا ہے۔ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ خود ضائع ہوئے اور دوسروں کو ضائع کیا۔

مکتوب ۲۹۰

بدانکہ طریقے اقرب است واسبق واوفق واسلم واحکم واصدق وادل واعلی واجل وارفع واکمل طریق علیہ نقشبندیہ است قدس اللہ تعالی ارواح اھالیھا واسرار موالیھا۔

ترجمہ مکتوب

جان لو کہ سب سے اقرب، اسبق، اوفق اسلم واحکم، اصدق، ادل واعلی واجل وارفع واکمل طریقہ طریقہ علیہ نقشبندیہ ہے۔ اللہ اس کے اصحاب کی ارواح کو اور اس کے اسرار کو پاک کرے۔

مکتوب ۳۱۳

درطریقۂ علیہ التزام متابعت سنت است وحال آنکہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والسلام ریاضات عجیبہ وگرسنگیہائے شدیدہ کشیدہ اند ودریں طریق از ریاضات منع می نمایند بلکہ آنرا مضر می دانند۔

جوابش آنکہ کہ گفتہ است کہ ریاضات دریں طریق ممنوع اند از کجا شنیدید کہ ریاضات را مضر می دانند بلکہ سعی درستر احوال واختیار توسط در ہمہ حال

ومراعات حد اعتدال در مطاعم وملابس از ریاضات شاقہ ومجاہدات شدیدہ است اگر چہ عوام کالانعام ایں امور را از ریاضات ومجاہدات نمے دانند چہ خوردن نزد ایں بہائم صفتان از اہم مہام واعظم مقاصد است پس ناچار ترک آں ریاضت شاقہ بود ونزد ایشان ونزد فقیر گرسنگیہائے دور ودراز از مراعات حد اعتدال در ماکولات بسیار آسان است ویسر تمام دارد در ریاضت مراعات توسط حال از ریاضت کثرت جوع صعب تر وگران است۔

در کتب اکابر ایں طریقۂ علیہ مرقوم است کہ نسبت ما بحضرت صدیق رضی اللہ عنہ منسوب است بخلاف سائر طرق وحالانکہ سلسلۂ ایں طریق وسائر طرق بحضرت امام جعفر صادق می رسند وحضرت امام بحضرت صدیق رضی اللہ عنہ اتصال دارد پس وجہ تخصیص چہ باشد؟

جوابش آنکہ حضرت امام ہم از حضرت صدیق نسبت دارد وہم از حضرت امیر رضی اللہ تعالی عنہما باوجود اجتماع ایں دو نسبت کمالات ہر دو نسبت در حضرت ایشان جدا واز یکدیگر متمیز است جمعے کہ بواسطہ نسبت صدیقیہ از حضرت امام فیضیاب شدہ اند بحضرت صدیق منسوب شدہ اند وجمعے کہ بواسطہ نسبت امیریہ فیضیاب شدہ اند بہ حضرت امیر منسوب گشتہ اند۔

ترجمہ مکتوب

سوال یہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ میں سنت کا التزام ہے اور واقعہ یہ ہے کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عجیب عجیب ریاضتیں اور فقر وفاقہ کی تکلیفیں برداشت کی ہیں اور اس طریق میں اس سے منع کرتے ہیں بلکہ مضر قرار دیتے ہیں تو اس کا

جواب یہ ہے کہ آپنے جو یہ کہا کہ اس طریق مین ریاضتیں ممنوع ہیں تو یہ کہاں سے سنا کہ سارے اکابر اسکو مضر بتلاتے ہیں بلکہ اخفائے احوال میں سعی کرنا اور ہر حال میں توسط اختیار کرنا اور کھانے پینے پہننے اوڑھنے میں راہ اعتدال کی رعایت کرنا سخت تر ریاضات ومجاہدہ ہے۔ اگر مثل جانوروں کے یہ عوام اگر اس کو ریاضت ومجاہدات نہیں جانتے تو اسکی وجہ یہی ہے کہ ان بہائم صفتوں کے نزدیک کھانا اہم مقاصد اور اہم امور میں سے ہے اس لئے کہ اسکا ترک ان کے نزدیک شدید ریاضت ہوگی اور فقیر کے نزدیک کھانے پینے میں حد اعتدال سے نکلی ہوئی بھوک کو برداشت کرنا نہایت آسان ہے اور کوئی شکل نہیں ہے۔ اور توسط حال کی رعایت کثرت بھوک کے برداشت کرنے سے بہت زیادہ دشوار ہے۔ اس طریقہ کے اکابر کی کتابوں میں یہ مسطور ہے کہ ہماری نسبت حضرت ابو بکرؓ کی طرف منسوب ہے، بخلاف دوسرے طریقوں کے۔ حالانکہ اس طریقہ نقشبندیہ اور دوسرے تمام طریقے حضرت امام جعفر صادق تک پہونچتے ہیں اور حضرت جعفر صادق بہر حال حضرت صدیقؓ سے اتصال رکھتے ہیں پس وجہ تخصیص کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام حضرت صدیق سے بھی نسبت رکھتے ہیں اور حضرت امیر علیؓ سے بھی، مگر باوجود ان دونوں نسبتوں کے اجتماع کے ہر ایک کے کمالات متمیز وجدا جدا ہیں۔ لہذا جو جماعت کہ بواسطہ متابعت حضرت صدیق فیضیاب ہوئی حضرت ابو بکر صدیق کی طرف منسوب ہوئی۔ اور جس جماعت نے حضرت علیؓ سے متابعت کی بناء پر فیض حاصل کیا تو وہ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہوئی۔

مکتوب ۴

وبدانکہ برسر ہر ماتہ مجددے گذشتہ است امامجدد ماتہ دیگر است ومجدد الف دیگر چنانچہ درمیان ماتہ والف فرق است درمیان مجددین اینہا نیز ہماں قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں ومجدد آن است کہ ہر چہ دراں مدت از فیوض بامنان برسد بتوسط ار برسد اگر چہ اقطاب واوتاد آں وقت بوند وبدلا ونجبا باشند۔

ع خاص کند بندۂ مصلحت عام را۔

ترجمہ مکتوب

لوگ جان لیں کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد گذرے ہیں۔ مگر صدی کے مجدد اور ہیں اور ہزار کے مجدد اور ہیں (یعنی دونوں میں بہت فرق ہے) جیسے سو اور ہزار میں فرق ہے ایسے ہی ان کے مجددین میں فرق ہے بلکہ اس سے زائد، اور ہزار سال کا مجدد اس درجہ کا ہوتا ہے کہ اس مدت میں امت کو جو فیض پہونچتے ہیں اسی کے توسط سے پہونچے ہیں۔ اگر چہ وقت کے قطب واوتاد ہی کیوں نہ ہو۔ اور ابدال ونجباء ہی کیوں نہو۔

مکتوب ۷

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را امروز (مردماں) چہ دریابند وعظمت وبزرگی ایشاں رادریں نشاچہ شناسند کہ محق یا مبطل دریں دار ابتلا ممتزج است وحق باباطل مخلوط درروز قیامت بزرگی ایشاں معلوم خواہد گشت کہ امام پیغمبراں باشند وصاحب شفاعت ایشاں وآدم ومن دونہ ہمہ تحت لواء ایشاں بوند علیہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها۔

ترجمہ مکتوب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج کے دن لوگ کیا سمجھتے ہیں آپ کی بزرگی وعظمت کا اس عالم میں کیا اندازہ لگا سکتے ہیں ملے جلے ہیں اور حق و باطل کے ساتھ گڈمڈ ہے قیامت کے دن آپکی عظمت کا اندازہ ہوگا کہ آپ پیغمبروں کے امام ہونگے اور آدمؑ اور ان کے علاوہ جملہ حضرات آپ کے جھنڈا کے تحت ہونگے۔آپ پر اور تمام انبیاء اور مرسلین پر اکمل تسلیمات نازل ہو۔

مکتوب ۱۰

شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ گوید اگر عرش وآنچہ در عرش است در زاویہ قلب عارف بہنہد عارف را از فراخی قلب ہیچ احساسی بآں نشود و شیخ جنید تائید ایں سخن (بدلیلی کہ در کتاب مذکور است) می نمائید۔عجب ہزار عجب رؤسای صوفیہ کہ سلطان العارفین وسید الطائفہ باشند ہرگاہ چنیں گوئیند وعرش مجید را در جنب قلب عارف ہیچ اعتبار نہ نہد از دیگراں چہ گوید و چہ نویسد۔

بایزید اگر از سکر ایں چنیں گوید میرسد اما از جنید کہ مدعی صحو است ایں سخن زیبا نیست چہ کنند کہ از حقیقت معاملہ آگاہی نیافتند ایں سخن ہر چند امروز دت نظر اکثر خلق مستور می نماید اما امروز را فردا نزدیک است استعجال نہ نماید اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون والسلام علی من اتبع الھدی۔

ترجمہ مکتوب

شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ عرش اور جن چیزوں پر وہ

مشتمل ہے اس کو عارف کے قلب کے زاویہ (گوشہ) میں رکھیں تو فراخئ قلب کی بناء پر اسکو اسکا احساس بھی نہ ہوگا۔اور شیخ جبکہ اسکی تائید فرماتے ہیں، تو تعجب اور ہزرا ہا تعجب کہ رؤسائے صوفیہ کہ سلطان العارفین اور سید الطائفہ ہوں اور ایسی بات کہیں اور عرش مجید کو قلب عارف کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ دیں۔تو پھر دوسروں کے متعلق کیا کہے اور کیا لکھے۔حضرت بایزید اگر ایسی بات سکر کی حالت میں کہدیں تو خیر مگر حضرت جنید سے جو صحو کے مدعی ہیں ایسی بات کا صدور زیب نہیں دیتا۔آخر ایسا کیوں نہ کریں جبکہ ان کو حقیقت سے آگاہی نہ ہوئی۔یہ بات آج اگرچہ اکثر مخلوق کے نزدیک مستور معلوم ہوتی ہے مگر آج کے بعد کل نزدیک ہی ہے۔جلدی نہ مچائیں۔اللہ کا امر آگیا جلدی

مکتوب ۱۳

جواب سوال از نصیب علمائے ظاہر وصوفیہ وعلمائے راسخین۔فمطالعہ خانہ نفیس۔

ترجمہ مکتوب

اس مکتوب میں ہمارے ظاہر اور صوفیہ علمائے راسخین کے متعلق سوال وجواب مذکور ہے۔اسکا مطالعہ کرلیں اس لئے کہ نفیس ہے

مکتوب ۱۷

در عزائے مصیبتا ارسال داشتہ بود وفضیلت مرگ طاعون وماینا سب ذالک۔ایں مصیبتہا بظاہر جراحتہا بود است وفی الحقیقت ترقیات ومراہم۔

ترجمہ مکتوب

اہل مصیبت کی تعزیت اور طاعون کی موت کی فضیلت میں لکھا گیا ہے یہ مصیبت بظاہر زخم معلوم ہوتی ہیں مگر فی الحقیقت تریاق اور مرہم ہیں۔

مکتوب ۱۸

بہ شیخ جمال ناگوری صدور یافتہ

(کسے نوشتہ کہ) ما را از مشائخ سلاسل اجازتہا است از جانب نقشبندیہ نیز اجازتے میخواہم۔

مخدوما مکرما پیری ومریدی در طریقہ علیہ نقشبندیہ بہ تعلیم طریقہ است نہ بکلاہ وشجرہ کہ در سلاسل دیگر متعارف است طریق ایں بزرگواراں صحبت است وتربیت ایشاں انعکاسی است لاجرم در بدایت ایشاں نہایت دیگراں مندرج است وراہ اقرب گشتہ نظر ایشان شافی امراض قلبیہ است وتوجہ ایشاں دافع علل معنویہ۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند کہ بر ندارہ پنہاں بجرم قافلہ را

معذور دارند (یعنی از اجازت طریقہ اجازت) والعذر عند کرام الناس مقبول۔

ترجمہ مکتوب

کسی نے لکھا تھا کہ ہمکو کئی مشائخ سلاسل سے اجازت حاصل ہے تو سلسلہ نقشبندیہ سے بھی اجازت کا طالب ہوں۔

مخدوم ومکرم پیری ومریدی طریقہ علیہ نقشبندیہ میں طریقہ کی تعلیم سے

ہے نہ کہ کلاہ وشجرہ سے دوسرے سلاسل میں ترفع ہے۔ان بزرگوں کا طریقہ محبت ہے۔اور ان کی تربیت انعکاسی ہے۔یقینا ان حضرات کی بدایت میں دوسروں کی نہایت مندرج ہے، اسلئے راہ بہت ہی قریب ہوگیا ہے۔ان حضرات کی نظر امراض قلبیہ کی شافی ہے۔اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کے لئے دافع ہے چنانچہ ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے نقشبندیہ عجیب قافلہ کے سالار ہیں کہ مخفی راستے سے سالکین راہ کو حرم تک پہونچا دیتے ہیں۔لہذا مجھے اجازت دینے سے معذور قرار دیں۔اور عذر کریموں کے نزدیک مقبول ہوا کرتا ہے۔والسلام

مکتوب ۲۵

بخواجہ محمد شرف الدین حسین صدور یافتہ

در بیان آنکہ ہر عملی کہ بروفق شریعت غرا کردہ آید داخل ذکر است اگرچہ بیع وشرا بود۔پس در جمیع حرکات وسکنات مراعات احکام شرعیہ باید نمود تا آنہا ہمہ ذکر گردد چہ ذکر عبارت از طرد غفلت است وچوں مراعات اوامر ونواہی در جمیع افعال نمودہ اید از غفلت آمر وناہی آنہا نجاتے میسر شد ودوام ذکر اوتعالی حاصل شد۔

ترجمہ مکتوب

اس بات کے بیان میں کہ جو عمل شریعت کے مطابق کیا جائے گا وہ ذکر میں داخل ہے اگرچہ وہ خرید وفروخت ہی کیوں نہ ہو پس تمام حرکت اور سکون میں احکام شریعت کی رعایت کرنی چاہئے تا کہ وہ سب ذکر ہو جائیں اس لئے کہ ذکر

دفع غفلت کا نام ہے اور جب اپنے تمام افعال میں اوامر ونواہی کا لحاظ کیا گیا تو ان کا امر کرنے والے اور منع کرنے والے کے لئے غفلت سے نجات میسر ہوگئی اور اللہ کا دوام ذکر نصیب ہوگیا۔

مکتوب ۳۰

بخواجہ محمد اشرف وحاجی محمد صدور یافتہ

دیگر نوشتہ بودند کہ مولنا حاجی محمد قریب دو ماہ است آن ذوق وحلاوت کہ سابقا درمشغولی داشت حالانماندہ ۔موت اطوار اغم نیست اگر دردو چیز یعنی متابعت صاحب شریعت علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام ومحبت واخلاص بشیخ خود فتوری واقع نہ شدہ باشد وباوجود ایں دو چیز اگر ہزاراں ظلمات وکدورات طاری شوند باک ندارد وآخر اورا ضائع نخواہند گذاشت ۔فانهما ملاك الامر ومدار النجات والسلام۔

ترجمہ مکتوب

نیز آپ نے لکھا تھا کہ مولانا حاجی محمد دو ماہ سے ذکر وشغل میں جس ذوق و حلاوت سے بہرہ ور تھے اب وہ باقی نہ رہے تو محبت اطوار غم نہیں ہے گر دو چیزوں میں فتور واقع نہیں ہوا ہے اولاً صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت ثانیاً شیخ کے ساتھ اخلاص ،اور اگر یہ دونوں چیزیں حاصل ہیں تو ہزاروں ظلمت وکدورت طاری ہو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے اس کو اللہ ضائع نہ فرمائینگے اس لئے کہ یہ دونوں معاملہ کی اصل اور نجات کا مدار ہیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور شیخ کے ساتھ اخلاص)

مکتوب ۳۳

بمولانا محمد صالح کولابی صدور یافتہ

نزد اکثر مردم کہ بدولت محبت مشرف گشتہ اند در وقت انعام از دیاد محبت محبوب است از وقت ایلام یادر ہر دو وقت مساوات است مگر نزد اقل کہ خواص الخواص اند عکس این است یعنی ایلام زیادہ محبت بخش است از انعام اوالخ۔

ترجمہ مکتوب

اکثر حضرات کے نزدیک جو محبت سے مشرف ہو چکے ہیں انعام کے وقت محبوب کی محبت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت وقت ایلام کے۔ یا دونوں وقت حال برابر رہتا ہے۔مگر بہت کم لوگوں کے نزدیک خواص الخواص میں معاملہ اسکے بر عکس ہے۔یعنی ایلام زیادہ محبت بخش ہے بہ نسبت انعام کے (یعنی جو اللہ کی طرف سے کوئی الم وغم پہونچا ہے تو اللہ سے مزید محبت وتعلق ہوجائیگا۔اللہم ارزقنا)

مکتوب ۳۸

بحاجی محمد یوسف کشمیری صدور یافتہ

در بیان آنکہ معرفت خدا جل سلطانہ بر آنکس حرام است کہ برابر خردلہ در باطن او محبت دنیا بود یا باطن او را ایں قدر تعلق بدنیا باشد یا ایں مقدار خاطری از دنیا در باطن او خطور کند۔ماند ظاہر او کہ از باطن بمراحل جدا افتادہ است واز آخرت بدنیا آمدہ است واختلاط بمردم پیدا کردہ لحصول المناسبت المشروطة فی الافادة والاستفادة گر سخن از دنیا گوید وباسباب دنیوی تشبث نمائید گنجائش دارد ہیچ مذموم نبود بلکہ محمود بود تا حقوق عباد معطل نشود وطریق افادہ

واستفادہ مسدود نگر دپس حکم ایں شخص جونما گندم فروش است ومردم ظاہر بین در رنگ خود ہااورا گندم نما جوفروش تصور نمایند۔

ترجمہ مکتوب

اس بارے میں کہ اللہ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جس کے دل میں رائی کے برابر دنیا کی محبت موجود ہے۔ یا اس کے مقدار دنیا سے اس کے قلب میں تعلق ہو۔ یا اتنا ہی دنیا کے متعلق خیال گذرے۔ رہا اس کا ظاہر تو باطن سے بہت درجہ جدا ہے۔ اور آخرت سے دنیا میں آیا ہے اور لوگوں سے اختلاط پیدا کیا ہے تا کہ باہم مناسبت پیدا ہو۔ جو افادہ اور استفادہ کے لئے مشروط ہے۔ پس اگر وہ دنیا کی کوئی بات کہتا ہے یا اسباب دنیوی اختیار کرتا ہے تو اسکی گنجائش ہے۔ ذرا بھی برا نہیں ہے۔ بلکہ اچھا ہے تا کہ حقوق بندگانی معطل نہ ہوں اور افادہ واستفادہ کی طریق بند نہ ہو، پس ایسے شخص کا حکم جونما گندم فروش کے ہے اور لوگ اسکو اپنے پر قیاس کر کے گندم نما جوفروش ہی سمجھتے ہیں ۔

مکتوب ۴۳

بمولانا محمد افضل صدور یافتہ

وبعد از شرح وتفسیر قول باندراج نہایت در بدایت تحریر میفر مایند کہ بعض از مشائخ سلاسل دیگر قدس اللہ تعالی اسرارہم ازیں سخن ایشاں در اشتباہ اند وتجویز نمیکنند کہ مبتدی ایں طریق برابر منتہی طرق دیگر باشد عجیب است کہ مساوات مذکور ہ از کجا فہمیدہ اند ازیں بزرگواراں بیش اندراج نہایت در بدایت لفظے دیگر سر بر نزدہ است وایں عبارت دلالت بر مساوات ندارد بلکہ مقصود شان آن است کہ

دریں طریق شیخ منتہی بتوجہ وتصرف خود چاشنی از دولت نہایت خود بطریق انعکاس بمبتدی رشید عطا میفر مایدودر بدایت اونمک نہایت خود امتزاج مے نماید۔

ترجمہ مکتوب

''اندراج نہایت در بدایت'' کے قول کی تشریح کے بعد تحریر فرمارہے ہیں کہ دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس اللہ تعالی اسرارہم اس بات سے اشتباہ میں پڑ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اس طریق نقشبندیہ) کا مبتدی دوسرے طریقوں کے منتہی کے برابر ہے۔ مگر عجب معاملہ ہے کہ اس قول سے مساوات کو کہاں سے سمجھا۔ ان بزرگوں سے ''اندراج نہایت در بدایت'' کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ سرزد نہیں ہورہا ہے۔ حالانکہ یہ عبارت مساوات پر دلالت نہیں کرتی ہے بلکہ مقصود ان حضرات کا اس قول سے یہ ہے کہ اس طریق میں شیخ منتہی اپنی توجہ وتصرف سے مبتدی کو دولت نہایت کی چاشنی چکھا دیتا ہے اور اسکی بدایت میں اپنی نہایت کے مزے کی آمیزش کر دیتا ہے۔

مکتوب ۵۳

بشیخ عبدالصمد سلطانپوری صدور یافتہ

منشاء عجب آن است کہ اعمال صالحہ در نظر عامل مزیب می درایند ومستحسن می نمایند فالمعالجة بالاضداد کہ حسنات خود را متہم دارد وقبائح خفیہ حسنات را در نظر آرد تا خود را قاصر داند بلکہ شایان لعن وطرد یابد قال علیه وعلی اله الصلواة والسلام رُبَّ تَالٍ للقران والقران یلعنه وکم من صائم لیس له من صیامه الا الظمأ والجوع۔

ترجمہ مکتوب

عجب کا منشا یہ ہے کہ اعمال صالحہ عامل کی نظر میں زیادتی اور استحسان کے ساتھ دکھائی پڑتے ہیں لہذا اعلاج ضد سے ہونا چاہئے ۔ کہ اپنے حسنات کو متہم کرے اور اعمال صالحہ میں اپنی اندرونی برائیوں کو دیکھے، تا کہ اپنے کو قاصر بلکہ لعن اور رد کے لائق پائیگا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے تالئ قرآن ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے اور بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا سوائے پیاس و بھوک کے۔

مکتوب ۵۴

بسید شاہ محمد صدور یافتہ

در بیان آنکہ متابعت آں سرور علیہ وعلی الہ الصلوا ۃ والسلام ہفت درجہ دارد و تفضیل ہر درجہ بر دیگری متابعت آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوا ۃ والسلام کہ سرمایۂ سعادات دینیہ و دنیویہ است درجات و مراتب دارد۔

ترجمہ مکتوب

اس بیان میں کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے سات درجے ہیں اور ہر درجہ کو دوسرے درجہ پر فضیلت فرمائی گئی ہے ۔ حضور کی متابعت جو کہ دینی و دنیوی سعادتوں کا سبب ہے ۔ کئی ایک درجات و مراتب رکھتی ہے۔ (پس اس مکتوب کا مطالعہ کیا جائے اس لئے کہ مفید ہے)

مکتوب ۵۷

بملا غازی نائب صدور یافتہ

در بیان آنکہ ذکر حق جل وعلی اولی است از صلوۃ فرستادن بہ خیر البشر علیہ وعلی آلہ من الصلوا ۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا خود چندگاہ بصلوۃ خیر البشر علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام اشتغال داشتم وبانواع واقسام صلوۃ ودرود میفرستادم ونتائج وثمرات عاجلہ را براں مترتب مے یافتم آخر الامر بعنایت اللہ سبحانہ معلوم گشت کہ درین وقت ذکر گفتن بہ از درود فرستادن است بدووجہ یکے آں کہ در خبر قدسی آمدہ است "من شغلہ ذکری عن مسالتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین"

وجہ دوئیم آنکہ چوں ذکر ماخوذ از حضرت پیغمبر است علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام خواہ عامل نیت آن کند یا نکند اگر چہ نیت آن کردن باعث زیادتی اجر عامل خواہد بود وہمچنین ہر عملے نیک کہ از امتان بوجودمی آید اجر آن چنانچہ بعامل میرسد بہ پیغمبر علیہ وعلی الہ الصلوا ۃ والسلام کہ واضع آن عمل است نیز ہماں قدر اجر واصل میگردد "من غیر ان ینقص من اجرہ شیئ قال علیہ الصلوۃ والسلام من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا" باید دانست کہ ہر ذکر ایں رتبہ ندارد و ذکری کہ شایان قبول است بایں مزیت مخصوص است ذکری کہ نہ ایں چنین است درود را بروی مزیت است و وصول برکات از درود بیشتر متوقع۔

از ینجا ظاہر شد کہ ہیچ کمالی بر تبعۂ دعوت و تبلیغ نہ رسد علما بہ تبلیغ ظاہر مصروف

اندوصوفیہ بباطن اہتمام دارندوآنکہ عالم صوفی صقفی است کبریت احمراست ظاہر ہرچندکثیر البرکت وعموم المنفعت است اما کمال اوبباطن مربوط است ظاہر بے باطن ناتمام است وباطن بے ظاہرنافرجام والسلام۔

ترجمہ مکتوب

اس حقیقت کے بیان میں کہ حق جل وعلی کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود بھیجنے سے اولی ہے۔ میں خود کچھ دنوں خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود بھیجنے میں اشتغال رکھتا تھا۔ اورانواع واقسام کے درود بھیجتا تھا۔ توثمرات عاجلہ کواس پر مرتب پاتا تھا۔ آخر کار اللہ سبحانہ کی عنایت سے معلوم ہوا کہ اس وقت ذکر کرنا درود شریف بھیجنے سے بہتر ہے دووجہ سے۔ اول یہ کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جسکو میرا ذکر مجھ سے سوال ودعا کرنے سے روک دے تواس کوسائلین کی طلب کردہ چیزوں سے افضل چیز عطا کرونگا۔ اوردوسری وجہ یہ ہے کہ جب ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماخوذ ہے تواسکا ثواب جیسا کہ ذکر کرنے والے کو پہونچے گا ویسے ہی آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچے گا خواہ عمل کرنے والا نیت کرے یانہ کرے۔ اگرچہ اسکی نیت کرنا اجروثواب کی زیادتی کا باعث ہوگا۔ اسی طرح ہرعمل خیر جوکہ کسی بھی امتی سے وجود میں آتا ہے اس کا اجر جیسا کہ عامل کو پہونچتا ہے اس کے عمل کے ایجاد کرنے والے کوبھی اسی قدر اجر ملتا ہے بغیر اس کے کہ اس عامل کے اجر سے کچھ کم ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی نیک طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا اجر ملیگا اور جوعمل کریگا اس کوبھی اجر ملیگا۔ مگر جاننا چاہئے کہ ہر ذکر کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے۔ بلکہ جو ذکر قبول کے لائق ہے اس رتبہ کے ساتھ مخصوص ہے

اور جو ذکر کہ ایسا نہیں ہے تو درود شریف کو اس پر فضیلت حاصل ہے۔ اور اس سے برکات کا حصول زیادہ متوقع ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی کمال دعوت و تبلیغ کے رتبہ سے بڑھکر نہیں ہے۔ علمائے تبلیغ ظاہر میں گئے ہوئے ہیں اور صوفیہ باطن کی تبلیغ کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اور وہ شخص جو عالم وصوفی دونوں ہے تو اس کا کبریت احمر ہونا ظاہر ہے۔ ظاہرا گرچہ کثیر البرکت اور عموم المنفعت ہے مگر اس کا کمال باطن کے ساتھ مربوط ہے۔ ظاہر بغیر باطن کے ناتمام ہے اور باطن بے ظاہر کے بدانجام ہے۔ السلام

مکتوب ۵۹

بہ پیرزادہ خواجہ محمد عبداللہ صدور یافتہ

در بیان آنکہ معقول وموہوم ومکشوف ومشہود ہمہ داخل دائرہ ماسوی است واز جملہ لعب ولہووبیش ازگرفتاری بشعبدہ بازی نیست زوال ایں گرفتاری اگر بتکلف است داخل طریقت است واگر بے تکلف میسر گردد بفنا مشرف شدہ باشد وکاروبار ے کہ بحقیقت تعلق دارد تاہنوز درپیش است وبعد از گذشت نفی بلکہ انتفا مقام اثبات است طریقت رادرجنب حقیقت ہیچ اعتدادی نیست ونفی رانسبت باثبات ہیچ اعتباری نہ چہ متعلق نفی ممکنات است ومتعلق اثبات واجب است تعالی شانہ۔

ترجمہ مکتوب

اس بیان میں کہ معقول وموہوم ومکشوف ومشہود یہ کل کا کل ماسوا کے دائرہ میں داخل ہے اور منجملہ لہوولعب کے ہیں شعبدہ بازی سے زیادہ اس میں گرفتاری ہے۔ اس گرفتاری کا زوال اگر بتکلف ہے تو داخل طریقت ہے اور اگر بے

تکلف حاصل ہو جائے تو فنا سے مشرف ہو جائینگے اور جو کاروبار کی حقیقت سے تعلق رکھتا ہے وہ آگے بھی درپیش ہے۔ اور نفی سے گذرنے بلکہ مقام اثبات کے انتفاء سے بھی بعید ہے، طریقت کو حقیقت کے مقابلہ میں کچھ بھی شمار نہیں ہے۔ اور نفی کو اثبات کی نسبت کچھ بھی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ نفی کا تعلق ممکنات سے ہے اور اثبات کا تعلق واجب تعالی شانہ سے۔

مکتوب ۶۲

بہ خان خاناں صدور یافتہ

مخدوما مکرما اہل ایں سلسلہ علیہ دریں دیار غریب افتادہ اند واہل ایں دیار را بواسطۂ شیوع بدعت بطریقہ ایں اکابر کہ ملتزم سنت اند قلت مناسبت است لہذا بر مریداں ومحبان ایں سلسلہ امداد واعانت خلفائے ایں اکابر وطلبہ ایں طریق لازم است چہ انسان مدنی الطبع مجہول است در تمدن وتعیش بہ بنی نوع خود محتاج است قال اللہ تبارك وتعالی یا ایہا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المؤمنین (الانفال: ۶۴) ہرگاہ در کفایت مہمات خیر البشر علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام مومنان را دخل باشند بدیگران بطریق اولی باشد اکثر اغنیاء ایں وقت درویشی را عبارت از عدم احتیاج میدانند کلا احتیاج ذاتی انسان بلکہ جمیع ممکنات است اگر فرضا احتیاج از انسان زائل گردد واستغنا پیدا کند غیر از عصیان وسرکشی وطغیان ونافرمانبرداری نقد وقت اونخواہد بود قال اللہ سبحانہ وتعالی کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی الی اخر۔

ترجمہ مکتوب

مخدوم مکرم۔ اس سلسلہ علیہ (نقشبندیہ) کے اصحاب اس دیار میں اجنبی ہیں اور اس دیار کے لوگوں کو بدعت کے شیوع کی وجہ سے ان کا اکابر کے ساتھ جو سنت کے ملتزم ہیں کم مناسبت ہے۔ لہذا اس سلسلہ کے مریدین ومحبین کے ذمہ لازم ہے کہ اس طریق کے طالبین وخلفاء کی امداد واعانت کریں۔ اسلئے کہ انسان فطرۃ مدنی الطبع ہے اپنے رہن سہن میں اپنے ہم جنسوں کا محتاج ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: اے نبی آپ کے لئے اللہ اور آپ کے مومن متبعین کافی ہیں۔ پس جبکہ خیر البشر کی مہمات کی کفایت میں مومنین کا دخل ہے تو یہ دوسروں کے لئے بدرجہ اولی ہوگا۔ اکثر اس وقت کے اغنیاء درویشی کو عدم احتیاج میں منحصر سمجھتے ہیں، ہرگز نہیں۔ اسلئے کہ احتیاج انسانی ذاتی چیز ہے بلکہ جملہ ممکنات کے لئے لازم ہے۔ اگر بالفرض انسان سے احتیاج کا خاتمہ ہو جائے اور استغناء کی شان پیدا ہو جائے تو عصیان، سرکشی، طغیان، نافرمانی کے سوا کچھ ظاہر نہ ہوگا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا۔ ہرگز نہیں بیشک انسان طغیان کریگا۔۔۔ الخ

مکتوب ۶۳

بنور محمد انبالوی صدور یافتہ

پرسیدہ بودند کہ باوجود حیات پیر اگر طالبے پیش شیخ دیگر برود وطلب حق جل وعلا نماید مجوز ہست یا نہ؟ بدانند کہ مقصود حق است سبحانہ وپیر وسیلۂ ایست بوصول جناب قدس او تعالی اگر طالبی رشد خود را پیش شیخ دیگر بیند رواست کہ در حیات پیر بے اذن پیر پیش آن شیخ برود وطلب رشد از ونماید اما باید کہ از پیر اول

انکار نکند وجز بہ نیکی یاد نکند علی الخصوص پیری ومریدی ایں وقت بیش از رسم وعادات نماندہ است اکثر پیران ایں وقت از خود خبر ندارند وایمان را از کفر جدا نمی توانند کرد واز خدا جل شانہ چہ خبر خواہند داشت ومرید را کدام راہ خواہند نمود وای بر مریدے کہ بریں طور پیرا اعتماد کردہ بنشیند وبدگیری رجوع نہ کند ہر جا رشد وجمعیت دل یافتہ شود بے توقف رجوع باید کرد۔ والسلام۔

ترجمہ مکتوب

آپنے دریافت کیا تھا کہ اگر کسی کا شیخ باحیات ہے اور وہ کسی دوسرے شیخ کے پاس جاتا ہے تو اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟ تو سمجھ لیجئے کہ مقصود حق سبحانہ ہے اور پیر اللہ کے جناب قدس تک رسائی کا وسیلہ ہے۔ اگر کوئی طالب اپنے رشد کو دوسرے شیخ کے پاس دیکھتا ہے تو روا ہے کہ اپنے پیر کی حیات میں بغیر اس کی اجازت کے اس شیخ کے پاس چلا جائے اور رشد کو وہاں تلاش کرے۔ ہاں یہ چاہئے کہ پیر اول کا انکار نہ کرے اور نیکی ہی سے یاد کرے خصوصا اس زمانہ میں پیری ومریدی اکثر رسم وعادت سے زیادہ نہیں رہ گئی ہے۔ اکثر اس وقت کے پیر خود اپنے سے بے خبر ہیں، اور ایمان کو کفر سے تمیز نہیں کر سکتے افسوس اس مرید پر کہ باوجود اسکے پیر پر اعتماد کر کے بیٹھا ہوا ہے اور دوسرے کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ لہذا جس جگہ رشد وقلب کی جمعیت نصیب ہو بے توقف رجوع کرنا چاہئے۔ والسلام

مکتوب ۶۵

بمولانا محمد ہاشم خادم صدور یافتہ

الحمد والمنہ کہ فقرائے بایں جانب ہر چند رزق معلوم ندارند اما بے سعی وکوشش فراغت ووسعت میگزرانند زیادہ از قدر کفاف میرسد روز نو روزی نو نقد وقت ماست والسلام۔

ترجمہ مکتوب

الحمدللہ والمنہ کہ اس طرف کے فقراء کے لئے اگرچہ رزق متعین نہیں ہے تاہم بے سعی وکوشش فراغت ووسعت کے ساتھ گذارہ کر رہے ہیں بلکہ قدر ضرورت سے زیادہ پہونچتا ہے نیا دن تو نئی روزی۔ ہمارے لئے نقد وقت ہے۔

مکتوب ۹۲

بمیر محمد نعمان صدور یافتہ

در بیان آنکہ ولایت از قرب الہی است جل شانہ۔ ظہور خوارق وعلامات در آن شرط نیست ومثل ایں مضمون در مکتوب ۲۹۳ مذکور شدہ است۔

ونوشتہ اند کہ من از حضرت خواجۂ خود قدس سرہ شنیدہ ام کہ شیخ محی الدین ابن العربی نوشتہ است کہ بعض اولیائے کرام کہ کرامات وخوارق عادات از یشان بسیار بظہور آمدہ است در آخر نفس از ظہور ایں کرامات نادم بودند وتمنی میکردند کہ کاش ایں ہمہ خوارق از ما بظہور نمی آمد۔

سوال: چوں ظہور خوراق در ولایت شرط نیست ولی از غیر ولی چگونہ متمیز شود ومحق از مبطل چہ نوع جدا گردد۔

جواب: گو ممتمیز نشود و گو محق و مبطل ممتزج بود اختلاط حق با باطل لازم ایں نشنا دنیوی است علم بولایت ولی ہیچ در کار نیست بسیاری از اولیاء اللہ اند کہ ولایت خود اطلاع نہ دارند فکیف دیگری را اطلاع بر ولایت شان لازم بود در نبی از خوارق چارہ نبود تا نبی از غیر نبی متمیز شود کہ علم بہ نبوت نبی واجب است و ولی چوں بشریعت نبی خود دعوت می نماید معجزۂ نبی اورا کافی است اگر ولی بماورائے شریعت نبی خود دعوت می نمود از خارق چارہ نبود و چوں دعوت او مخصوص بشریعت نبی است خارق ہیچ در کار نیست۔

افسوس صد ہزار افسوس بادشاہ وقت از ماست و ما فقیراں بایں زبونی وخرابی۔

ترجمہ مکتوب

اس بیان میں کہ ولایت سے مقصود قرب الٰہی جل شانہ ہے خوارق عادات کا ظہور شرط ولایت نہیں ہے۔ اسکے مثل مضمون ۲۹۳ میں مذکور ہو چکا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ اپنے خواجہ قدس سرہ سے سنا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ بعض اولیاء سے کرامات اور خوارق عادات کا بہت زیادہ ظہور ہوا ہے تو وہ اخیر وقت میں ان کرامات کے ظہور پر نادم ہوئے ہیں اور تمنا فرماتے تھے کہ کاش ہم سے بھی خوارق ظاہر نہ ہوئے ہوتے۔

سوال: جب ظہور خوارق ولایت میں شرط نہیں ہے تو پھر ولی اور غیر ولی میں کیسے فرق کیا جائے اور اہل حق اہل باطل سے کیسے جدا ہونگے۔

جواب: گو ممتمیز نہ ہوں اور گو محق و مبطل ملے جلے ہوں (کچھ پرواہ نہیں

اسلئے کہ) حق و باطل کا امتزاج اس عالم میں لازم ہے۔ بہت سے اولیاء ایسے ہیں کہ خود ان کو انکی ولایت کا علم نہیں ہے تو دوسرے کے لئے کیسے لازم ہے کہ ان کی ولایت کا علم حاصل ہو، ہاں نبی میں خوارق کا ہونا لازم ہے تا کہ نبی غیر نبی سے ممتاز ہو جائے اس لئے کہ نبی کی نبوت کا علم واجب ہے۔ اور ولی جب اپنے نبی کی شریعت کی طرف دعوت دیتا ہے تو نبی کا معجزہ اس کے لئے کافی ہے اگر ولی اپنے نبی کی شریعت کے علاوہ کی طرف دعوت دیتا تو خوارق ضروری تھا اور جب اسکی دعوت اپنے نبی کی شریعت کے ساتھ خالص ہے تو خوارق کی کوئی ضروت نہیں ہے، افسوس ہزار افسوس کہ وقت کا بادشاہ مسلمان ہے اور ہم فقیر اس کمزوری اور خرابی میں ہیں۔

مکتوب ۹۶

بہ مقصود علی تبریزی

واز مشائخ صوفیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم ہر کہ بشطحیات تکلم نمودہ است وسخنان مخالف ظاہر شریعت گفتہ ہمہ در مقام کفر طریقت بودہ است کہ موطن سکر وبی تمیزی است بزرگانی کہ بدولت اسلام حقیقت مشرف گشتہ اند از امثال ایں سخنان پاک ومبرا اند وبظاہر وباطن اقتدا بابنیا دارند علیہم الصلوۃ والتسلیمات۔

پس ایں کلمات خلافیہ نیز از محق صادر میشوند وہم از مبطل۔ محق را آب حیات اند ومبطل را زہر قاتل در رنگ ماء نیل کہ بنی اسرائیل را آب خوشگوار بود وقبطی را خون ناگوار ایں مقام مزلۃ الاقدام است نیک تامل باید کرد ومحق را از مبطل تمیز باید نمود ومصداق امتیاز استقامت ہر شریعت است وعدم استقامت بر

شریعت آنکہ محق است باوجود سکر و بے تمیزی سرموئی خلاف شریعت ارتکاب نخواہد نمود۔

منصور باوجد قول انا الحق در ہر شب درزندان باز نجیر گراں پانصد رکعت نماز نافلہ ادامیکرد وطعامیکہ از دست ظلمہ باومیرسید اگر چہ از وجہ حلال بودہ نمی خورد وآنکہ مبطل است اتیان احکام شرعیہ بروی چوں کوہ قاف گران است وکریمہ کبر علی المشرکین ماتدعوھم الیٰنثان حال شان است ربنا اتنا من لدنك رحمة وھیئ لنا من امرنا رشدا۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

ترجمہ مکتوب

مشائخ صوفیہ قدس سرہم میں سے بعض نے جو شطحیات کی قبیل سے باتیں کہی ہیں اور ظاہر شرع کے خلاف کلام کیا ہے تو وہ سب کفر طریقت کے مقام میں واقع ہوئی ہیں، جو کہ سکر و بے تمیزی کا موقع ہے۔ اور جو بزرگ حقیقی اسلام سے مشرف ہیں اس قسم کی باتوں سے پاک صاف ہیں۔ وہ لوگ ظاہر و باطن ہر لحاظ سے انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات کے پیرو ومقتدی ہیں۔ پس اس قسم کی خلاف شرع باتیں محق ومبطل دونوں ہی سے سرزد ہوتی ہیں (یہاں فرق یہ ہے کہ) محق کے لئے آب حیات ہے اور مبطل کے لئے زہر قاتل، مثل آب نیل کے کہ بنی اسرائیل کے لئے خوشگوار پانی تھا مگر قبطیوں کے لئے وہی ناگوار خون معلوم ہوتا تھا۔ یہ مقام مزلۃ الاقدام ہے۔ خوب غور وفکر سے کام لینا چاہئے اور محق کو مبطل سے تمیز کرنا چاہئے اور امتیاز کا معیار شریعت پر استقامت اور غیر

استقامت ہے۔ پس جو محق ہے باوجود سکر و بے تمیزی کے سرمو شریعت کے خلاف ارتکاب نہ کریگا۔ منصور باوجود انا الحق کے کہنے کے ہر رات جیل خانہ میں جبکہ پابزنجیر رہتے تھے پانچ سو رکعت نافلہ ادا کرتے تھے۔ اور جو کھانا ظالموں کے ہاتھ سے پہونچتا تھا اگر چہ کسب حلال تھا مگر کھاتے نہ تھے۔ اور جو مبطل ہوتا ہے اس کے لئے احکام شرعیہ کا بجالانا کوہ قاف سے بھی بڑھکر گراں ہے اور اللہ تعالی کی آیت کریمہ **کبر علی المشرکین ماتدعوھم الخ** پر وہ چیز جسکی طرف دعوت دے رہے ہیں بہت گراں ہے ان کی شان حال کی خاص علامت ہے۔ اے ہمارے رب اپنے پاس سے ہم کو رحمت کا سامان عطا فرمائیے اور ہمارے لئے کام میں درستی کا سامان مہیا کردیجئے اور **والسلام علی من اتبع الھدی**۔

مکتوب ۹۹

بمیر محمد نعمان صفور یافتہ

وایضا پرسیدہ بودند کہ سبب چیست کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات واولیا علیہم الرضوان در دنیا ببلا ومصائب بیشتر مبتلا باشند وحال آنکہ حضرت حق سبحانہ وتعالی در کتاب مجید فرمودہ **وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم** ازیں کریمہ مستفاد کہ ہر کہ کسب سیئات بیشتر نماید مورد مصائب بیشتر بود پس باید کہ غیر انبیاء اولیا باشد مصائب وبلایا گرفتار باشند۔

وایضا آن بزرگواران علیہم الصلوۃ والتسلیمات اصالۃ وتبعا محبوبان حق اند جل وعلی پس محبوباں را حوالۂ محن نمودن ودشمناں را بناز ونعمت پروردن چوں

باشد۔

جوابش: آنکہ دنیا موضوع از برائے تنعم وتلذذ نیست آخرت است کہ برای تنعم وتلذذ معد گشتہ است وچون دنیا وآخرت با یکدیگر نسبت ضرّیت وتقاضت دارد پس ہر کہ در دنیا بیشتر متلذذ ومتنعم بود در آخرت بیشتر متالم ومتندم بود (وعکسہ بعکسہ) پس بمقتضائے کرم دوستان را بمحنت چند روزہ اینجا مبتلا باید داشت تا بتنعمات ابدی محظوظ گردند ودشمناں را بموجب مکر واستدراج بتلذذات فانیہ محظوظ باید ساخت تا بتالمات کثیرہ مبتلا باشند۔

سوال: کافر فقیر کہ در دنیا وآخرت محروم است تالم او در دنیا مستلزم تلذذ او در آخرت نگشت وجہش چیشت؟

جوابش: آنکہ در دنیا رفع عذاب از کافر نمودن وبوضع وے گذاشتن در حق وے عین تنعم وتلذذ است لہذا بر نفس دنیا در حق کافر اطلاق جنت نمودہ اند غایت مافی الباب بعض کفار را در دنیا ہم رفع عذاب کنند وہم دیگر تلذذات بخشند وبعضی را فقط رفع عذاب کنند واز دیگر تلذذات ہیچ نہ بخشند۔

سوال: حضرت حق سبحانہ وتعالی بر ہمہ چیز قادر است وتوانا است کہ دوستان خود را ہم در دنیا تلذذات بخشند وہم در آخرت وتلذذ در یکے مستلزم تالم در دیگری نباشد۔

جوابش: بوجوہ چند است یکے آنکہ اگر در دنیا مصائب ومحن چند روزہ نمی کشیدند قدر وقیمت تلذذات وتنعّمات ابدی را نمی ساختند تا کسی زحمت جوع نہ کشد لذت طعام نہ یابد۔ دوم آنکہ بلیات ومحن ہر چند نزد عوام از اسباب تالم

است اما نزد ایں بزرگواراں ہر چہ جمیل مطلق جل شانہ برسد از اسباب التذاذ ایشان است از بلا ہماں لذت بگیرند کہ از نعما بلکہ در بلا ہا بیشتر محظوظ شوند از نعما چہ آن خالص مراد محبوب است وایں را نفس نیز خواہاں۔ پس دوستان حق تعالی ہم در دنیا متلذذ اند وہم آخرت محظوظ ومسرور۔ سوم آنکہ ایں دار ابتلا است کہ حق با باطل ممتزج است ومحق با مبطل مختلط اگر بدوستان محن وابتلا ندہند ودشمنان دہند دوست از دشمن متمیز گردد وحکمت اختیار وآزمائش باطل شود وآن منافی ایمان بغیب است کہ سعادات دنیویہ واخرویہ در ضمن آن مودع است (الی غیر ذالك من اللطائف والنكات المذكورة فی الكتاب فی هذا الباب)

سوال: گاہ ہست کہ در وقت ورود بلا از دوستان نیز اضطرابی وکراہتی مفہوم میگردد وجہش چیست؟

جوابش: آن کردہ واضطراب صوری است وبمقتضای طینت بشری است ودر ابقای آن حکم ومصالح است چہ جہاد ومعادات بانفس بے آں متصور نیست۔ الی آخرہ

ترجمہ مکتوب

نیز آپنے دریافت فرمایا تھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء علہم الرضوان دنیا میں زیادہ بلا ومصیبت میں مبتلا رہتے ہیں درانحالیکہ حق سبحانہ وتعالی نے کتاب مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو تم کو مصیبت پہونچتی ہے وہ بہ سبب اسکے ہے کہ جو تمہارے ہاتھوں نے کسب کیا ہے۔ اس آیت شریفہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو گناہ زیادہ کرتا ہے وہ مصائب کا زیادہ مورد

بنتا ہے۔اس لئے چاہئے کہ انبیاء واولیاء کے علاوہ لوگ مصائب وبلایا میں زیادہ گرفتار ہوں۔

نیز یہ بزرگوار علیہم الصلواۃ والتسلیمات اصالۃ وتبعا حق جل وعلی کے محبوب ہیں۔لہذا محبوبوں کو مشکلات کے سپرد کرنا اور دشمنوں کو ناز ونعمت سے پالنا آخر کیونکر ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا تنعم وتلذذ کے لئے نہیں بنائی گئی ہے اس کے لئے تو آخرت تیار کی گئی ہے۔اور چونکہ دنیا وآخرت ایک دوسرے سے سوکن کا معاملہ رکھتی ہے اس لئے جو شخص دنیا میں زیادہ متلذذ ومتنعم ہوگا وہ آخرت میں زیادہ دردمند اور شرمندہ ہوگا۔اسکے عکس کا معاملہ بھی برعکس ہوگا۔پس مقتضائے کرم کی بنا پر دوستوں کو چند روز محنت کے ساتھ مبتلا کرتے ہیں تا کہ دائمی تنعّمات سے محظوظ ومتلذذ ہوں۔اور دشمنوں کو مکر واستدراج کے طور پر فانی لذتوں کے ساتھ لطف اندوز فرماتے ہیں تا کہ آخرت میں خوب ہی خوب دردوالم سے دوچار ہوں۔

سوال: کافر جو فقیر ہے دنیا وآخرت ہر دو جہاں میں محروم ہے تو دنیا میں اس کی دردمندی آخرت میں لطف اندوزی کا باعث کیوں نہ ہوئی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں اس سے رفع عذاب اور اس کے حال پر چھوڑنا اس کے حق میں تنعم وتلذذ ہے اسی لئے دنیا پر کافر کے حق میں جنت کا اطلاق فرمایا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بعض کافر کو دنیا میں رفع عذاب کرتے ہیں

اور دوسرے تلذذات سے بھی لطف اندوز کرتے ہیں، اور دوسروں کو تلذذ سے کچھ حصہ نہیں بخشتے۔اور بعض کافر سے صرف عذاب اٹھالیتے ہیں اور دوسرے تلذذات میں سے کچھ حصہ نہیں بخشتے۔

سوال: حضرت حق سبحانہ وتعالی ہر چیز پر قادر ہیں تو اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اپنے دوستوں کو دنیا میں بھی تلذذات سے متمتع فرمائیں اور آخرت میں بھی۔اور ایک مقام کا تلذذ دوسرے مقام کے تالم کا سبب نہ ہو،

اس کا جواب چند وجہوں سے ہے۔ایک یہ کہ اگر دنیا میں چند روزہ مصائب ومشکلات برداشت نہ کریں گے تو دائمی تنعّمات وتلذذات کی قدر وقیمت کو محسوس نہ کریں گے۔اس لئے کہ جب تک بھوک کی سختی کوئی برداشت نہیں کرتا کھانے کی لذت نہیں پاتا۔دوم یہ کہ بلیات ومشکلات اگر چہ عوام کے نزدیک منجملہ اسباب تالم کے ہے مگر ان بزرگو نکے نزدیک جو کچھ جمیل مطلق جل شانہ کی جانب سے پہونچتا ہے ان کے لئے لذت کے اسباب میں سے ہے یہ حضرات بلا سے ویسے ہی لذت یاب ہوتے ہیں جیسے کہ نعمتوں سے، بلکہ بہ نسبت نعمتوں کے بلاؤں میں زیادہ خوش محظوظ ہوتے ہیں۔اس لئے کہ وہ خالص مراد محبوب ہے اور نعمتوں کا تو نفس بھی خواہاں رہتا ہے پس حق تعالی کے اولیاء دنیا میں بھی متلذذ ہیں اور آخرت میں بھی محظوظ ومسرور ہیں۔

سوم یہ کہ یہ مقام آزمائش کا مقام ہے، کہ حق وباطل کے ساتھ خلط ملط ہے۔اور محق ومبطل دونوں ملے جلے ہیں، اگر دوستوں کو محنت وبلا میں مبتلا نہ کریں اور دشمنوں کو اس میں ڈالیں تو دوست دشمن متمیز نہ ہوگا۔اور امتحان

وآزمائش کی حکمت باطل ہوجائیگی۔اور وہ ایمان غیب کے منافی ہے کہ سعادت دنیویہ واخرویہ اسی کے ضمن میں ودیعت کی گئی ہے،۔اس کے علاوہ بہت سے لطائف ونکات بیان فرماتے ہیں۔

سوال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بلا کے نزول کے وقت کبھی اولیاء اللہ سے بھی اضطراب وکراہت کا اظہار ہوتا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کراہت واضطراب صوری ہے، اور بشری طبیعت کا تقاضا ہے اور اس کے باقی رکھنے میں بہت سی حکمتیں ومصلحتیں ہیں اسلئے کہ جہاد اور نفس سے عداوت بغیر اس کے متصور نہیں ہے۔

از ینجا دفتر ثالث از مکتوبات شریف شروع شد

وحساب مکاتیب ہم از سر نو شروع مے شود

یہاں سے مکتوبات شریف کا تیسرا دفتر شروع ہوتا ہے اور مکاتیب کے حساب کی شروعات بھی از سر نو ہو رہی ہے۔

مکتوب ۶

بہ شیخ بدیع الدین صدور یافتہ: در جواب مکتوب او

از جفا و ملامت خلق نوشتہ بودند آن خود جمال ایں طائفہ است وصیقل زنگار ایشان است باعث قبض وکدورت چرا باشد اوائل حال کہ فقیر بایں قلعہ رسید محسوس می شود کہ انوار ملامت خلق در رنگ سحابہای نورانی پے در پے می رسند وکار از حضیض باوج می رسانند۔نوشتہ بودید کہ از وقت ظہور فتنہ نہ ذوق ماندہ است ونہ حال چہ بلا شد کہ در رنگ عوام سخن کردہ آید باید کہ ذوق وحال مضاعف

باشد کہ جفای محبوب از وفائے او بیشتر لذت بخش است الخ۔

ترجمہ مکتوب

مخلوق کی جفا اور ملامت کے بارے میں لکھا تھا تو سمجھ لیجئے کہ وہ خود اس طائفہ کا جمال اور ان کے زنگ کا صیقل ہے۔تو پھر یہ انقباض وکدورت کا سبب کیوں ہو؟ شروع میں جبکہ یہ فقیر اس قلعہ میں پہونچا محسوس ہوتا تھا کہ مخلوق کی ملامت کے انوار نورانی بادلوں کی شکل میں پے وپے پہونچ رہے ہیں۔اور معاملہ کو پستی سے کمال بلندی تک پہونچا رہے ہیں۔آپ نے لکھا تھا کہ ظہور فتنہ کے وقت سے نہ ذوق رہا اور نہ حال۔تو آخر آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ عوام کی طرح بات کر رہے ہیں۔چاہئے تو یہ ذوق وحال کئی گنا جاتے اس لئے کہ محبوب کی جفا اسکے وفا سے زیادہ لذت بخش ہوتی ہے۔ف: اللہ اس حال سے ایک شمہ ہی عطا فرمادے۔وماذالک علی اللہ بعزیز

مکتوب ۷

بمیر محب اللہ مانکپوری صدور یافتہ

در تحمل ایذائی خلق۔از تحمل ایذای خلق چارہ نبود واز صبر بر جفائے اقارب گذر نہ قال اللہ سبحانہ وتعالی فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل ولا تستعجل لھم (الاحقاف: ۳۰) نمکی در سکونت آن مقام ہمیں ایذا و جفا است وشما در مقام فرار یداز اں نمک۔آری شکر پروردہ تاب نمک ندارد چہ تواں کرد۔

ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنین عالم است

نازکی کے راست آید بار می باید کشید

برائے نقل مکانے اجازت خواستہ بودند ۔هذا هو طريق الرخصة وطريق العزيمة الصبر والتحمل على الايذاء یں موسم ضعف برفقیر غالب است ازیں جہتہ بہ چند کلمہ اختصار نمود۔ والسلام۔

ترجمہ مکتوب

ایذائے خلق میں ۔مخلوق کی ایذاء کے تحمل سے چارہ نہیں ہے ۔اور اعزہ واقارب کے جفا پر صبر سے نجات نہیں ہے ۔اللہ نے ارشاد فرمایا آپ صبر فرمائیں جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لئے جلدی نہ فرمائیں اس مقام کی سکونت میں نمک یہی ایذاء و جفاء ہے ۔اور آپ اسی نمک سے یہاں سے فرار اختیار کر رہے ہیں ۔ہاں شکر پروردہ تو نمک کا تحمل کیسے کر سکتا ہے ۔ترجمہ شعر: جو شخص عاشق ہو گیا تو وہ اگر چہ عالم کا نازنین ہی کیوں نہ ہو اس کو ناز کرنا زیبا نہیں بلکہ اس کو تو بار ہی برداشت کرنا ہوگا ۔آپ نے جگہ سے منتقل ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی تو یہ رخصت کا طریق ہے اور عزیمت کا راستہ تو یہ ہے کہ ایذاء پر صبر و تحمل کیا جائے ۔اس موسم میں اس فقیر پر ضعف غالب ہے ۔لہذا چند کلمات پر اختصار کرتا ہوں ۔والسلام۔

مکتوب ۱۲

بمیر محمد نعمان در جواب مسئلہ او

پرسیدہ بودند کہ ازیں سہ چیز کدام بہتر است ۔ذکر نفی و اثبات ۔تلاوت قرآن ۔ونماز وبطول قنوت ۔جوابش آنکہ ذکر نفی و اثبات در رنگ وضو است کہ شرط نماز است تا طہارت درست نشود شروع در نماز ممنوع است ہمچنیں تا معاملہ نفی

بانجام نرسد ۔غیر از فرائض وواجبات وسنن ہر چہ کنند از عبادات نافلہ داخل وبال است در رنگ غذای صالح کہ پیش از زوال مرض ہر غذا کہ تناول نمایند فاسد ومفسد است ع ہر چہ گیرد علتے علت شود

ترجمہ مکتوب

آپ نے دریافت کیا تھا کہ ان تینوں میں سے کون بہتر ہے یعنی (۱) ذکر نفی واثبات (۲) تلاوت قرآن اور (۳) نماز طول قنوت کے ساتھ

اسکا جواب یہ ہے کہ نفی واثبات کا ذکر مثل وضو ہے کہ شرط نماز ہے، جب تک طہارت درست نہ ہوگی نماز کو شروع کرنا ممنوع ہے، اس میں جب تک نفی مکمل نہو جائے فرائض ،واجبات وسنن (مؤکدہ) کے علاوہ جو نفل عبادات بجالائیں گے داخل وبال ہے، جیسے کہ غذائے صالح کہ زوال مرض سے پہلے جو بھی استعمال کریں گے تو وہ فاسد ومفسد ہے، اس لئے کہ مریض جو چیز بھی اختیار کریگا وہ فاسد ومفسد ہی ہوگا۔

مکتوب ۴۵

بمولانا سلطان سرہندی صدور یافتہ

در علوشان قلب مومن ومنع از ایذائے آن۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله سيدنا محمد واله اجمعين اما بعد فاعلموا ان القلب جار الله سبحانه وليس شئى اقرب الى جانب قدسه كالقلب اياكم وايذائه اى قلب كان مومنا كان او عاصيا فان الجار وان كان عاصيا يحمى فاحذروا من

ذالك وحذروا فانه ليس بعد الكفر الذى هو سبب ايذاء الله سبحانه ذنب مثل ايذاء القلب فانه اقرب مايصل اليه سبحانه والخلق كلهم عبيدالله سبحانه والضرب والاهانة لعبداى شخص كان يوجب ايذاء مولاه فما شان المولى الذى هو المالك على الاطلاق ۔الی آخرہ۔

ترجمہ مکتوب

قلب مومن کے علوشان اوراس کی ایذاء سے منع کے بیان میں

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ اجمعین

امابعد: جان لو کہ قلب اللہ کا پڑوسی ہے اس لئے جناب قدس سے کوئی شئ قلب سے زیادہ قریب نہیں ہے۔اس لئے تم قلب کو اذیت پہونچانے سے اپنے کو بچاؤ خواہ وہ قلب مومن کا ہو یا عاصی کا اس لئے کہ پڑوسی خواہ عاصی ہی کیوں نہوں اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔اس لئے اس سے پرہیز کرو پرہیز،اس لئے کہ کفر کے بعد اللہ سبحانہ تعالی کے ایذاء کا سبب کوئی گناہ نہیں ہے۔مثل ایذائے قلب کے۔اس لئے کہ سب سے زیادہ قریب یہی ہے جو خدا سے واصل ہوتا ہے اور مخلوق کل کی کل اللہ سبحانہ کے بندے ہیں پس کسی غلام کو مارنا اس کی اھانت کرنا اس کے مولا کی ایذاء کا باعث ہوتا ہے۔پس اس مولی کا کیا حال ہوگا جو علی الاطلاق مالک ہے۔

مکتوب ۷۸

انگارم کہ شوق من برشوق شما چرب وغالب است ومقرراست کہ آنقدر کہ پدرخواہان پسراست پسرخواہان پدرنیست ہر چند قضیہ اصالت ومرعیت مقتضی عکس ایں معنی است۔چہ اصل را احتیاجی نیست وفرع سراسر محتاج اصل اما از پیشگاہ چنیں آمدہ واشد شوق اصل را ثابت گشتہ آری

ع درخانہ بکد خدای ماند ہمہ چیز

وہمدریں مکتوب عجائب برکات وفیوضات کہ درایام حبس واردشدہ اند ذکر کردہ اند کما مر مثلہ۔

ترجمہ مکتوب

میرا گمان ہے کہ میرا شوق تمہارے شوق پر غالب ہے اس لئے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ جس قدر باپ لڑکے کو چاہتے ہیں لڑکے اتنا باپ کو نہیں چاہتے۔اگر چہ اصل وفرع ہونے کا تقاضا اس کے برعکس ہے۔کیونکہ اصل کو محتاجی نہیں ہے اور فرع سراسر اصل کی محتاج لیکن ابتداء ہی سے ایسا چلا آرہا ہے کہ اصل کو زیادہ شوق ہوتا ہے۔ درخانہ بکد خدای ماند ہمہ چیز

مکتوب ۷۹

بہ خواجہ محمد معصوم صدور یافتہ

عجب معاملہ است شیخ باوجود ایں گفتگو وبا ایں شطح خلاف جواز از مقبولاں بنظر می آید ودرعداد اولیاء مشاہدہ میگردد۔

ع باکریماں کارہا دشوار نیست۔

آری گاہے بود کہ بدعائی برنجند وگاہے بود کہ بدشنامی خندند رد کنندۂ شیخ در خطر است وقبول کنندۂ او باسخنان او نیز در خطر۔ شیخ را قبول باید کرد وسخنان خلافی او را قبول نباید کرد این است طریق وسط در قبول وعدم قبول شیخ کہ اختیار ایں فقیر است۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم بحقیقۃ الحال۔

ترجمہ مکتوب

عجب معاملہ ہے کہ باوجود اس گفتگو کے اور خلاف شرع شطحیات کے مقبولین میں سے معلوم ہوتے ہیں ۔اور انکا شمار اولیاء میں کیا جاتا ہے سچ ہے کریموں کے نزدیک کوئی کام مشکل نہیں ہے ۔ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعا سے رنجیدہ ہوجاتے ہے ۔اور کبھی گالی سے ہنستے ہیں ۔اس لئے شیخ کے رد کرنے والے خطرہ میں ہیں اور ان کے کلام کے قبول کرنے والا بھی خطرہ میں ہیں ۔شیخ کو تو قبول کرنا چاہئے مگر ان کے خلاف شرع باتوں کو قبول نہ کرنا چاہئے یہ ہے درمیانی راستہ شیخ کے قبول اور عدم قبول میں ۔جو اس فقیر کا پسندیدہ ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی حقیقت حال سے زیادہ واقف ہے۔

مکتوب ۸۳

بہ حضرات خواجہ محمد معصوم وخواجہ محمد سعید صدور یافتہ

در ایام حبس گاہی کہ مطالعہ ناکامی وبے اختیاری می نمودم عجب حظ میگرفتم وطرفہ ذوق می یافتم بلے ارباب فراغت ذوق ارباب بلا چہ دانند واز جمال بلای او چہ دریابند طفلاں را حظ منحصر در شیرینی است وآں کہ از تلخی حظ فراگرفتہ است شیرینی را بجوی نمی خرند

مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را

ترجمہ مکتوب

قید کے زمانہ میں اپنی ناکامی اور بے اختیاری کا مطالعہ کرتا تھا تو عجب حظ حاصل ہوتا تھا اور ذوق پاتا تھا ہاں اصحاب فراغت اصحاب بلا کے ذوق کو کیا جانیں اور بلا کے جمال سے وہ کیسے لطف اندوز ہونگے ۔بچوں کے لئے تو مزہ شیرینی میں ہے اور جو لوگ تلخی سے مزہ حاصل کرتے ہیں وہ شیرنی کو جو کے عوض بھی نہیں خریدتے اس لئے کہ جو مرغ آتش خور ہے وہ لذت دانہ کو کچھ نہیں سمجھتا۔

مکتوب ۸۴

بہ حافظ عبدالغفور صدور یافتہ

در بیان آنکہ طالب را اکثار ذکر ومداومت بر آن از ضروریات راہ است

طالب ایں راہ باید کہ بعد از تصحیح عقائد علم باحکام فقہیہ ضروریہ وعمل بمقتضای آن جمیع اوقات خود را مصروف ذکر گرداند بشرط آنکہ از شیخ کامل اخذ نمودہ باشد واوقات خود را بذکر برنہجی معمور دارند کہ بغیر از ادای فرض وسنن مؤکدہ ہیچ چیز پر دازند حتی کہ تلاوت قرآن وعبادات نافلہ را نیز موقوف دارد وباوضو وبی وضو ذکر گوید وایستادہ ونشستہ وافتادہ ہمیں کار مشتغل باشد ودر آمد ورفت ودر خورد خفت از ذکر خالی نباشد چنداں بدوام ذکر پردازد کہ غیر مذکور از ساحت سینہ اورخت بر بندد واز ماسوای مذکور نامی ونشانے در باطن نماند وچوں برادر عزیز ایں سبق را بعنایت اللہ سبحانہ بانجام رساند بعد از اں طلب سبق دیگر نماید۔

ترجمہ مکتوب

اس بیان میں کہ طالب کے لئے ذکر کی کثرت اور اس کی مداومت کرنا

ضروریات میں سے ہے، اس راہ کے طالب کو چاہئے کہ عقائد کی درستی کے بعد احکام فقہیہ ضروریہ کا علم ضروری ہے اس کے تقاضاء پر عمل کرنے کے بعد۔ پس طالب کو چاہئے کہ اپنے اوقات کو ذکر میں مشغول رکھے بشرطیکہ شیخ کامل سے اس کی اجازت لی ہو اور اپنے اوقات کو ذکر سے اس طور پر بھی رکھے کہ فرائض وسنن موکدہ کی ادائیگی کے بعد کسی چیز میں مشغول نہ ہو، یہاں تک کہ تلاوت قرآن اور عبادات نافلہ کو بھی موقوف کردے اور باوضو اور بے وضو ذکر کرتا رہے۔ اور اٹھتے بیٹھتے اسی کام میں لگا رہے اور آنے جانے، کھانے اور سونے میں بھی ذکر سے خالی نہ ہو۔ اور اس قدر دوام ذکر کا پابند ہو جائے کہ مذکور کے علاوہ تمام اس کے علاوہ سیئہ کے میدان سے بستر باندھ کر اپنی اسی راہ لیں اور مذکور کے علاوہ کا نام ونشان تک اسکے باطن میں نہ رہ جائیں۔ جب میرے برادر عزیز اس سبق کو اللہ سبحانہ کی عنایت انجام تک پہونچالیں تو پھر دوسرے سبق کی طلب کریں۔

ف: اے اللہ یہ سبق ہمکو بھی یاد کرادے اور اپنے ذکر سے ہمارے قلب کو معمور فرمادے۔ اے اللہ ہمارے قلب کو اپنے غیر سے پاک کردے اور اپنے نور سے منور فرمادے آمین۔

مکتوب ۸۷

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی من ہم مرید اللہ ام جل وعلا وہم مراد اللہ عز شانہ سلسئہ ارادت من بے توسط بہ اللہ متصل است تعالی وید من نائب ید اللہ سبحانہ ارادت من بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بواسائط کثیرہ است در طریق نقشبندیہ بیست و یک واسطہ درمیان است ودر طریقہ قادریہ بیست وپنج ودر

طریق چشتیہ بیست وہفت ہر چند امتم اما شریک دولتم نہ شرکتی کہ ازاں دعوی ہمسری خیزد کہ آں کفر است بلکہ شرکت خادم است با مخدوم تا نہ طلبیدہ اند بر سفرۂ ایں دولت حاضر نشدہ ام وتا نخواستہ اند دست بایں دولت دراز نکردہ ام سلسلۂ من سلسلہ رحمانی است کہ من عبد الرحمن ام چہ رب من رحمان است ومربی من ارحم الراحمین وطریقہ من طریقہ سبحانی است کہ از راہ تنزیہ رفتہ ام ایں سبحانی نہ آں سبحانی است کہ بسطامی بآں قائل گشتہ است کہ آنرا بایں مساسی نیست آن از سر چشمۂ سکر جوش زن است وایں از عین صحو برآمدہ است ارحم الراحمین درحق من اسباب تربیت را غیر از سعدات نداشتہ است از کمال کرم اہتمام وغیرتی کہ درحق من دارد تعالی وتقدس تجویز نمی فرماید کہ فعل دیگری در تربیت من مدخلتے باشد مربای الہ ام جل شانہ ومجتبای فضل وکرم نامتناہی اوتعالی۔

باکریماں کارہا دشوار نیست

الحمد للہ ذی الجلال والاکرام والمنۃ والصلوۃ علی رسولہ والتحیۃ اولا واخرا۔

ترجمہ مکتوب

الحمد اللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ میں بھی اللہ جل وعلی کا مرید ہوں اور مراد بھی، میری ارادت کا سلسلہ بے توسط کے اللہ سے متصل ہے میرا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے میری ارادت کا سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کثیر وسائط سے ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں ۲۱ واسطہ درمیان میں ہے اور طریقہ قادریہ میں ۲۵ اور طریقہ چشتیہ میں ستائیس (۲۷) واسطہ ہے۔ اگرچہ میں امتی ہوں مگر ان کی دولت میں شرکت مجھے حاصل ہے

۔مگر ویسی شرکت نہیں جس سے ہمسری کا دعوی ابھرے اس لئے کہ وہ کفر ہے بلکہ خادم کو مخدوم کے ساتھ جو یکگونہ شرکت ہوتی ہے ویسی شرکت مجھے حاصل ہے ۔جب تک مجھے طلب نہیں کیا گیا میں اس دولت کے دسترخوان پر حاضر نہ ہوا اور جب تک مجھے بلایا نہ گیا اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔میرا سلسلہ رحمانی ہے اس لئے کہ میں عبدالرحمن ہوں لہذا میرا رب رحمن ہے اور میرا مربی ارحم الراحمین ہے ۔اور میرا طریقہ طریقہ سبحانی ہے۔اس لئے کہ راہ تنزیہیہ سے میں نے راستہ قطع کیا ہے مگر یہ سبحانی وہ سبحانی نہیں ہے جسکے حضرت بسطامی قائل ہوئے ہیں اس لئے کہ اس سے اسکا چھوکر بھی تعلق نہیں ہے۔یہ سکر کے سرچشمہ سے جوش زن ہے اور یہ صحو کے چشمہ سے نکلا ہے۔میرے حق میں کمال کرم سے ارحم الراحمین نے تربیت کے اسباب کو موقوف علیہ نہیں رکھا اور جو غیرت کہ میرے حق میں اللہ تعالی وتقدس رکھتا ہے۔اسکی وجہ سے جائز نہیں رکھتے کہ میری تربیت میں کسی کا دخل ہو،اس لئے میں اللہ کا تربیت یافتہ اللہ کے بے نہایت فضل وکرم کا چنا ہوا ہوں۔

ع برکریما کارہا دشوار نیست

شرفاء کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔

اللہ ذوالجلال والاکرام ہی کے لئے سب حمد واحسان ہے اور صلوۃ وتحیہ ان کے رسول پر ہو اولا وآخرا

مکتوب ۱۲۱

بمیر حسام الدین صدور یافتہ

مخدوما ہر کہ ایں قسم سخنان نوشتہ است منشاء آں سکر است وبی مزج سکر

دریں باب دست بقلم نبردہ غایت مافی الباب درسکر مراتب کثیرہ است ہر چند سکر کہ بیشتر شطح غالب تر پس ہر کہ صحو دارد گمان نکنند کہ سکر ہمراہ او نیست کہ آن عین قصور است چہ صحو خالص نصیب عوام است ہر کہ صحو را ترجیح دادہ است مرادش غلبۂ صحو است نہ صحو صرف وہمچنیں ہر کہ سکر را ترجیح مید ہد مرادش غلبہ سکر است نہ سکر خالص کہ آن آفت است۔

از بقایای سکر است کہ تجویز افشای اسرار نمودہ می آید واز سکر است کہ مباہات وافتخار کردہ میشود واز سکر است کہ مزیت خود بر دیگری اظہار کردہ می آید اگر صحو خالص باشد افشاء اسرار آنجا کفر بود وخود را از دیگری بہتر دانستن شرک باشد بقیہ سکر در صحو در رنگ نمک است کہ مصلح طعام است اگر نمک نباشد طعام معطل بیکار بود۔

گر عشق نبودے وغم عشق نبودے
چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے

ایں فقیر کہ ایں ہمہ دفاتر در بیان علوم واسرار ایں طائفہ علیۂ نوشتہ است ظاہرا بخاطر شریف شما قرار یافتہ است کہ از روئے صحو خالص نوشتہ است بے مزج سکر حاشا وکلا کہ آں حرام ومنکر است وگزاف وسخن بافی است سخن بافاں کہ بصحو خالص متصف اند بسیار اند چرا ایں قسم سخناں نبافند ودلہای مردم را از جا نبرند۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہر زہ نیست
ہم قصہ عجیب وحدیث غریب ہست الی اخرہ

ترجمہ مکتوب

میرے مخدوم اس قسم کی باتیں جو لکھی ہے تو ان کا منشا سکر ہے اور بغیر سکر کی

آمیزش کے اس باب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس سلسلہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سکر میں مراتب کثیرہ ہیں۔ پس جو شخص صحو رکھتا ہے وہ یہ گمان نہ کرے کہ سکر اسکے ساتھ نہیں ہے اس لئے کہ یہ عین قصور ہے اسلئے کہ صحو خالص عوام کا حصہ ہے۔ اور جس نے بھی صحو کو ترجیح دیا ہے تو اس کی مراد صحو کا غلبہ ہے نہ کہ صرف صحو، اور ایسے ہی جس نے سکر کو ترجیح دیا ہے اسکی مراد غلبۂ سکر ہے۔ اس لئے کہ خالص سکر تو آفت ہے۔ یہ سکر ہی کے بقایا میں سے ہے کہ اسرار کے افشاء کو جائز قرار دیا جاتا ہے اور سکر ہی سے یہ بات ہے کہ فخر و مباہات کیا جاتا ہے۔ اور سکر ہی کا یہ اثر ہے کہ اپنے غیر پر اظہار (ترفع) کیا جاتا ہے اگر سکر نہ ہوتا صرف صحو ہی صحو ہوتا تو اسرار کا افشاء اس وقت کفر ہوتا اور اپنے کو دوسروں سے بہتر جاننا شرک ہوتا۔ بقیہ سکر صحو میں مثل نمک کے ہے کہ طعام کا مصلح ہے اگر نمک نہ ہوتا تو کھانا معطل و بیکار ہو جاتا۔

ترجمہ شعر: اگر عشق نہ ہوتا اور غم عشق نہ ہوتا تو اتنی اچھی باتیں کون کہتا اور کون سنتا۔

اس فقیر نے یہ تمام دفاتر جو اس طائفہ علیہ کے اسرار و علوم میں اس کے متعلق لکھا ہے۔ ظاہراً آپ کے قلب شریف میں یہ خیال جاگزیں ہوگا کہ وہ صرف صحو کے تحت لکھا ہے اس میں سکر کی آمیزش نہیں تو حاشا وکلا (ایسا نہیں ہے) وہ تو حرام و منکر ہے اور محض ذینگ اور سخن سازی ہے۔ سخن ساز جو صحو خالص سے متصف ہیں۔ بہت ہیں تو وہ آخر کیوں نہیں ایسی باتیں بیان کرتے اور لوگوں کے قلب کو کیوں نہیں حرکت میں لاتے (ترجمہ) حافظ کی یہ تمام فریاد بیہودگی اور بڑ نہیں ہے یہ تمام قصہ عجیب و غریب باتیں ہیں۔

باب چہارم

درمواعظ ونصائح وترغیب بحسنات وتحذیرات ازسئیات

چوتھا باب

مواعظ اور نصائح اور حسنات کی طرف ترغیب اور سیئات سے تحذیر (برائیوں سے ڈرانے) میں

مکتوب ۳۳

بملا حاجی محمد لاہوری صدور یافتہ در ذم علماء سوء و مدح علمائے حقانی

علمائے کہ بمحبت دنیا گرفتارند وعلم را وسیلۂ حصول دنیا ساختہ اند خلائق را اگر چہ از ایشاں حصول فوائد است اما علم شاں در حق ذاتہائے ایشاں نافع نیامد در رنگ سنگ پارس اند کہ از مس وآہن ہر چہ باور سد زر گردد واو فی حد ذاتہ بر حجریت خود است بلکہ ایں علم در حق ذوات ایشاں نیز مضر آمد کہ حجت بر ایشاں تمام ساخت اِنَّ اَشَدَّ النَّاس عَذَابًا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ۔

تدریس وافتا وقتی نافع آید کہ خالصا لوجہ اللہ باشد واز شائبہ حب جاہ وریاست وحصول مال ورفعت خالی باشد۔ علمائے کہ بایں بلا مبتلا اند وبمحبت ایں دنیہ گرفتار از علماء دنیا اند۔ ایشانند علماء سوء وشرار مردم ولصوص دین وحال آں کہ ایشان خود را مقتدائے دین میدانند وبہترین خلائق مے انگارند۔ یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَیْءٍ ؕ اَلَاۤ

اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ (المجادلة: ۱۹)

عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل نواغوا خاطر جمع ساختہ ۔آں عزیز سرآں پرسید ۔لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت دریں کار بامن مدد عظیم کردہ اند ومرا ازیں مہم فارغ ساختہ اند۔

دریں زمان ہر سستی ومداہنتی کہ درترویج دین واقع شدہ وہر فتورے کہ در امور شرعیہ ظاہر شدہ ازشومی علمائے سوء است وفساد نیت ایشاں ۔آرے علمائے کہ از دنیا بے رغبت اند واز حب جاہ وریاست ومال ورفعت آزاد ازعلمائے آخرت اند وورثۂ انبیاعلیہم الصلوۃ والسلام ۔ایشانند کہ فردائے قیامت سیاہی ایشاں را بخون شہدائی سبیل اللہ وزن خواہند کرد وپلۂ ایں سیاہی خواہد چربید ونوم العلماء عبادت درشان ایشاں متحقق است۔

علمے کہ نزد حق تعالی عزیز است واشرف موجودات آں را وسیلۂ دنیاوی دنیہ از مال وجاہ وریاست ساختہ اند وحال آنکہ دنیا نزد خدائے تعالی ذلیل وخوار است وبدترین مخلوقات ۔عزیز اوراسبحانہ وتعالی خوار ساختن وذلیل اورا عزت دادن بغایت مستقبح است وفی الحقیقت معارضہ است باحق سبحانہ وتعالی۔

اگر دنیا عزیز است آخرت خوار است واگر دنیا خوار است آخرت عزیز۔ جمع ایں دو امر از قبیل جمع اضداد است۔

آرے جمعے از مشائخ کہ از نفس خود ومرادات خود بالکلیہ برآمدہ اند وبواسطۂ بعضے نیات حقانیہ اختیار صورت اہل دنیا نمودہ اند وفی الحقیقت از ہمہ

فارغ وآزادند۔تجارت وبیع ایشاں مانع ذکر خدا نیست ودرعین تعلق بایں امور بے تعلق اند بآں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نقشبندیہ فرمودہ اند در بازار منی تاجرے را دیدم کہ پنجاہ ہزار دینار کم وبیش را خرید وفروخت نمود یک لحظہ دل او از حق سبحانہ غافل نہ گشت۔

ترجمہ مکتوب

حاجی محمد لاہوری کی خدمت میں

(علماء حقانی کی مدح اور علماء سوء کی مذمت میں)

جو علماء کہ محبت دنیا کے اسیر ہیں اور علم کو حصول دنیا کا واسطہ بنالیا ہے، اگر چہ ان سے مخلوق کو نفع ہے مگر ان کا علم ان کی ذات کے لئے نافع نہیں ہے۔ان کی مثال پارس جیسی ہے تانبا یا لوہا جو بھی اس سے مس کر جائے وہ سونا ہو جاتا ہے مگر وہ بعینہ پتھر ہی رہتا ہے بلکہ یہ علم ان کے حق میں ضرر رساں ہوتا ہے کہ حجت ان لوگوں پر تمام ہوگئی (اب کسی عذر کی گنجائش نہیں) یقینا لوگوں میں سب سے زیادہ معذب وہ عالم ہوگا جس کے علم سے اسکو اللہ نے نفع نہ دیا۔تدریس اور افتاء کا کام اس وقت نافع ہوگا جبکہ خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو اور جاہ وریاست کی محبت اور مال ورفعت کی طلب کے شائبہ سے خالی ہو۔ جو علماء اس بلاء میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت کے گرفتار ہیں وہ علمائے دنیا ہیں ۔اور یہیں لوگ علماء سوء اور لوگوں میں بدترین اور دین کے چور ہیں۔ جبکہ حال یہ ہے کہ یہی لوگ اپنے کو مقتدائے دین سمجھتے ہیں اور بہترین خلائق شمار کرتے ہیں ۔ایک بزرگ نے شیطان لعین کو دیکھا کے فارغ بیٹھا ہوا ہے اور اضلال واغواء سے اپنے کو

آزاد کر رکھا ہے۔تو اس بزرگ نے اسکی وجہ دریافت فرمائی۔تو اس ملعون نے کہا کہ علمائے سوء نے میرے اس کام میں بہت مدد کر رکھی ہیں مجھکو اس مہم سے فارغ کر رکھا ہے۔دریں زمانہ جو بھی سستی و مداہنت ترویج دین کے سلسلہ میں واقع ہے اور جو فتور امور شرعیہ میں نمایاں ہے وہ سب علمائے سوء کی نحوست اور ان کی فسادنیت کی وجہ سے ہے۔ہاں وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور حب جاہ و ریاست اور طلب مال و رفعت سے فارغ ہیں وہ علمائے آخرت ہیں، اور ورثۃ الانبیاء علیہ السلام ہیں۔یہی وہ حضرات ہیں جن کی سیاہی کو شہداء فی سبیل اللہ کے خون سے وزن کریں گے۔اور اس سیاہی کا پلہ وزنی ہو جائیگا۔اور علماء کا سونا عبادت انہیں لوگوں کے حق میں ثابت ہے۔

وہ علم جو اللہ کے نزدیک عزیز ہے اور جملہ خلائق میں اشرف ہے اس کو علماء حقیر دنیا یعنی مال و جاہ و ریاست کی تحصیل کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں حالانکہ دنیا اللہ کے نزدیک ذلیل و خوار ہے اور بدترین مخلوقات ہے۔پس اللہ سبحانہ تعالی کے عزیز کو خوار کرنا اور ان کے نزدیک ذلیل کو عزیز قرار دینا حد درجہ برا ہے اور درحقیقت یہ اللہ سبحانہ سے معارضہ ہے۔اگر دنیا عزیز ہے تو پھر آخرت ذلیل ہے اور اگر دنیا خوار ہے تو یقینا آخرت عزیز ہے۔ان دونوں چیزوں کا جمع ہونا منجملہ اضداد کے اجتماع کے ہے ہاں مشائخ کی ایک جماعت جو اپنے نفس اور مرادات سے بالکل نکل چکے ہیں اور بعض حقانی نیت سے اہل دنیا کی صورت اختیار فرمائی ہے تو وہ فی الحقیقت تمام دنیوی امور سے فارغ ہیں۔ان کی خرید و فروخت ذکر اللہ سے مانع نہیں ہے۔اور ان امور سے عین تعلق کے وقت بھی ان سے بے تعلق

ہیں۔چنانچہ حضرت خواجہ نقشبندیہ نے فرمایا ہے کہ منی کے بازار میں ایک تاجر کو میں نے دیکھا کہ کم و بیش پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کر رہا تھا مگر ایک لحظہ کے لئے بھی اس کا دل حق سبحانہ سے غافل نہ ہوا۔

مکتوب ۴۰

بہ شیخ چتری صدور یافتہ

در بیان آنکہ طریقت وحقیقت خادم شریعت اند در تکمیل جزؤ او کہ اخلاص است۔حقیقت کار این است اما فہم ہر کس اینجا نرسد۔اکثر عالم بخواب وخیال آرمیدہ اند وبجوز وموبزا کتفا نمودہ اند۔کمالات شریعت راچہ دانند وبحقیقت طریقت وحقیقت چہ دارسند شریعت را پوست خیال مے کنند وحقیقت را مغز مے دانند ونمید انند کہ حقیقت معاملہ چیست ؟ بہ ترہات صوفیہ مغرور اند وبہ احوال ومقامات مفتون ۔هداهم الله سبحانه وتعالى سواء الطريق والسلام علينا وعلى عباد الله الصالحين۔

ترجمہ مکتوب

اس حقیقت کے بیان میں کہ طریقت وحقیقت شریعت کے خادم ہیں۔اس کے اس جزء کی تکمیل میں جو اخلاص ہے حقیقت کار تو یہ ہے مگر ہر شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہونچتی ۔اکثر علماء خواب خیال میں مست ہے اور اخروٹ و منقی کے حصول پر اکتفا کئے ہوئے ہیں وہ کمالات شرعیہ کو کیا جانیں۔اور طریقت وحقیقت تک بھلا ان کی کیا رسائی ہوگی۔شریعت کو پوست اور حقیقت کو مغز خیال کرتے ہیں

اورنہیں جانتے کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے صوفیہ کی بے بنیاد باتوں پر مغرور ہے اور اپنے احوال ومقامات سے فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں۔اللہ ان سب کو سیدھے طریق کی ہدایت دے **والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔**

مکتوب ۴۴

بہ شیخ فرید صدور یافتہ

امروز عمل قلیل را کہ مقرون بہ تصدیق حقیت دین رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام باشد بعمل کثیر برمیدارند۔

ترجمہ مکتوب

آج کل تھوڑا عمل جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تصدیق کے ساتھ مقرون ہو اس کو عمل کثیر کے برابر رکھتے ہیں۔(یعنی اس عمل کا اجر وثواب کثیر عطا فرماتے ہیں)

مکتوب ۴۷

بہ شیخ فرید صدور یافتہ

در قرن ماضی ہر بلاے کہ بر سر اسلام آمد از شومی ایں جماعت بود بادشاہاں را ایشاں از راہ می بردند وہفتاد ودو ملت کہ راہ ضلالت گرفتند مقتدیان اینہا علماء سوء بود۔واکثر جہلاے صوفی نمائے ایں زمانہ نیز حکم علمائے سوء دارند۔ فساد اینہا نیز فساد متعدی است۔

ترجمہ مکتوب

زمانہ گزشتہ میں اسلام پر جو بلاء بھی آئی وہ سب کی سب اس جماعت

(علماء) کی نحوست سے تھی۔بادشاہوں کو ان لوگوں نے گمراہ کر دیا اور ۷۲ بہتر جماعت نے جو راستہ اختیار کیا وہ انہیں علمائے سوء کے مقتدی و پیرو تھے۔اکثر اس زمانہ کے جاہل صوفی بھی برے علماء ہی کے مثل تھے۔ان کا فساد بھی متعدی فساد ہے۔یعنی ان کی اقتدا سے بھی لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔العیاذ باللہ تعالیٰ

مکتوب ۴۸

نیز بہ شیخ فرید صدور یافتہ

در ترغیب بر تعظیم علماء وطلبہ آں حاملان شریعت اند۔تقدیم طالب علمان بر صوفیان در دادن خرچے واعانت آنہا بسیار مستحسن وزیبا نمود چرا کہ حاملان شریعت ایشاں اند وترویج شریعت وابستہ بایشاں۔فردائے قیامت از شریعت خواہند پرسید از تصوف نخواہند پرسید۔پس بزرگترین خیر اتہا سعی در ترویج شریعت است۔علی الخصوص در زمانے کہ شعائر اسلام منہدم شدہ باشند کرورہا در راہ خدائے عزوجل خرچ کردن برابر آں نیست کہ مسئلہ از مسائل شرع را رواج دادہ شود وانفاق جیتلی برائے تائید شریعت برابر خرچ لکھا است کہ در غیر آں از وجوہات خیر خرچ کردہ شود۔

ترجمہ مکتوب

علماء اور طلبہ کی تعظیم میں اس لئے کہ یہ لوگ حاملین شریعت ہیں۔طالب علموں کو مقدم رکھنا خرچ کے دینے میں صوفیوں پر مستحسن اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ یہ لوگ حاملین شریعت ہیں اور ترویج شریعت انہیں لوگوں سے وابستہ ہے۔کل قیامت کے دن شریعت کے متعلق سوال کیا جائے گا نہ کہ تصوف کے

متعلق۔ پس نیک ترین کام ترویج شریعت میں جد وجہد کرنا ہے۔خصوصا جبکہ شعائر اسلام منہدم ہو چکے ہوں۔راہ خدا میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنا اس کے برابر نہیں کہ شریعت کے کسی مسئلہ کو رواج دیا جائے اور ایک پیسہ تائید شریعت کے لئے خرچ کرنا دوسرے امور میں لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے۔ (بلکہ کہیں زیادہ ہے)

مکتوب ۵۰

نیز بہ شیخ فرید صدور یافتہ

در بیان آں کہ دنیا بظاہر شیرین است وبصورت طراوت دارد وفی الحقیقت سمی قاتل است ومتاعی است باطل وگرفتاری است لاطائل۔مقبول او مخذول است ومفتون او مجنون۔حکم او حکم نجاستی است۔زراندودہ ومثل او مثل زہر یست شکر آلودہ عاقل آن است کہ بچنیں متاع کاسد فریفتہ نشود وبچنیں کالای فاسد گرفتار نگردد۔فقہا گفتہ اند اگر شخصے وصیت کرد کہ مال مرا بعاقل زمانہ بدہند بزاہد باید داد کہ از دنیا بے رغبت باشد وایں بے رغبتی از کمال فطانت اوست۔

ترجمہ مکتوب

اس حقیقت کے بیان میں ہے کہ دنیا بظاہر شیریں ہے صورۃً سبز وشاداب ہے مگر دراصل زہر قاتل ہے اور متاع باطل ہے اور اس میں مشغول ہونا بیکار ہے دنیا کا مقبول ذلیل اور اس کے فتنہ کا شکار ومجنون ہے۔دنیا کا حکم مثل اس نجاست کے ہے جس پر سونا چڑھا ہوا ہو اور مثل اس زہر کے ہے جس میں شکر ملی ہوئی ہو۔ لہذا عقلمند وہ ہے جو اس گھٹیا سامان پر فریفتہ نہ ہو اور خراب چیز کی محبت میں گرفتار

نہ ہو۔فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کسی نے وصیت کیا کہ میرا مال کسی عاقل زمانہ کو دیا جائے تو زاہد کو دینا چاہئے جو دنیا کی لالچ نہ رکھتا ہو اس لئے کہ بے رغبتی اسکی کمال دانشمندی ہے۔

مکتوب ۵۲

نیز بسیادت پناہی شیخ فرید صدور یافتہ

در مذمت نفس امارہ وبیان مرض ذاتی او علاج آں۔

مکرما مخدوما نفس امارۂ انسانی مجبول است بر حب جاہ وریاست وبالذات خواہاں آن است کہ خلائق ہمہ محتاج بوے باشند واو ہیچ کس محتاج نباشد ومحکوم احدی نبود وایں دعوی الوہیت است وشرکت بخدائے بے ہمتا جل سلطانہ پس تربیت نفس نمودن وبہ تحصیل مرادات او از جاہ وریاست وترفع وتکبر امداد کردن فی الحقیقت بدشمن خدائے عزوجل تقویت کردن است چہ دنیائے دنی ملعونہ ومبغوضہ حق است سبحانہ وتعالی پس ہر کہ بدشمن مدد نماید ناچار لعنت راشاید۔

حکمت در تکلیفات شرعیہ تعجیز وتخریب نفس امارہ است ہر قدر کہ بمقتضائے شریعت عمل کردہ آید ہماں قدر ہوائے نفسانی رو بزوال آرد۔

ایتان یک حکم از احکام شرعیہ دراز الہ ہوائے نفسانی بہتر است از ریاضات ومجاہدات ہزار سالہ کہ از نزد وخود کردہ شود مثلا یک درم درادے زکوۃ کہ شریعت بآں امر فرمودہ است در تخریب نفس سودمند تر است از انکہ ہزار دینار از بیش خود صرف کند وطعام خوردن در عید فطر بحکم شریعت نافع تر است در رفع ہوا از انکہ از نزد خود سالہا صائم باشد ودو رکعت نماز بامداد را بجماعت ادا کردن

بمراتب بہتر است از انکہ تمام شب بصلوۃ نافلہ قیام نماید ونماز بامداد را بے جماعت ادا کند۔

ریاضات ومجاہدات کہ بمقتضائے شریعت غرّا واقع نشودہ باشند مؤید ومقوی ہوائے نفسانی اند۔ برہمناں وجوگیاں در ریاضات ومجاہدات تقصیر نکردہ اند اما ہیچ از انہا سودمند نگشتہ وغیر از تقویت نفس وتربیت آں ثمودہ۔ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ کہ موضوع است برائے نفی آلہہ آفاقی وانفسی در تزکیۂ نفس وتطہیر آں نفع است وانسب اکابر طریقت قدس اللہ تعالی اسرارہم از برائے تزکیہ نفس ہمیں کلمۂ طیبہ را اختیار نمودہ اند ہرگاہ نفس در مقام سرکشی آید ونقض عہد نماید بتکرار ایں کلمہ تجدید ایمان باید نمود بلکہ ہمہ وقت از تکرار ایں کلمہ طیبہ چارہ نبود چرا کہ نفس امارہ ہموارہ در مقام خبث است۔ در حدیث شریف در فضائل ایں کلمہ طیبہ آمدہ است کہ اگر آسمانہا وزمین ہا را در پلہ بہنند وایں کلمہ را در پلہ دیگر ہر آئینہ ایں پلہ راجح آید بر پلۂ دیگر۔

ترجمہ مکتوب

نفس امارہ کی مذمت اور اس کے مرض کے ذاتی ہونے کے اور اس کے علاج کے بیان میں

مکرم ومخدوم من، انسان کا نفس امارہ حب جاہ وریاست پر پیدا ہی کیا گیا ہے وہ بالذات اس کا خواہاں رہتا ہے کہ جملہ خلائق اسکی محتاج رہیں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو اور نہ وہ کسی کے محکوم ہو۔ اور یہی دعوائے الوہیت ہے اور بے مثال اللہ جل شانہ کے ساتھ شرکت ہے، پس نفس کی تربیت نہ کرنا اور اس کی مرادوں کو

یعنی جاہ وریاست ترفع وتکبر کی تحصیل میں مدد کرنا اللہ جل شانہ کی دشمنی میں قوت پہونچانا ہے اس لئے کہ دنیائے دنی اللہ کی ملعون اور مبغوض ہے پس جو اسکے دشمنوں کی مدد کریگا یقینا وہ لعنت کے لائق ہے۔ تکالیف شریعت کی حکمت نفس امارہ کو عاجز اور خراب کرنا ہے جس قدر شریعت کی تقاضا پر عمل کیا جائیگا اسی قدر ھوائے نفسانی کا زوال ہوگا احکام شریعت کے ایک حکم کو عمل میں لانا ھوائے نفسانی کے ازالہ میں ہزار سالہ مجاہدہ وریاضت سے جو اپنی تجویز کردہ ہو بہتر ہے۔ بلکہ ایک درہم زکوۃ کی ادائیگی میں صرف کرنا جسکو شرع نے امر فرمایا ہے نفس کو زیر کرنے میں ہزار دینار خرچ کرنے سے جو اپنی طرف سے ہو زیادہ سود مند ہے۔ اور شریعت کے کہنے کے مطابق عید کے دن کھانا کھانا ھوائے نفسانی کے دفع میں زیادہ نفع بخش ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ سالہا سال روزہ دار رہیں۔ اور فجر کی دو رکعت نماز کو جماعت سے ادا کرنا بدر جہاں بہتر ہے کہ تمام رات نفلی نماز ادا کرے اور صبح کی نماز بغیر جماعت کے ادا کرے۔

وہ مجاہدات وریاضت جو شریعت غرا کے مطابق ادا نہ ہو وہ ھوائے نفسانی کی مؤید ومقوی ہیں۔ برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضت اور مجاہدات میں قصور نہیں کیا ہے مگر وہ کچھ بھی نفع بخش نہ ہوئے اور سوائے تقویت نفس اور اس کی پرورش کے کچھ حاصل نہ ہوا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ جو کہ الہ آفاقی اور انفسی کے نفی اور تزکیہ نفس اور اس کی تطہیر کے لئے موضوع ہے۔ اکابر طریقت قدس اللہ اسرارہم نے تزکیہ نفس کے لئے اسی کلمۂ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے۔ جس وقت نفس مقام سرکشی میں آتا ہے اور عہد کو توڑتا ہے تو اسی کلمہ سے ایمان کی تجدید کرنا چاہئے بلکہ کبھی بھی

اس کلمہ طیبہ کے تکرار سے چارہ نہیں ہے اس لئے کہ نفس امارہ بہت ہی خباثت میں ملوث رہتا ہے۔حدیث شریف میں اس کلمہ کی فضیلت میں سے ایک فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر آسمانوں اور زمینوں کو ایک پلہ میں رکھیں اور اس کلمہ کو دوسرے پلہ میں تو بالیقین یہ کلمہ کا پلہ دوسرے پلہ پر غالب آئیگا۔

مکتوب ۶۸

بخان خاناں صدور یافتہ

در بیان آنکہ تواضع از ارباب عناز یبا است واستغنا از اہل فقر لان **المعالجۃ بالاضداد۔**

ہر چند ایں مقدمات تلخ نما انداما خوش آمد گویان شما بسیار اند بہماں اکتفا کنند مقصود از آشنائی فقرا اطلاع بر عیوب مکنونہ است وظہور رذائل مخزونہ۔ویقین دانند کہ اظہار ایں قسم سخنان نہ از روئے آزار است بلکہ از روئے دلسوزی ونیک خواہی۔

ترجمہ مکتوب

اس بیان میں کہ دولت مندوں کو تواضع اور انکساری زیب دیتی ہے اور فقراء کو بے نیازی، اس لئے کہ علاج اضداد سے ہوتا ہے۔اگر چہ یہ مقدمات بظاہر کڑوے معلوم ہوتے ہیں مگر آپ کی تعریف کرنے والے بھی بہت ہیں لہذا اسی پر اکتفاء کرنا چاہئے۔درویشوں سے آشنائی کا مقصود پوشیدہ عیوب پر مطلع ہونا اور مخفی رذائل کا منکشف ہوجانا ہے۔آپ یقین جانئے کہ اس قسم کی باتوں کا اظہار آزار پہونچانے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ برائے دل سوزی اور نیک خواہی ہے۔

مکتوب ۷۰

نیز بخان خاناں صدور یافتہ

در مطعومات لذیذہ وملبوسات نفیسہ حظ نفس منظور نباید داشت بلکہ در اطعمہ واشربہ غیر از حصول قوت برادء طاعت نیتی دیگر نباید کرد وجامۂ نفیس بحکم کریمہ **خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ** ای **عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ** تزئین مامور باید پوشید مشوب بہ نیت دیگر نباید ساخت واگر حقیقت نیت میسر نشود خود را بہ تکلف بریں نیت باید آورد **فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوْا** اشارت بدیں معنے است۔

ترجمہ مکتوب

لذیذ کھانوں اور عمدہ لباسوں کے استعمال میں نیت حظ نفس کی نہ ہونی چاہئے بلکہ ان کے استعمال میں سوائے ادائے عبادت پر قوت حاصل کرنے کے اور کچھ نہ ہونا چاہئے۔اور عمدہ لباس آیۃ کریمہ **خذوا زینتکم عند کل مسجد** میں ہر نماز کے وقت زیب وزینت کے حکم الٰہی ہونے کی وجہ سے پہننا چاہئے اور کسی دوسری نیت سے مخلوط نہ کرنا چاہئے اگر حقیقی نیت میسر نہ ہو تو اپنے کو بہ تکلف اس نیت پر لانا چاہئے اس لئے کہ حدیث پاک ''رو نہ سکو تو بہ تکلف رونے کی صورت بناؤ'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

مکتوب ۷۱

بمرزا داراب صدور یافتہ

ومعلوم است کہ وجوب شکر بہ اندازۂ وصول نعمت است ہر چند وصول نعمت بیشتر وجوب شکر زیادہ تر پس بر اغنیا **علی تفاوت درجاتہم** نسبت

بفقراء اضعاف مضاعفہ شکر واجب آمد۔

ترجمہ مکتوب

یہ معلوم ہے کہ شکر کا وجوب نعمت کے حصول کے اعتبار سے ہوگا۔ پس جب نعمت کا حصول زیادہ ہوگا تو شکر کا وجوب بھی زیادہ ہوگا پس اغنیاء پر ان کے فرق مراتب کے اعتبار سے فقراء کے بہ نسبت چند در چند شکر واجب ہوگا۔۔ الخ

مکتوب ۷۲

بخواجۂ جہاں صدور یافتہ

در بیان آنکہ جمع ساختن دین و دنیا از قبیل جمع اضداد است پس طالب آخرت را ترک دنیا لابد آمد و چوں دریں آوان ترک حقیقی متعسر است بضرورت بترک حکمی قرار باید داد و ترک حکمی آن است کہ در امور دنیویہ بمقتضائے حکم شریعت غرّاء محکوم باید شد و در مطاعم و مشارب و مساکن و اموال حدود شرعیہ را رعایت باید نمود و تجاوز ازاں حدود نباید کرد و اگر ایں قسم ترک حکمی ہم میسر نشود از مبحث خارج است حکم منافق دارد کہ صورت ایمان در آخرت سودمندش نخواہد گشت نتیجہ او عصمت دماء و اموال است در دنیا فقط۔

ترجمہ مکتوب

اس بات کے بیان میں کہ دین و دنیا کو جمع کرنا اضداد کے جمع کرنے کی قبیل سے ہے۔ پس طالب آخرت کے لئے ترک دنیا لازم ہے۔ اور چونکہ اس زمانہ میں حقیقی ترک دشوار ہے اس لئے ضرورۃً حکمی ترک پر ثابت رہنا چاہئے۔ اور ترک حکمی یہ ہے کہ امور دنیویہ میں شریعت مقدس کے حکم کے تابع رہنا

چاہئے۔ اور کھانے پینے۔ مکانات اور اموال میں حدود شرعیہ کی رعایت کرنی چاہئے اور اس کے حدود سے تجاوز نکرنا چاہئے۔ اور اگر ترک حکمی بھی میسر نہ ہو تو وہ اس بحث سے خارج ہے۔ اسکا حکم منافق جیسا ہے کہ اسکا ظاہری ایمان آخرت میں فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اسکا نتیجہ دنیا میں خون اور مال کی حفاظت ہے اور بس۔

ف: بہت ہی اہم مکتوب گرامی ہے، پڑھ کر دل لرز گیا، اللہ تعالیٰ حسب مکتوب عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین (قمر الزمان)

مکتوب ۷۳

بہ قلیج اللہ قلیج خاں صدور یافتہ

اے فرزند ہیچ میدانی کہ دنیا چیست؟ آنچہ ترا از حق سبحانہ وتعالی باز دارد۔ پس از زن و فرزند و مال و جاہ و ریاست ولہو ولعب واشتغال بمالا یعنی ہمہ داخل دنیاست وہمچنیں علومے کہ بآخرت بکار نیایند ہم از دنیا اند۔

اے فرزند کار ایں است کہ از فضول مباحات اجتناب باید نمود و بقدر ضرورت ازاں اکتفا باید کرد آنہم بہ نیت جمعیت از برائے ادائے وظائف بندگی۔

وقت کار موسم جوانی است۔ جوانمرد آن است کہ ایں وقت را از دست ندہد و فرصت غنیمت شمرد۔ یحتمل کہ اورا تا زماں پیری نگذارند و اگر گذارند جمعیت میسر نشود و اگر میسر گردد ہنگام ضعف و پیری کار نمیتواں کرد۔

اے فرزند میدانم کہ اکثر ایں نصائح و مسائل بگوش آں فرزند رسیدہ باشند اما مقصود عمل است نہ مجرد علم۔ بیماری کہ علم بدارو ئے مرض خود دارد تا آں دارو نخورد صحت نمے یابد فقط علم بدارو فائدہ نمے کند۔ بہر حال رشتۂ محبت ایں طائفہ از

دست ندہند والتجا وتضرع بایں قوم شعار خود سازند باشد کہ بتوسل محبت ایشاں حق سبحانہ وتعالی بمحبت خود مشرف سازد وازیں خرخشہائے دنیا بالکل خلاص فرماید۔

ترجمہ مکتوب

اے فرزند جانتے ہو دنیا کیا چیز ہے دنیا وہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی سے باز رکھے پس بال بچے مال وجاہ ریاست اور لہولعب اور بیہودہ باتوں میں مشغولی یہ سب کا سب داخل دنیا ہے۔اسی طرح وہ علوم جو آخرت میں کارآمد نہ ہوں وہ دنیا ہی کی قبیل سے ہے۔اے فرزند! کام یہ ہے کہ مباحات میں بھی فضول واسراف سے بچنا چاہئے۔اور بقدر ضرورت ہی پر اکتفا کرنا چاہئے وہ بھی وظائف بندگی میں یکسوئی وجمعیت کی نیت سے (نہ کہ تلذذ کے لئے)

کام کا وقت تو جوانی ہے جوانمرد وہ ہے کہ اس وقت عزیز کو ضائع نہ کرے اور اس وقت کی فرصت کو غنیمت شمار کرے اس لئے کہ اسکا بھی احتمال ہے کہ بوڑھاپے تک یہاں باقی نہ رکھیں۔اور اگر زندہ رکھیں بھی ممکن ہے طمانیت میسر نہ ہو۔طمانیت اگر میسر بھی ہوجاوے تو بھی ضعف وپیری کے وقت کام نہیں ہو پاتا۔

اے فرزند! میں جانتا ہوں کہ اس قسم کی نصیحتیں اور مسئلے آنعزیز کے کان میں پڑتے رہتے ہیں مگر مقصود تو عمل ہے نہ کہ فقط علم جیسے کہ کوئی اپنے مرض کی دوا کو جانتا ہو مگر جب تک اس دوا کو استعمال نہ کریگا صحت مند نہ ہوگا۔فقط دوا کا علم نفع بخش نہیں ہے۔بہرحال اس جماعت صوفیہ سے رشتۂ محبت کو منقطع نہ کریں۔ اور ان سے التجا اور تضرع ہی کو اپنا شعار وطریقہ بنائیں۔ممکن ہے کہ ان کی محبت کے طفیل حق سبحانہ تعالی اپنی محبت سے مشرف فرمائیں اور دنیا کی ان جھن جھٹوں

سے نجات کلی عطا فرمائیں۔

ف: سبحان اللہ! کیا ہی خوب نصیحتیں ہیں جو حرز جان بنانے کے لائق ہے۔واللہ الموفق (قمرالزمان)

مکتوب ۷۶

بہ قلیج خاں صدور یافتہ

مدار نجات بر دو جزو آمد امتثال اوامر وانتہا از نواہی۔ومعظم ترین ایں دو جزو جزو اخیر است کہ معبر بورع وتقوی است **کما قال علیہ الصلوۃ والسلام لاتعدل بالرعۃ شیئا یعنی الورع وقال ایضا علیہ الصلوۃ والسلام ملاک دینکم الورع۔**

وفضیلت انسان بر ملک ازیں جزو متحقق است چہ ملائکہ در جزو اول مشارک اند وترقی درایشاں مفقود۔

ورعایت ایں جزو اعظم کہ اجتناب از محرمات است وقتے حاصل شود کہ از فضول مباحات نیز اجتناب نماید۔

وآں بلدہ نزد (حضرت ایشاں) ہمچو قطب ارشاد است نسبت بسائر بلاد ہندوستان خیر وبرکت آں بجمیع بلاد ہندوستان ساری است حق سبحانہ تعالی مؤید وناصر ایشاں باد۔

ترجمہ مکتوب

نجات اخروی کا مدار دو چیزوں پر ہے اولا امتثال اور ثانیا اجتناب از نواہی اور ان دونوں میں معظم جزء اخیر ہے اس لئے کہ اسی کی تعبیر تقوی اور ورع

سے کی جاتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ورع (پرہیزگاری) کے برابر کوئی چیز نہیں ہے نیز حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے دین کی اصل ورع ہے۔ انسان کی فضیلت فرشتوں پر اسی جزء اخیر ہی سے ہے۔ اس لئے کہ فرشتے جزء اول میں تو شریک ہیں۔ اور ترقی ان کو حاصل نہیں اور اس جزء کی رعایت جو محرمات سے اجتناب ہے اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ مباحات میں فضول سے بھی اجتناب کرے۔

فقیر کے نزدیک یہ شہر (لاہور) تمام ہندوستان کے شہروں میں قطب ارشاد کی طرح ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت تمام بلاد ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مؤید و ناصر ہو۔

ف: سبحان اللہ! کیا ہی خوب حقائق ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین (قمر الزمان)

مکتوب ۸۷

بہ جباری خان ارشادی فرمایند

حیات چند روزہ را در مرضیات حق سبحانہ وتعالیٰ صرف باید نمود۔ چہ زندگانی وکدام عیش است کہ مولائے آنکس از کردار او ناراض باشد۔ حق سبحانہ وتعالیٰ بر احوال کلی وجزوی او مطلع است وحاضر وناظر۔ شرم باید کرد بالفرض اگر دانند کہ شخصے از عیوب وافعال ناپسندیدہ ایشاں اطلاع خواہد یافت در حضور اوامر ناشائستہ بوقوع نمے آید چہ بلاشد کہ باوجود علم حضور حق سبحانہ وتعالیٰ ہیچ باک نمیکنند ایں چہ اسلام است؟ حق سبحانہ وتعالیٰ را برابر آں شخص اعتبار نمے نہند نعوذ باللہ

من شرور انفسنا۔

ترجمہ مکتوب

چند روزہ حیات کو حق سبحانہ تعالیٰ کی مرضیات میں صرف کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ وہ اس زندگی اور عیش وعشرت کی کیا حیثیت ہے جبکہ اسکا مولا تعالیٰ اس کے عمل سے ناراض ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کلی اور جزئی جملہ احوال سے باخبر ہیں اور حاضر وناظر ہیں اس لئے اس ذات پاک سے شرم کرنا چاہئے۔ بالفرض اگر لوگ جان لیں کہ کوئی شخص ان کے عیوب اور ناپسندیدہ افعال سے مطلع ہو جائیگا تو اس کے سامنے ناشائستہ فعل سرزد نہیں ہوتا تو پھر کتنی بڑی بلا ہے کہ باوجود حق سبحانہ وتعالیٰ کے علم حضوری کے ذرا بھی باک وپرواہ نہیں کرتے (اور نافرمانی کرتے ہیں) یہ کیا اسلام ہے؟ حق سبحانہ تعالیٰ کا اس شخص کے برابر بھی اعتبار نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے نفوس کے شرور سے پناہ مانگتے ہیں۔

ف: سبحان اللہ! کیسی جامع ومفید نصائح ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین (قمر الزمان)

مکتوب ۸۵

بمرزا فتح اللہ حکیم صدور یافتہ

جامع ترین عبادات ومقرب ترین طاعات ادائے صلوات است چنانچہ در حدیث شریف آمدہ الصلوۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین وکسی را کہ بر مواظبت ادائے صلوۃ موفق

سازند از فحشا و منکر باز دارند کریمہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:۴۵) مؤید ایں سخن است وصلوتے کہ نہ چنیں است صورت صلوۃ است حقیقت ندارد لیکن تا زمان حصول حقیقت صورت را از دست نمے باید داد مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔

ترجمہ مکتوب

سب سے جامع عبادت اور سب سے زیادہ اللہ سے قریب کرنے والی طاعت نمازوں کی ادائیگی ہے چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے، جس نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا، اور جس نے اس کو ترک کیا تو اس نے دین کو منہدم کر دیا۔ جس کو اللہ ادائے نماز کی توفیق مرحمت فرماتے ہیں اسکو فحشاء اور منکر سے بچاتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ آیت کریمہ اسکی مؤید ہے کہ نماز فحشاء اور منکر سے باز رکھتی ہے۔ اور جو نماز ایسی نہیں ہے وہ نماز کی صورت ہے اس میں حقیقت نہیں ہے۔ لیکن حقیقت کے حصول تک صورت نماز کو ترک نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ کل اگر نہ ملے تو کل کو چھوڑنا بھی نہیں چاہئے۔

ف: سبحان اللہ! کتنی حکمت کی بات ارشاد فرمائی، جس کو خود پیش نظر رکھنا چاہئے اور اپنے بھائیوں کو اس سے آگاہ کرنا چاہئے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۹۲

بہ سکندر خان لودی صدور یافتہ

در بیان آنکہ راہ اطمنان قلب ذکر حق است سبحانہ وتعالی نہ نظر واستدلال چہ در ذکر کسب مناسبت است بآنجناب قدس۔ ہر چند مناسبت نیست مالتراب

ورب الارباب لیکن یک قسم علاقہ در بیان ذاکر و مذکور پیدا میشود کہ موجب محبت میگردد و چوں محبت مستولی شد غیر اطمنان ہیچ نیست و چوں کار باطمنان قلب رسید دولت ابدی نقد وقت او گشت ؎

ذکر گو ذکر تا تر اجان است پاکی دل ز ذکر یزدان است

ترجمہ مکتوب

یہ مکتوب اس حقیقت کے بیان میں کہ اطمینان قلب کی راہ حق سبحانہ وتعالی کا ذکر ہے نہ کہ نظر واستدلال۔ اس لئے کہ ذکر میں جناب قدس سے مناسبت کا سامان ہے اگر چہ تراب اور رب الارباب میں کیا مناسبت ہو سکتی ہے۔ تاہم ذکر سے ذاکر و مذکور میں یکگونہ علاقہ پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا موجب ہوتی ہے۔ اور جب محبت غالب ہوگئی تو پھر سوائے اطمینان کے اور کیا میسر ہوگا۔ اور جب معاملہ اطمینان تک پہونچ گیا تو پھر اس کو دولت سرمدی وابدی نصیب ہوگئی۔ ذکر کرتے رہو جب تک کہ جان ہے، اس لئے کہ دل کی پاکی اللہ کے ذکر سے ہے۔

مکتوب ۹۳

نیز بہ سکندر خاں لودی صدور یافتہ

در بیان آنکہ بعد از ادے نماز پنجگانہ بجماعت وادائے سنن رواتب جمیع اوقات خود را مصروف بذکر حق جل سلطانہ باید ساخت وبغیر آں چہ در خوردن و چہ در خفتن و چہ در آمدن و چہ در رفتن نباید پرداخت۔

طریق ذکر را بشما معلوم کردہ شدہ است برہماں طریق استعمال نمایند اگر

در جمعیت فتور یابند اول سبب فتور را تعین نمایند بعد ازاں تلافی تقصیر آں باید نمود وبالتجا وتضرع تام بحضرت حق سبحانہ روآوردہ دفع آں ظلمت باید خواست وشیخی را کہ ذکر ازوے گرفتہ باشند وسیلہ باید ساخت۔

ترجمہ مکتوب

اس امر کے بیان میں کہ جماعت سے پنجگانہ نماز اور سنن موکدہ کی ادائیگی کے بعد اپنے کو حق جل سلطانہ کے ذکر میں مصروف رکھنا چاہئے اور بغیر اسکے اپنے کو کھانے میں یا سونے میں یا آمد ورفت میں مشغول نہ کرنا چاہئے۔ ذکر کا طریق تم کو معلوم ہو چکا ہے لہذا اسی طریق پر عمل پیرا ہونا چاہئے اگر جمعیت میں خلل پائیں تو اسکی وجہ کو متعین طور پر معلوم کرنا چاہئے اس کے بعد اس قصور کی تلافی کرنا چاہئے۔ اور پوری التجا اور تضرع سے حق سبحانہ وتعالی کے دربار میں حاضر ہو کر اس ظلمت کے دفعیہ کی درخواست کرنا چاہئے اور جس شیخ سے اس ذکر کو لیا ہے اس کو اس کے لئے وسیلہ بنانا چاہئے۔

مکتوب ۹۸

بہ عبدالقادر پسر شیخ زکریا صدور یافتہ

بطراوت بے حلاوت دنیا مغرور نباید کسے را عزت وآبرو باشد کفار دنیادار باید کہ از ہمہ عزیز باشند بظاہر دنیا فریفتہ شدن از بیخرد ی است فرصت چند روزہ را غنیمت باید شمرد ودر مرضی خدائے عزوجل باید کوشید۔ وبخلق خدائے احسان باید نمود التعظیم لامر اللہ والشفقة علی خلق اللہ ﷺ واصل عظیم انداز برائے نجات اخروی۔

ترجمہ مکتوب

بے لذت دنیا کی شادابی سے مغرور نہ ہونا چاہئے اگر دنیا کی وجہ سے کسی کو عزت وآبرو نصیب ہوتی تو دنیا دار کفار سب سے زیادہ عزیز ہوتے۔ دنیا کے ظاہر پر فریفتہ ہونا بے عقلی ہے، چند روزہ فرصت کو غنیمت شمار کرنا چاہئے اور مرضئ الہی میں کوشش کرنا چاہئے اور خلق خدا کے ساتھ احسان کرنا چاہئے، اللہ کے امر کی تعظیم اور ان کی مخلوق پر شفقت نجات اخروی کے لئے یہ دونوں اصل واساس ہیں۔

مکتوب ۱۰۳

بہ شیخ فرید صدور یافتہ

درمعنای عافیت

عزیزے ہموارہ دعاے کردو تمناے عافیت یکروزہ مینمود شخصے پرسید کہ ایں ہمہ کہ مے گذارنی مگر عافیت نیست گفت آں مے خواہم کہ روزے از صباح تا شام مرتکب معاصی نباشم۔

ترجمہ مکتوب

عافیت کے معنی میں

ایک عزیز ہمیشہ دعا کرتا تھا اور روزانہ عافیت کی تمنا کرتا تھا۔ ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ جس طرح سے آپ کی زندگی گذر رہی ہے کیا یہ عافیت نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس عافیت کا طالب ہوں کہ صبح سے شام تک گناہوں کا مرتکب نہ ہوں۔

مکتوب ۱۰۹

بہ حکیم صدصدور یافتہ

اہل اللہ اطبائے امراض قلبیہ اند ۔ازالۂ علل باطنہ منوط بتوجہ ایں بزرگوارن است کلام ایشاں دوا است ونظر ایشاں شفاھم قوم لایشقی جلیسھم وھم جلساء اللہ بھم یمطرون وبھم یرزقون۔(بخاری ومسلم)اس امراض باطنہ ورئیس علل معنویہ گرفتاری قلب است بما دون حق سبحانہ وتعالی وتاازیں گرفتاری بتمام آزادی میسر نہ شود ۔سلامتی محال است ۔چہ شرکت رادراں حضرت جل سلطانہ اصلا بارنیست الا للہ الدین الخالص فکیف کہ شریک راغالب ساختہ باشند۔الخ

ترجمہ مکتوب

اہل اللہ امراض قلبی کے طبیب ہیں، باطنی بیماریوں کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ پر منحصر ہے ان کا کلام دوا ہے اوران کی نظر شفا ہے۔ یہ وہ قوم ہے کہ ان کا ہم نشیں شقی نہ ہوگا۔ یہ اللہ کے جلیس ہیں کہ انہیں کے طفیل لوگ بارش دئے جاتے ہیں اور روزی سے بہرہ ور ہوتے ہیں ۔تمام باطنی اور معنوی امراض کا سردار حق سبحانہ تعالی کے علاوہ کے ساتھ قلب کی گرفتاری ہے جب تک اس گرفتاری سے پوری آزادی میسر نہ ہوجائے سلامتی محال ہے اس لئے کہ اس دربار جل سلطانہ میں شرکت کی قطعا گنجائش نہیں ہے پس کیا حال ہوگا جبکہ شریک کو غالب کردیا جائے۔الخ

مکتوب ۱۱۴

بہ صوفی قربان صدور یافتہ

ذرۂ از متابعت سنت مرضیہ بمراتب بہتر است از جمیع تلذذات دنیوی وتنعّمات اخروی۔مثلا خواب نیم روزے کہ از روئے ایں متابعت واقع شود از کرور کرور احیائے لیالی کہ نہ از متابعت اوست اولی وافضل است وہمچنیں افطار یوم فطر کہ شریعت مصطفوی بآں امر فرمودہ است از صیام ابدالآباد کہ نہ ماخوذ از شریعت است بہتر است ۔اعطاء جبیتلی بامر شارع از انفاق کوہ زر کہ از نزد خود باشد فاضل تر است۔

ترجمہ مکتوب

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ سنت کی ذرہ برابر متابعت جملہ لذات دنیویہ اور تنعّمات اخرویہ سے بدرجہا بہتر ہے۔مثلا دوپہر کا سونا جو اتباع سنت کے طور پر واقع ہو کڑوروں رات کے زندہ رکھنے سے افضل ہے جو آپ کی متابعت سے نہ ہو۔ایسے ہی عید کے دن کا افطار کہ شریعت مصطفوی نے اسکا امر فرمایا ہے ہمیشہ کے روزے سے بہتر ہے جو شریعت سے ماخوذ نہیں ہے۔اسی طرح ایک پیسہ امر شارع سے خرچ کرنا سونے کے پہاڑ کے خرچ کرنے سے افضل ہے جو اپنی منشا سے ہو۔الخ

مکتوب ۱۱۹

بمیر محمد نعمان بدخشی صدور یافتہ

در بیان آنکہ ایں راہ دیوانگی میطلبد درخبر آمدہ است لا یؤمن احدکم

حتی یقال انه مجنون چوں جنوں آمداز تدبیر زن وفرزند فارغ گشت از اندیشہ کذا وکذا جمعیت میسر شد اسباب جمعیت خلق باعث تفرقہ ایشان است دست دراسباب تفرقہ خلق باید زد تا جمعیت حاصل آید وباعث ایں جمعیت صحبت ارباب جمعیت است زود تدارک آں بکنید وبے استطاعتی را عین استطاعت دانستہ رفع بعدصوری نمائید۔شنیدہ شدہ کہ مولانا محمد صدیق وضع فقرا را گذاشتہ نوکری اختیار کردہ است ۔افسوس ہزار افسوس ۔کہ کسے را از اعلی علیین باسفل سافلین برند امر اواز دوحال بیروں نخواہد بود یا درنوکری جمعیتش خواہند داد یا نخواہند داد۔اگر خواہند داد بدو اگر نخواہند داد بدتر۔

ترجمہ مکتوب

اس بات کے بیان میں کہ یہ راہ دیوانگی کا طلبگار ہے حدیث میں آیا ہے کہ آدمی مومن کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو مجنون نہیں کہا جاتا۔جب جنون آتا ہے تو اہل وعیال کی تدبیر سے فارغ ہوجاتا ہے اور ایسے ویسے اندیشوں سے جمعیت نصیب ہوجاتی ہے جمعیت خلق کے اسباب ان (صوفیاء) کے تفرقہ کے اسباب ہیں۔ہاتھ تفرقۂ خلق کے اسباب میں مارنا چاہئے تاکہ جمعیت نصیب ہو، اور اس جمعیت کا باعث اصحاب جمعیت کی صحبت ہے جلد از جلد اسکا تدارک کریں اور بے استطاعی کو عین استطاعت سمجھ کر ظاہری دوری کو دور کریں۔سنا گیا ہے کہ مولانا صدیق فقراء کی وضع ترک کرکے نوکری اختیار کرلی ہے۔افسوس ہزار افسوس کہ کسی کو اعلی علیین سے اسفل السافلین میں لیجائیں۔ان کا معاملہ دوحال سے خالی نہ ہوگا یا تو نوکری میں جمعیت ان کو عطا فرمائیں گے یا نہیں اگر

دیں گے تو برا ہے اور اگر نہیں دیں گے تو اس سے برا ہے۔

مکتوب ۱۲۰

در ترغیب بر صحبت ارباب جمعیت

ولا تعدل بالصحبة شیئا کائنا ما کان الا تریٰ ان اصحاب رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فضلوا بالصحبة علی من عداهم سوی الانبیاء علیهم السلام وان کان اویسا قرنیا او عمرا مرو انیا مع بلوغهما نهایة الدرجات وغایة الکمالات ۔ولو علم اویس فضیلة الصحبة بهذه الخاصة لم یمنعه مانع من الصحبة وما اثر شیئا من الاشیاء علی هذه الفضیلة۔

اللهم وان لم تخلقنا فی هذه النشأة فی قرن هؤلاء الاکابر فاجعلنا فی النشأة الاخرة محشورین فی زمرتهم بحرمة سید المرسلین علیه وعلیهم الصلوة والتسلیمات والتحیات۔والسلام

ترجمہ مکتوب

ارباب جمعیت کی صحبت پر ترغیب کے بیان میں

کچھ بھی ہو صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اسی صحبت کی بناء پر سوائے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے افضل قرار دئے گئے اگرچہ اویس قرنی ہوں یا عمر مروانی، باوجودیکہ یہ حضرات نہایت درجات اور غایت کمالات تک پہونچے ہوئے تھے۔اگر اویس قرنی

صحبت کی فضیلت اسقدر سمجھے ہوتے تو ان کو صحبت سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی اور اس صحبت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے۔

اے اللہ اگر چہ تو نے ہم کو نشاۃ اولیٰ (دنیا) میں ان اکابر کے زمانہ میں پیدا نہ فرمایا تو نشاۃ آخرہ (آخرت) میں ان اکابر کے زمرہ میں بحرمہ سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات کے محشور فرمانا۔ آمین۔ والسلام

مکتوب ۱۲۷

بملا صفر احمد صدور یافتہ

خدمت والدین ہر چند از حسنات است اما در جنب وصول بمطلوب حقیقی بیکاری محض است وتعطیل صرف۔ چرا کہ حق اللہ سبحانہ وتعالی بر حقوق جمیع خلائق مقدم است ادائے حقوق مخلوق امتثالا لامرہ است سبحانہ والا کرا مجال آں بود کہ خدمت اورا گذاشتہ بخدمت دیگرے اشتغال نماید۔ پس خدمات اینہا بایں تقریب از جملہ خدمات حق است اما از خدمت تا خدمت فرق بسیار است۔

ترجمہ مکتوب

والدین کی خدمت اگر چہ حسنات میں سے ہے مگر مطلوب حقیقی کے وصول کے مقابلہ میں محض تعطل و بیکاری ہے اس لئے کہ اللہ سبحانہ تعالی کا حق تمام مخلوق کے حقوق پر مقدم ہے۔ مخلوق کے حقوق کی ادائیگی اللہ سبحانہ تعالی کے حکم کی تعمیل ہی میں ہے ورنہ کسی کی مجال تھی کہ ان کا حق چھوڑ کر دوسرے کی خدمت میں مشغول ہوتا بس مخلوق کی خدمت اس واسطے سے حق تعالی ہی کی خدمات ہے مگر

اس خدمت اور اس خدمت میں بہت فرق ہے

مکتوب ۱۳۲

بملا محمد صدیق بدخشی صدور یافتہ

اے برادر ظاہرا از صحبت فقرا دل تنگ شدہ مجلس اغنیا اختیار کردہ اید بسیار بد کردہ اید امروز اگر چشم شما پوشیدہ است فردا خواہند کشاد وغیر از ندامت فائدہ نخواہد کرد۔

ترجمہ مکتوب

اے بھائی! تم نے فقراء کی صحبت ترک کر کے اغنیاء کی صحبت اختیار کی ہے تو بہت برا کیا ہے۔ اگر آج تمہاری آنکھ بند ہے تو کل کو کھولی جائیگی پھر سوائے شرمندگی کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

مکتوب ۱۵۳

مرضی حق سبحانہ وتعالی را ملاحظہ باید کرد واہل عالم راضی باشند یا نباشند عدم رضاے ایشاں چہ خواہد بود مقصود حق را سبحانہ وتعالی باید دانست بااو ہر چہ جمع شود شود اگر نشود گو نشود۔ ع رخسار من اینجا و تو در گل نگری

ترجمہ مکتوب

حق سبحانہ تعالی کی مرضی کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اہل عالم راضی ہوں یا نہ راضی ہو۔ آخر ان کی ناراضی کیا کریگی؟ مقصود اللہ سبحانہ کو سمجھنا چاہئے اس کے ساتھ جو جمع ہو جائے۔ ہو جائے اگر نہ ہوئے کچھ پرواہ نہیں ہے۔ (ترجمہ مصرع) میرا رخسار یہاں موجود ہے اور تم پھول میں اپنی نظر کو مشغول کئے ہو۔

ف: محبوب حقیقی کے ہوتے ہوئے محبوب مجازی و دنیوی کی حسن فانی کی طرف جرأت کس قدر تعجب کی بات ہے۔ (قمر الزمان)

مکتوب ۱۸۴

بہ قلیج اللہ صدور یافتہ

اے فرزند آنچہ فردا بکار خواہد آمد متابعت صاحب شریعت است علیہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ احوال ومواجید وعلوم ومعارف واشارات ورموز اگر بآں متابعت جمع شوند فبہا ونعمت والا جز خرابی واستدراج ہیچ نیست۔ سید الطائفہ جنیدرا بعد از فوت شخصے بخواب دید واز حالش پرسید۔ در جواب گفت طَاحَتِ الْعِبَارَاتُ وَفَنِیَتِ الْاِشَارَاتُ وما نفعنا الا رکیعات رکعناھا فی جوف اللیل۔

ترجمہ مکتوب

اے فرزند! جو کچھ کل قیامت میں کام آئیگی وہ صاحب شریعت کی متابعت ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ۔

احوال ومواجید وعلوم ومعارف واشارات ورموز اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے ساتھ جمع ہو جائیں تو ٹھیک ہے یہی مراد ہے ورنہ استدراج وخرابی کے سوائے ذلیل ہونے کے اور کچھ نہیں ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنیدؒ کو کسی نے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور ان کے حال کے متعلق دریافت کیا تو جواب میں فرمایا۔ عبارات سب کی سب فنا ہو گئیں۔ اور اشارات محو ہو گئے ہم کو سوائے ان رکعتوں کے جو درمیان شب پڑھا کرتے تھے کچھ کام نہ آئے۔

ف: اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

مکتوب ۲۲۶

بہ برادر حقیقی خود شیخ محمد مودود صدور یافتہ

خانقاہ مجددیہ کی طرف ترغیب

اے برادر! مردم از اطراف وجوانب ترک اسباب دنیوی نمودہ در رنگ مورد ملخ میریزند وشما قدر دولت خانگی را ناشناختہ در طلب دنیائے دنیہ بذوق مے دوید وبشوق خواہاں حصول آیند۔ الحیاء شعبۃ من الایمان۔

اے برادر ایں نوع اجتماع اہل اللہ وایں قسم جمعیت للہ وفی اللہ کہ امروز در سرہند میسر است اگر گرد عالم گردید عشر عشیر آں پیدا نیارید شما اچنیں دولت را مفت از دست دادید واز جواہر نفیس در رنگ طفلان بجوز ومویز اکتفا نمودید

مصرعہ شرمت باد اہزار شرمت باد

بلقمہ ہائے چرب وشیریں مفتون نشوید وبلباس ہائے نفیس ومزیب فریب نخورید کہ نتائج آنہا غیر از حسرت وندامت چہ در آخرت ہیچ نیست۔ بواسطۂ رضا طلبی اہل وعیال خود را دو بلا انداختن واختیار عذاب اخروی نمودن از عقل دور اندیش بسیار دور است حق سبحانہ وتعالیٰ عقل دہاد وتنبہ کناد۔

ترجمہ مکتوب

اے برادر! لوگ اطراف وجوانب سے اسباب دنیوی کو چھوڑ چھوڑ کر مثل چیونٹی وٹڈی کے دوڑے چلے آرہے ہیں۔ اور تم گھر کی دولت کی ناقدری کر کے کمینی دنیا کی طلب میں ذوق وشوق سے دوڑ رہے ہو۔ اور لوگ شوق سے اس

نعمت باطنی کے حصول کی طلب میں آرہے ہیں۔حدیث پاک میں ہے کہ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔(اس لئے تم کو شرم آنا چاہئے یعنی اس دولت کی طلب میں تم کو سرگرم ہوجانا چاہئے۔وباللہ التوفیق۔قمرالزمان)

اے برادر! اہل اللہ کے اس قسم کے اجتماع اور اس نوع کی للہ فی اللہ جمعیت جو اس وقت سرہند میں میسر ہے اگر عالم میں پھر کر دیکھو گے تو اس کا سواں حصہ بھی حاصل نہ کرسکو گے۔تم نے مفت میں ایسی دولت کھودیا اور بچوں کی طرح نفیس جواہرات کو ضائع کر کے اخروٹ اور منقیٰ پر اکتفا کیا۔

ترجمہ مصرع تم کو شرم چاہئے ہزار مرتبہ شرم چاہئے۔

چرب وشریں لقموں سے فتنوں میں نہ پڑو اور نفیس لباسوں سے دھوکہ نہ کھاؤ اس لئے کہ اس کا ثمرہ دنیا وآخرت میں سوائے حسرت وندامت کے کچھ حاصل نہیں۔اہل عیال کی رضا طلبی کی وجہ سے اپنے کو بلا ومصیبت میں ڈالنا اور عذاب اخروی میں مبتلا کرنا عقل دور اندیش سے بہت بعید ہے۔حق سبحانہ تعالی عقل دے اور تنبہ عطا فرمائے۔آمین

مکتوب ۱۴۰

بملا محمد معصوم کابلی صدور یافتہ

محبت آثار۔رنج ومحنت از لوازم محبت است اختیار فقر را در دوغم لابد است ؎

غرض از عشق تو ام چاشنی در دوغم است
ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

دوست آوارگی مے خواہد تا از غیر او بکلیہ انقطاعی حاصل گردد۔ایں جا

آرام در بے آرامی است وساز در سوز است وقرار در بے قراری وراحت در جراحت۔تمام خود را بمحبوب باید سپرد وہر چہ از و بیاید بہ اشد رضا باید۔قبول کرد وابرو نباید پیچید۔

ترجمہ مکتوب

محب من! رنج ومحنت لوازم محبت سے ہے۔فقر ودرویشی اختیار کرنی ہے تو درد وغم سے چارہ نہیں ہے

ترجمہ ع: تیرے عشق سے مقصد درد وغم کی چاشنی سے لطف واندوز ہونا ہے ورنہ اس آسمان کے نیچے راحت وآرام کے اسباب کیا کم ہیں۔محبوب تو آوارگی کا طلب گار ہوتا ہے تاکہ اس کے غیر سے بالکل انقطاع ہوجائے اور اس طریق میں آرام تو بے آرامی میں ہے اور ساز در سوز میں ہے۔قرار بے قراری میں ہے اور راحت جراحت میں ہے۔اپنے کو پوری طرح محبوب کے سپرد کر دینا چاہئے پھر اس کی طرف سے جو کچھ بھی پیش آئے کمال رضا سے قبول کرنا چاہئے۔ذرا بھی چیں بجبیں نہ ہونا چاہئے۔

ف: سبحان اللہ کیا خوب مکتوب ہے۔(قمرالزمان)

مکتوب ۲۳۷

بملا محمد طالب بیانکی صدور یافتہ

یاران آنجا را باید کہ صحبت شیخ داؤد را غنیمت شمردہ در حلقہ یک جا بنشینند ودر یک دیگر فانی باشند تا جمعیت حاصل شود ومعاملہ بترقی انجامد ومطالعہ مکتوبات را لازم گیرند کہ سودمند است

ع دادیم ترا زگنج مقصود ونشاں والسلام

ترجمہ مکتوب

وہاں کے یاروں کو چاہئے کہ شیخ داؤد کی صحبت کو غنیمت جان کر حلقہ میں ایک جگہ بیٹھیں اور ایک دوسرے میں فانی ہو جائیں تا کہ جمعیت حاصل ہو اور معاملہ ترقی پذیر ہو مکتوبات کے مطالعہ کو ضروری قرار دیں اس لئے کہ بہت مفید ہے۔تم کو مقصود کے خزانہ کا نشاں بتلا دیا۔السلام

مکتوب ۲۳۸

میر محمد نعمان صدور یافتہ

درتنبیہ برانکہ مبادا تکثیر اخوان واحوال ومعارف مریدان باعث توقف پیراں شود ومنجر بعجب گردد۔باید کہ منظور نظر احوال واعمال خود باشد مبادا کہ حرارت مسترشدان درکارخانہ مرشداں برودت اندازد ازیں معنی لرزاں وترساں باید بود، چہ جائے کہ بانتہا مفاخرت ومباہات باید کرد بلکہ باید ترقیات مریداں باعث شرمندگی وخجالت باشد وحرارت طلب طالبان موجب غیرت وعبرت بود۔الی آخرہ

ترجمہ مکتوب

میر محمد نعمان کو لکھا گیا ہے۔اس بات کی تنبیہ میں کہ بعض دفعہ طریق کے بھائیوں کی کثرت اور مریدوں کے احوال ومعارف پیروں کے توقف کے باعث ہو جاتے ہیں اور عجب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔چاہئے کہ اپنے احوال واعمال کی طرف نگاہ رکھی جائے۔ممکن ہے کہ مسترشدین کی حرارت مرشدوں کے کارخانہ میں برودت کا سبب بن جائے اس سے ڈرتے ولرزتے رہنا

چاہئے۔چہ جائیکہ ان کے احوال پر فخر وناز کیا جائے۔بلکہ چاہئے کہ مریدین کی ترقیات شرمندگی اور خجالت کا باعث ہو۔اور طالبوں کے طلب کی حرارت موجب عبرت وغیرت ہو۔الخ

مکتوب ۲۵۵

بملا محمد طاہر لاہوری صدور یافتہ

درترغیب براحیائے سنت ورفع بدعات نامرضیہ وآنکہ بدعت ہر گونہ کہ باشد مستلزم رفع سنت است واحیائے یکئے موجب اماتت دیگرے۔

درمکتوب دوصد وشصتم مے نویسند۔اکثر خلائق چوں ازیں معنے نصیب ندارند (یعنی آنکہ نفل را باندازہ فرض ہیچ اعتدادے نیست) فرائض را خراب ساختہ درترویج نوافل میکوشند،صوفیہ خام ذکر وفکر را از اہم مہام دانستہ درایتان فرائض وسنن مساہلات می نمایند واربعینات وریاضات را اختیار نمودہ ترک جمعہ وجماعت می کنند نمیدانند کہ ادائے یک فرض بجماعت از ہزار راں اربعین ایشاں بہتر است آرے ذکر وفکر بامراعات آداب شرعیہ بہتر ومہم تر است۔

وعلمائے بے سرانجام نیز درترویج نوافل سعی دارند وفرائض را خراب وابتر مے سازند۔

ہر گاہ مقتدایان اسلام ایں معاملہ نمایند از عوام چہ گوید۔

ترجمہ مکتوب

احیائے سنت اور رفع بدعت کی ترغیب میں

اور اس میں کہ بدعت جس طرح بھی ہو وہ سنت کے رفع کے لئے لازم

ہے اور ایک کو زندہ کرنا دوسری کو مردہ کرنے کے موجب ہے

مکتوب ۲۰۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکثر مخلوق اس معنی سے مطلع نہیں ہے (یعنی یہ کہ فرض کے مقابلہ میں نفل کا کچھ اعتبار نہیں) اس لئے فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ ناقص صوفیہ ذکر وفکر نہایت اہم سمجھ کر فرائض اور سنن میں کوتاہی کرتے ہیں اور اربعین وریاضت کو اختیار کر کے جمعہ اور جماعت کو ترک کرتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ ایک فرض کو جماعت سے ادا کرنا ان کے ہزاروں اربعین سے بہتر ہے۔ ہاں ذکر وفکر آداب شرعیہ کی رعایت کے ساتھ بہتر اور اہم ہے۔

علمائے نا عاقبت اندیش بھی نوافل کی ترویج میں سعی کرتے ہیں اور فرائض کو خراب اور ابتر کرتے ہیں۔ اور فرائض کی ادئیگی میں کسل کرتے ہیں اور جب اسلام کے مقتداء ایسا کرتے ہیں تو عوام کے متعلق کیا کہا جائے۔ الخ

مکتوب ۲۶۱

بسیادت مآب میر محمد نعمان صدور یافتہ

در بیان فضائل نماز وکمالات مخصوصۃ آں۔

نماز است کہ لذت بخش غمگساران است نماز است کہ راحت دہ بیماران است **اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ** مزیست ازیں ماجراو **قرتی عینی فی الصلوٰۃ** شارہ ایست بایں متمنی اذواق ومواجید وعلوم ومعارف واحوال ومقامات وانوار والوان

وتلوینات وتمکینات وتجلیات متکیفہ وغیر متکیفہ وظہورات متلونہ وغیر متلونہ ہر چہ ازینہا در بیرون نماز میسر شود وبے آگاہی از حقیقت نماز رود ہد۔ منشاء آظلال وامثال است بلکہ ناشی از وہم وخیال (ثم قال)

جمعے را ازیں طائفہ کہ بحقیقت نماز آگاہ نساختند وبکمالات مخصوصہ آن اطلاع نہ بخشیدند معالجات امراض خودرا از امور دیگر جستند وحصول مرادات خودرا باشیاے دیگر مربوط ساختند۔ از عدم آگاہی حقیقت نماز است کہ تسکین اضطراب خودرا از سماع نغمہ ووجد وتواجد جستند ومطلوب خودرا در پردہاے نغمہ مطالعہ نمودند لاجرم رقص ورقاصی را دیدن خود گرفتند باآنکہ شنیدہ باشند ماجعل اللہ فی الحرام شفاء **بلے الغریق یتعلق بکل حشیش وحب الشیء یعمی ویصم۔**

ع چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

ترجمہ مکتوب

نماز کے فضائل اور اس کے خاص کمالات میں۔

نماز غم گساروں کے لئے لذت بخش ہے۔ اور نماز بیماروں کے لئے راحت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد اے بلال نماز سے راحت پہونچاؤ۔ میں یہی رمز ہے۔ نیز میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اسی مقصد کی طرف اشارہ ہے۔ اذواق ومواجید وعلوم ومعارف اور احوال ومقامات اور انوار والوان وتلوینات وتمکینات وتجلیات متکیفہ وغیر متکیفہ اور ظہورات متلونہ اور غیر متلونہ جو کچھ بھی نماز سے خارج ہے میسر ہو اور حقیقت نماز سے بے آگاہی سے رونما ہو اس کا منشاء ظلال ہے اور امتثال۔ بلکہ وہم خیال سے ناشی ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک جماعت کو

اللہ نے حقیقت نماز سے آگاہ نہیں فرمایا اور اسکے مخصوص کمالات سے مطلع نہ فرمایا اور انہوں نے امراض کا علاج دوسرے امور سے کیا۔ اور اپنی مرادات کے حصول کو دوسری چیزوں سے مربوط کیا تو یہ حقیقت نماز سے بے آگاہ ہی کی وجہ سے ہے کہ اپنے اضطراب کی تسکین کو نغمہ کے سماع اور وجد و تواجد میں ڈھونڈھا اور اپنے مطلب کو نغمہ کے پردوں میں ہی مطالعہ کیا تو رقص و رقاصی ہی کو اختیار کر لیا حالانکہ ان لوگوں نے سنا ہوگا کہ اللہ نے حرام میں شفا نہیں رکھی ہے بلکہ ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہو جاتا ہے اور کسی چیز سے محبت محب کو اندھا بہرا بنا دیتی ہے۔

جب ان لوگوں نے حقیقت نہیں دیکھا تو افسانہ کی راہ اختیار کر لیا۔

مکتوب ۳۱

در وعظ و نصیحت فرزند عزیز

بخواجہ شرف الدین حسین صدور یافتہ

فرصت مغتنم است باید کہ تمام بامور لا طائل صرف نشود بلکہ تمام بمراضی حق جل وعلا صرف یابد۔ نماز پنجگانہ بہ جمعیت و جماعت با تعدیل ارکان باید کہ ادا یابد و نماز تہجد را از دست ندہند و استغفار سحر را رائگان نگذارند و بخواب خرگوش محظوظ نباشند و بحظوظ عاجلہ مغتر نگردند و تذکر موت و اہوال آخرت نصب العین دارند بالجملہ از دنیا معرض باشند و بآخرت مقبل۔ بقدر ضرورت بدنیا پردازند و سائر اوقات را باشتغال امور آخرت معمور دارند حاصل کلام آں کہ دل باید کہ از گرفتاری ماسوی آزاد باشد و ظاہر باحکام شرعیہ متحلّی و متزین

ع کار این است غیر ایں ہمہ ہیچ والسلام

ترجمہ مکتوب

فرزند عزیز کی نصیحت میں

بفرصت غنیمت ہے اس لئے چاہئے کہ اس کو لایعنی باتوں میں صرف نہ کیا جائے بلکہ ہمہ وقت حق جل وعلا کی مرضیات میں صرف کیا جائے۔ نماز پنجگانہ جمعیت اور جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے اور نماز تہجد کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اور صبح کے استغفار کو ضائع نہ کیا جائے۔ اور خواب خرگوش سے متلذذ نہ ہوں۔ اور دنیوی لذات سے دھوکہ میں نہ پڑیں۔ اور موت اور احوال آخرت کے ذکر و یاد کو نصب العین بنائے رکھیں۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا سے روگرداں رہیں۔ اور آخرت کی طرف متوجہ رہیں۔ بقدر ضرورت دنیا میں مشغول ہوں۔ اور تمام اوقات کو امور آخرت کے اشتغال ہی سے معمور رکھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دل ماسوے اللہ کی گرفتاری سے آزاد ہو ظاہر احکام شرعیہ سے آراستہ و پیراستہ۔

کام تو بس یہ ہے بقیہ تمام ہیچ در ہیچ یعنی کچھ نہیں ہے۔

ف: اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کام پر لگا دے۔ آمین (قمر الزمان)

مکتوب ۳۷

بفقیر عبدالحی جامع ایں مکتوبات است صدور یافتہ

در بیان فضائل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ

ہیچ چیز در تسکین غضب رب جل سلطانہ ازیں کلمۂ طیبہ نافع تر نیست ہر گاہ ایں کلمہ طیبہ تسکین غضب دخول نار فرماید ضغب ہای دیگر کہ خود دون اوست بطریق اولی تسکین آنہا نماید۔

وایں کلمہ طیبہ کلید خزائن نود ونہ رحمت است کہ برائے آخرت ذخیرہ فرمودہ اند ومیداند کہ شفیع ترے از برائے ظلمات کفر وکدورات شرک ازیں کلمہ طیبہ دیگرے نیست کسے کہ تصدیق بایں کملہ طیبہ کردہ باشد وذرۂ ایمان حاصل کردہ ومع ذالک برسوم کفر ورذائل شرک مبتلا گشتہ امید است کہ بشفاعت ایں کلمہ از عذاب بیروں آید واز عقوبت دوزخ نجات یابد۔ چنانچہ در دفع عقوبات سائر کبائر ایں امت شفاعت محمد رسول اللہ ﷺ انفع وادخل است۔ آں قدر عفو وغفران حق جل وعلا کہ درشان ایں امت کارخواہد رفت معلوم نیست کہ در شان جمیع امم ماضیہ بکار رود ونود ونہ رحمت را گویا برائے ایں امت پر ذنوب ذخیرہ ساختہ اند کہ مستحق کرامت گناہگارانند۔

کوتاہ نظران تعجب دارند کہ بیک گفتن لا الہ الا اللہ چگونہ دخول جنت میسر شود۔ از برکات ایں کلمہ طیبہ واقف نیستند۔ محسوس ایں فقیر شدہ است اگر تمام عالم را بہ یک گفتن ایں کلمہ طیبہ بہ بخشند وبہ بہشت فرستند گنجائش دارد ومشہود مے گردد کہ برکات ایں کلمہ مقدسہ اگر بتمام عالم قسمت کنند تا ابد الآباد ہمہ را کفایت کند وہمہ را سیراب بگرداند فکیف کہ بایں کلمۂ مقدسہ محمد رسول اللہ جمع شود وتبلیغ بتوحید انتظام یابد ورسالت باولایت قرین گردد واز مجموعہ ایں دہ کلمہ کمالات ولایت ونبوت جمع گردند وبایں ہر دو سعادت مستعد شوند۔ از ینجا فضیلت ایں ذکر را باید دریافت کہ تمام دنیا را در جنب وے ہیچ مقدارے واحساسے نیست کاشکے حکم قطرۂ میداشت نسبت بدریائے محیط۔

ظہور عظمت ایں کلمہ باعتبار درجات گوینده است ہر چند درجہ گوینده پیشتر

ظہور عظمت ایں کلمۂ مقدسہ بیشتر۔

يَزِيْدُكَ وَجْهُهٗ حُسْنًا اِذَا مَازِدْتَّهٗ نَظَرًا

آرزوئے درد دنیا معلوم نیست کہ برابر ایں باشد کہ کسے در گوشہ خزیدہ باشد وبتکرار ایں کلمہ طیبہ متلذذ ومحظوظ بود اما چہ تواں کرد کہ جمیع آرزوہا میسر نیست واز اختلاط خلق چارۂ نہ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ مکتوب

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے فضائل کے بیان میں

رب جل سلطانہ کے غضب کی تسکین میں کلمہ طیبہ سے بڑھکر کوئی چیز نافع نہیں ہے۔ جبکہ یہ کلمہ طیبہ دخول غضب کے سلسلہ میں تسکین بخشتا ہے۔ تو دوسرے غضب جو اس سے کمتر ہے۔ ان میں تو بدرجہ اولی تسکین بخش ثابت ہوگا۔ اور یہ کلمہ طیبہ نناوے رحمت کے خزانوں کی کنجی ہے کہ آخرت کے لئے جمع کررہا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ کفر کی ظلمات اور شرک کے کدورات کے دفع کے لئے اس کلمہ طیبہ سے بڑھکر کوئی شفیع نہیں ہے۔ جو شخص اس کلمہ طیبہ کی تصدیق کرلی ہو اور ایمان کا ایک ذرہ بھی حاصل کرلیا ہو۔ مگر اس کے باوجود رسوم کفر اور رذائل شرک میں مبتلا ہے تو امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت عذاب سے چھٹکارا پا جائیگا اور دوزخ کی سزا سے نجات پا جائیگا۔ چنانچہ اس امت کے تمام کبائر کی سزاؤں سے نجات کے لئے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت زیادہ نافع اور کارآمد

ہے جس قدر اللہ جل وعلی کا عفو اور مغفرت اس امت کے کام آئیگی ۔معلوم نہیں تمام گزشتہ امتوں کی شان میں کام آئیگی یا نہیں ۔اور ننانوے رحمت کو گویا اللہ نے اس گنہگار امت کا ذخیرہ فرمالیا ہے ۔اس لئے کہ کرامت بخشش کے مستحق تو گنہگار ہی ہوا کرتے ہیں ۔کوتاہ نظر لوگ تعجب کرتے ہیں ۔کہ صرف ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کے کہنے سے کیسے دخول جنت میسر ہو جائیگا تو یہ لوگ اس کلمہ کے برکات سے واقف نہیں ہیں ۔اس فقیر کو تو یہ محسوس ہوا ہے کہ اگر تمام عالم کو فقط اسی کلمہ طیبہ کے کہنے سے بخش دیں اور بہشت میں بھیجدیں ۔تو اسکی گنجائش ہے ۔اور یہ مکشوف ہو رہا ہے کہ اگر اس کلمہ مقدسہ کے برکات کو تمام عالم پر تقسیم کر دیا جائے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سبکو کافی ہو جائے اور تمام کے تمام کو سیراب کر دے پس کیا عالم ہوگا جبکہ اس کلمہ مقدسہ کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع ہو جائیں ۔اور تبلیغ توحید کے سلک میں منسلک ہو جائے اور رسالت ولایت کا قریں ہو جائے ۔ تا کہ ان دو کلموں کے مجموعہ سے ولایت ورسالت کے کمالات کو جمع فرمالیں ۔اور ان دونوں سعادتوں سے مشرف ہو جائیں ۔ یہاں سے ذکر کی فضیلت معلوم کر لینا چاہئے کہ اس کے مقابلہ میں تمام دنیا کی کوئی حیثیت اور وزن نہیں ہے ۔کاش دریائے محیط کے ساتھ قطرہ ہی کا حکم رکھتی (یعنی یہ بھی نہیں ہے) اس کلمہ کی عظمت کا ظہور اس کے کہنے والے کے اعتبار سے ہوتا ہے ۔جسقدر کہنے والے کا درجہ آگے ہوگا اسی قدر اس کلمہ مقدسہ کی عظمت کا ظہور ہوگا ۔

جسقدر اس کے چہرہ کی طرف نظر زیادہ کروگے اسی قدر تم کو اس کا چہرہ حسن کے اعتبار سے زیادہ معلوم ہوگا ۔کوئی آرزو دنیا میں اس کے برابر نہیں ہے

کہ کوئی کسی گوشہ میں چلا جائے اور اس کلمہ طیبہ کے تکرار سے متلذ ذ اور لطف اندوز ہو مگر کیا کیا جائے کہ تمام آرزوئیں میسر نہیں ہوا کرتیں اور مخلوق کے اختلاط سے چارہ نہیں ہے ۔

اے اللہ ہمارے رب ہمارے نور کو پورا فرمایئے اور ہماری مغفرت فرما دیجئے اس لئے کہ آپ ہر شئی پر قادر ہیں ۔

ف: سبحان اللہ کیا خوب اس کلمہ طیبہ کی تعریف کرائی جو درحقیقت حضرت مجدد صاحبؒ کے اس کلمہ کی کمال معرفت پر دال ہے ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے حظ وافر نصیب فرمائے ۔ اس مکتوب کو حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ گاہے گاہے اہل مجلس کو سناتے تھے ،خود محظوظ ہوتے تھے اور سالکین راہ کو محظوظ فرماتے تھے ۔(قمر الزمان)

مکتوب ۴۷

بخواجہ محمد قاسم بدخشی صدور یافتہ

درنصیحت وترغیب برصحبت

گرفتاری ہاے لا طائل شمار انگذاشت کہ یک ہفتہ صحبت دارید مجموع ایام صحبت شما معلوم نیست کہ بیک عشرہ کشیدہ باشد از خدا تعالی شرم باید داشت کہ از ہزار روز یک روز راہم برائے خدائے عزوجل انتخاب نمیکند از تعلقات شتی خود را جمع نمے نمائید ۔

جوہر استعداد شما نفیس است اما چہ فائدہ کہ از قوت بفعل نیامدہ ۔استعداد شما بلند است لیکن ہمت شما پست ۔در رنگ طفلاں از جوہر ہاے نفیس بخزف

ریزہائے خسیس آرام گرفتہ اید۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت کہ با کہ باختہ نرد در شب دیجور

حالا ہم ہیچ نرفتہ است فکر بر اصل باید نمود وعمدۂ ایں کار صحبت ارباب جمعیت است۔

ترجمہ مکتوب

صحبت کی تعریف میں

تم کو بیہودہ کاموں میں گرفتاری نے فرصت نہ دیا کہ ایک ہفتہ صحبت اختیار کرتے ۔تمہاری صحبت کے مجموعی دن معلوم نہیں دس دن بھی ہوئے یا نہیں۔اللہ سے شرم کرنا چاہئے کہ ہزاروں دن میں سے ایک دن بھی اللہ عزوجل کے لئے خاص نہیں کرتے اور مختلف تعلقات سے یکسوئی اختیار نہیں کرتے۔ تمہاری استعداد کا جوہر نفیس ہے۔مگر کیا فائدہ، جب کہ قوت سے فعل میں ظاہر نہیں ہورہا ہے۔تمہاری استعداد بلند ہے مگر تمہاری ہمت پست ہے۔بچوں کی طرح نفیس جوہروں کو چھوڑ کر خسیس سنگریزوں کو لیکر مطمئن ہوگئے ہوں۔

اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے فکر اصل کی طرف کرنا چاہئے اور اس کام کی بہترین چیز اصحاب سکون کی صحبت ہے۔

ف: اس لئے ہم سب کو اس کی فکر کرنی چاہئے کہ دل کی سکینت وطمانینت نصیب ہو جس کا طریقہ اصحاب جمعیت کی صحبت ہے۔واللہ الموفق (قمر الزمان)

مکتوب ۵۲

بخواجہ مہدی علی کشمیری صدور یافتہ

در ترغیب محبت ایں طائفہ

وَهُمْ قَوْلٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَلَا يُحْرَمُ اَنِيْسُهُم وَلَا يُخَيَّبُ مَسِيْسُهُمْ وهم جُلَسَاءُ اللهُ وَهُمْ اِذَا رُأُ وَ ذُكِرَ اللهُ وَ هُمْ مَنْ عَرَفَهُمْ وَجَدَ اللهُ نَظَرُهُمْ دَوَاءٌ وَكَلَامُهُمْ شِفَاءٌ وَ صُحْبَتُهُمْ ضِيَاءٌ وَبَهَاءٌ هُمْ مَنْ رَأَىٰ ظَاهِرَهُمْ خَابَ وَخَسِرَ وَمَنْ رَأَىٰ بَاطِنَهُمْ نَجٰى وَاَفْلَحَ۔

ترجمہ مکتوب

اس جماعت صوفیہ صافیہ سے محبت کے بارے میں

یہ وہ قوم ہے جسکا ہم نشیں شقی نہیں ہوتا اور ان کا انیس محروم نہیں ہوتا۔ اور یہ لوگ اللہ کے جلیس ہیں۔یہ وہ ہیں جب دیکھے جاتے ہیں تو اللہ یاد آتا ہے۔ اور جو ان کو پہچان لیگا اللہ کو پالیگا۔ان کی نظر دوا ہے اور ان کا کلام شفا ہے۔ان کی صحبت روشنی اور شادابی ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان کا صرف ظاہر کو دیکھا تو وہ خائب وخاسر ہوا اور جس نے ان کا باطن کو دیکھا وہ کامیاب اور فلاح ہوا۔

مکتوب ۶۰

بہ محمد تقی صدور یافتہ

درمنع از بحث فضولیات دین وترغیب مشغول شدن بضروریات دین

مخدوما بحث امامت از فروع دین است نہ از اصول شریعت اگر بحث امامت از ضروریات دین واز اصول شریعت می بود چنانچہ شیعہ گمان بردہ اند بایستی کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی در کتاب مجید تعین استخلاف مینمود وحضرت پیغمبر

علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بہ تنصیص وتصریح یکے را بعد دیگرے خلیفہ مے ساخت وچوں در کتاب وسنت اہتمام ایں امر مفہوم نہ شد۔معلوم شد کہ بحث امامت از فضول دین است نہ از اصول دین۔فضولی باید کہ بفضولیات اشتغال نماید۔ضروریات را گذاشتہ بفضولیات پرداختن عمر خود را صرف مالا یعنی کردن است وفی الحدیث عَلَامَۃُ اِعْرَاضِہٖ تَعَالٰی عن العبد اشتغالہ بما لا یعنیہ وضروریات دین آنقدر پیش است کہ نوبت بفضول نمیرسد۔

ترجمہ مکتوب

فضولیات دین میں کلام سے منع اور ضروریات دین کی مشغولیت کی ترغیب میں

مخدوم من۔امامت کی بحث دین کے فروغ سے ہے نہ کہ اصول شریعت سے۔امامت کی بحث اگر ضروریات دین اور اصول شریعت سے ہوتی (جیسا کہ شیعوں نے گمان کر رکھا ہے) تو چاہئے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی کتاب مجید میں خلفاء کی تعیین فرما دیتے۔اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصریح وتعیین کے ساتھ یکے بعد دیگرے خلیفہ بنا جاتے۔اور جب کتاب وسنت میں اس امر کا اہتمام معلوم نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ امامت کی بحث فضولیات دین سے ہے نہ کہ اصول دین سے۔کوئی بیکار آدمی ہوگا جو فضولیات میں مشغول ہوگا ضروریات کو چھوڑ کر فضولیات میں مشغول ہونا اپنے عمر کو لایعنی باتوں میں صرف کرنا ہے۔حدیث میں بندے سے اللہ تعالی کے اعراض کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں میں مشغول ہو۔ضروریات دین اس قدر درپیش ہے کہ فضولیات تک پہونچنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔الخ

ف: بالکل صحیح ہے۔اللہ تعالی ہی فضولیات سے بجائے اور اصل کام پر لائے۔آمین (قمر الزمان)

مکتوب ۶۹

بہ محمد مراد بدخشی صدور یافتہ

در تاکید بتعدیل ارکان نماز وطمانیت وتسویہ صفوف وتصحیح نیت در جہاد کفار وسعی کردن بر نماز تہجد واحتیاط در لقمہ زادکم اللہ تعالی ثباتا واستقامۃ۔

چوں اکثر مردم درادائے نماز مساہلت می نمایند وبطمانیت وتعدیل ارکان تقید نمے درزند بضرورت دریں باب تاکید ومبالغہ مینویسد استماع نمایند۔مخبر صادق فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام دزدترین دزدان کس است کہ از نماز خود بدزدد گفتند یا رسول اللہ از نماز خود چگونہ میدزدد فرمود علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام تمام نکند رکوع نماز را وسجود نماز را۔ونیز فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام نظر نہ کند خدائے تعالی بنماز بندہ کہ ثابت ندارد صلب خود را در رکوع وسجود خود۔

نصیحت دیگر کہ بیاراں نمودہ مے آید التزام نماز تہجد است کہ از ضروریات طریق است۔در حضور ہم بشما گفتہ بود کہ اگر ایں معنی متعسر نماید وبیداری خلاف معتاد میسر نشود جمعے از متعلقان را برایں امر باید گماشت۔تا دراں وقت شما را بطوع یا باکراہ بیدار سازند ونگذارند کہ شما در خواب غفلت افتادہ باشید چوں چند روز چنیں کردند امید است کہ بے تکلف مداومت بریں دولت میسر گردد۔

ونصیحت دیگر احتیاط در لقمہ است چہ درکار است کہ ہر چہ از ہر جا کسے بیابد بخورد وملاحظہ حل وحرمت شرعی نکند ایں کس بسر خود نیست۔

شرم باید داشت رعایت رضائے صاحب مجازی مینمائید ونمیخواہید کہ دقیقہ دریں باب فروگذاشتہ شود ومولائے حقیقی کہ از امور نامرضیہ نہی وزجر بلیغ میفرماید ہیچ التفاتے نکنید۔ایں اسلام است۔یا کفر نیک تامل نمائید ہنوز ہیچ نرفتہ است وتدارک ماسبق ممکن است۔التائب من الذنب کمن لاذنب لہ بشارت است۔مقصر اں را زیادہ چہ تاکید ومبالغہ نماید۔العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

ترجمہ مکتوب

نماز میں خشوع اور تعدیل ارکان کی تاکید نیز تسویہ صفوف اور قتال شرعی میں تصحیح نیت کی تاکید اور نماز تہجد میں سعی کرنے اور لقمہ کے بارے میں احتیاط کی تاکید میں۔

اللہ از روئے استقامت آپ کو ترقی دے۔چونکہ اکثر لوگ نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔اور تعدیل ارکان اور خشوع میں پابندی نہیں کرتے اس لئے بضرورت اس سلسلہ میں تاکید ومبالغہ سے لکھا جارہا ہے۔مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چوروں میں سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے۔لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز سے کوئی کیسے چوری کرتا ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس طرح کہ نماز کے رکوع کو تمام نہ کرے اسی طرح سجدہ کو پورا نہ کرے نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کی اس نماز کی طرف اللہ نظر نہیں فرماتا جو اپنی پشت کو رکوع اور سجود میں ثابت

نہیں کرتا۔دوسری نصیحت کہ دوستوں کو کی جاتی ہے وہ نماز تہجد کا التزام ہے جو کہ ضروریات طریق سے ہے۔حاضری کے وقت بھی تم سے کہا گیا تھا کہ اگر یہ عمل مشکل معلوم ہو اور بیداری خلاف عادت میسر نہ ہو تو متعلقین میں سے کچھ لوگوں مقرر کریں تاکہ اس وقت تم کو خوشی سے یا زبردستی جگا دیں۔اور خواب غفلت میں پڑا سوتا ہوا نہ چھوڑیں۔چند دن ایسا کریں امید ہے کہ بے تکلف اس دولت پے مداومت میسر ہو جائیگی۔دوسری نصیحت لقمہ میں احتیاط ہے کیا ضروری ہے کہ جو چیز جہاں سے بھی کوئی لائے تو کھا ہی لے اور شرعی حلت وحرمت کی تحقیق نہ کرے۔ایسا شخص اپنے اختیار میں نہیں ہے شرم کرنا چاہئے۔کہ مجازی ساتھی کی خوشنودی کی تو رعایت کرتے ہو اور نہیں چاہتے کہ اس معاملہ میں ایک دقیقہ بھی فروگذاشت ہو اور مولائے حقیقی جو کہ ناپسندیدہ امور سے سختی سے منع فرماتا ہے مگر اس کی طرف ذرا بھی التفات نہیں کرتے۔یہ اسلام ہے یا کفر۔خوب غور کرو ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔سابق کا تدارک ممکن ہے۔حدیث پاک ہے ''توبہ کرنے والا گناہ سے مثل اسکے ہے جس نے گناہ نہیں کیا'' یہ قصوروار وں کے لئے بشارت ہے۔زیادہ کیا تاکید ومبالغہ کرے۔عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے۔

مکتوب ۸۹

بسیادت پناہ میر محب اللہ صدور یافتہ

مخدوما مکرما۔وقت کار گذشتہ میرود ہر آنے کہ میگذرد لختے از عمر میکاہد واجل مسمی قریب میساز درامروز اگر متنبہ نہ شد فردا غیر از حسرت وندامت نقد وقت نخواہد بود۔ایں وقت وقت عمل است وقت عیش درپیش است در وقت

عمل عیش کردن زراعت خود را سبز خوردن است واز ثمرۂ آں باز داشتن زیادہ چہ تصدیع دہد۔ دولت صوری ومعنوی محصل باد۔

ترجمہ مکتوب

مخدوم ومکرم! کام کا وقت گذرتا جارہا ہے۔ جو لمحہ بھی گذر رہا ہے عمر کا ایک حصہ ختم ہورہا ہے۔ اور موت جس کا وقت مقرر ہے قریب ہوتی جارہی ہے۔ آج اگر متنبہ نہ ہوا تو کل سوائے حسرت وندامت کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ یہ وقت وقت عمل ہے۔ وقت عیش سامنے ہے عمل کے وقت عیش کرنا اپنی زراعت کو سبز ہی کھانا ہے اور اپنے کو اسکے پھل سے باز رکھنا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھا جائے صوری ومعنوی دولت حاصل رہے۔

دفتر ثالث مکاتیب شریفہ

مکتوب ۲

بحضرت خواجہ محمد سعید وخواجہ محمد معصوم صدور یافتہ

وایں مکتوب بحضرات صاحبزادگان در مواعظ ونصائح ارجمند وتسلی ودلداری اہل وعیال درزمانہ ابتلاے حضرت ایشان بحسب تحریر یافتہ است۔ وہوھذا۔

الحمد للہ رب العلمین فی السراء والضراء وفی الیسر والعسر وفی النعمة والنقمة وفی الرحمة والزحمة وفی الشدة والرخاء وفی العطیة والبلاء والصلوة والسلام علی من مااوذی نبی مثل ایذائه وماابتلی رسول نحو ابتلائه لهذا صار رحمة للعالمین وسید الاولین والآخرین۔

فرزندان گرامی وقت ابتلا ہر چند تلخ وبے مزہ است اما اگر فرصت دہند مغتنم است دریں وقت چوں شمار افرصت دادہ اند حمد خدا جل شانہ بجا آوردہ متوجہ کار خود باشند ویک لمحہ ویک لحظ فراغت برخود تجویز نہ کنند۔ ویکے از سہ چیز باید کہ خالی ازاں نباشند۔ تلاوت قرآن مجید۔ وادائے نماز بطول قرأت وتکرار کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ باید کہ بکلمۂ لانفی اِلٰہ ہواہاے نفس خود نمایند۔ وہیچ مرادے رادرساحت سینہ گنجائش ندہند تا حقیقت بندگی متحقق شود۔ چہ مراد خود خواستن مستلزم دفع مراد مولائے خود است وایں معنی مستلزم نفی مولای خود است واثبات مولویت

خود۔قبح ایں امر را نیک دریافتہ نفی دعوی الوہیت خود نمایند وایں معنی بعنایۃ اللہ سبحانہ وتعالی در ایام بلا ودر اوقات ابتلا بسہولت میسر گردد باید کہ در گوشۂ خزیدہ بایں امر مشتغل باشند کہ فرصت مغتنم است (بعد ازیں) ملاقات واقع شود یا نہ۔ نصیحت ہمین است کہ مرادے وہوسے نماند۔والدۂ خود را نیز بایں معنی مطلع سازند ودلالت نمایند۔بر برخورداران شفقت دارید وبخواندن ترغیب نمایند واہل حقوق را تا بتوانید از جانب ما راضی سازید وبدعاے سلامتی ایمان مدد ومعاون باشید مکرر نوشتہ میشود کہ وقت را بامور لاطائل صرف نکنند وبغیر ذکر الٰہی جل شانہ۔باید کہ ہیچ چیز نہ پردازند اگرچہ مطالعہ کتب وتکرار طیبہ بود،حتی کہ خلاصی من کہ بالفعل از اہم مقاصد شما است نیز باید کہ مراد شما نباشد وبتقدیر وفعل وارادۂ اوتعالی راضی باشید۔غم حویلی وسراوچاہ وباغ وکتب واشیای دیگر خود سہل است۔باید کہ ہیچ چیز مزاحم وقت شما نشود وگیراز مرضیات حق جل وعلی مراد ومرضی نباشد اگر مامی مردیم ایں ہمہ اشیا میرفت گودرحیات مارفتہ باشد ہیچ فکر نہ کنند۔ معاملۂ دنیا سہل است متوجہ آخرت باشند والدہ خود را تسلی بدہند وترغیب آخرت نمایند۔ماند ملاقات یکدیگر اگر حق سبحانہ وتعالی خواستہ باشد میسر خواہد شد والا بتقدیر اوتعالی راضی باشند ودعا کنند کہ در دار السلام جمع گردیم الحمد اللہ علی کل حال۔

ترجمہ مکتوب

حضرت خواجہ محمد سعید وخواجہ محمد معصوم کی خدمت میں لکھا گیا ہے۔

ایں مکتوب صاحبزادگان کی خدمت میں اہل وعیال کو نصیحت اور تسلی اور

دلداری کے لئے حضرت مجددؒ کے زمانہ ابتلاء وآزمائش میں لکھے گئے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ تمام تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے خوشی میں بھی اور غم میں بھی۔آسانی میں بھی اور دشواری میں بھی،نعمت میں بھی اور مصیبت میں بھی۔رحمت میں بھی اور زحمت میں بھی،شدت میں بھی اور نرمی میں بھی عطیہ میں بھی اور بلاء میں بھی۔صلوۃ وسلام اس نبی پر کہ اس جیسی اذیت کسی نبی کو نہیں دیا گیا اور اسکے جیسا کوئی رسول ابتلاء میں نہیں ڈالا گیا۔اس لئے امت کے لئے رحمت بن گیا۔اور اولین وآخرین کا سید ہوگیا۔فرزند! آزمائش کا وقت اگرچہ تلخ اور بے مزہ ہوتا ہے لیکن اگر فرصت دیں تو غنیمت ہے جیسا کہ تم کو اللہ نے فرصت دیا ہے تو اللہ کا شکر بجالا کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوں۔اور ایک لحہ اور ایک دم اپنے لئے نہ چھوڑ بلکہ تین چیزوں میں سے ایک سے کوئی وقت خالی نہ ہو (۱) تلاوت قرآن مجید،(۲) طول قرآت سے نماز کی ادائیگی (۳) کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا تکرار،چاہئے کہ کلمہ لا سے اپنے نفس کی خواہشات کی نفی کریں اور کسی مراد کو سینہ کے صحن میں گنجائش نہ دیں تا کہ بندگی کی حقیقت ثابت ہوجائے۔اس لئے کہ اپنی مراد کا چاہنا مولا تعالی کی مراد کے دفع کا مستلزم ہے۔اور یہ اپنے مولا کی نفی کے لئے لازم ہے۔اور یہ اپنی مولانیت کو ثابت کرتا ہے۔اس لئے کہ اس امر کی قباحت اچھی طرح سمجھ کر اپنی الوھیت کے دعوی کی نفی کریں اور یہ حقیقت اللہ کی عنایت سے بلاء ومصیبت کے زمانہ میں بسہولت میسر ہوسکتی ہے۔لہذا تم لوگوں کو چاہئے کہ کسی گوشہ میں جا کر اس کام میں مشغول ہو جائیں کہ فرصت غنیمت ہے۔

اوراس کے بعد ملاقات ہو یا نہ ہو۔نصیحت یہی ہے کہ کوئی مراد اور ہوس باقی نہ رہے۔اپنی والدہ کو بھی اس حقیقت سے آگاہ کردیں۔اور بتلادیں کہ بر خورداروں پر شفقت رکھیں اور پڑھنے کی طرف رغبت دلائیں۔اوراہل حقوق کو جہاں تک ہوسکے میری طرف سے راضی کریں۔اورایمان کی سلامتی کے لئے دعا سے معین رہیں۔دوبارہ لکھا جارہا ہے کہ وقت کو بیہودہ باتوں میں صرف نہ کریں۔ ذکراللہ کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ ہوں۔اگرچہ مطالعہ کتب اور تکرار کلمہ طیبہ ہو۔یہاں تک کہ میری خلاصی کہ فی الحال تمہارے اہم مقاصد میں سے ہے یہ بھی تمہاری مراد نہ ہونی چاہئے اور تقدیر الٰہی اور اللہ کے فعل وارادہ پر راضی رہنا چاہئے۔حویلی وکنواں اور باغ کتابیں اور دوسری چیزوں کا غم سہل ہے چاہئے کہ کوئی چیز تمہارے وقت کی مزاحمت نہ ہو۔سوائے اللہ کی مرضیات کے تمہاری مراد ومرضی نہ ہو۔اگر ہم مرجائیں تو یہ تمام چیزیں چھوٹ جائیں۔اگر ہماری حیات ہی میں چلی گئی تو کچھ فکر نہ کریں۔دنیا کا معاملہ سہل ہے۔آخرت کی طرف متوجہ ہوں اپنی والدہ کو تسلی دیں۔اور آخرت کی طرف رغبت دلائیں۔اگر اللہ چاہے گا تو ایک دوسرے سے ملاقات میسر ہوگی ورنہ اللہ کی تقدیر سے راضی رہیں۔اور دعا کریں کہ دارالسلام میں ہم سب جمع ہوں۔الحمدللہ علی کل حال۔

ف: سبحان اللہ کیسی اہم واعظم نصائح ہیں جو ہم سب کو نقش قلوب کئے جانے کے لائق ہے۔(قمرالزمان)

مکتوب ۴۱

بیکے از صالحات صدور یافتہ

قال اللہ تبارك وتعالی مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم۔(النسآء:۱۴۷) یعنی چہ کار دارد خدائے تعالی بعذاب شما شکر بجآرید وایمان درست کنید۔

شکر بجا آوردن عبارت از قبول کردن احکام شرعیہ است وبمقتضائے آں عمل نمودن طریق رستگاری ہمیں متابعت صاحب شریعت است **علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام اعتقادا وعملا۔**

استاد وپیر برائے آں میگیرند دلالت بشریعت نماید وببرکت ایشاں یسر وسہولت در اعتقاد وعمل بشریعت پیدا شود۔نہ آنکہ مریداں ہرچہ دانند بکنند وہرچہ خواہند بخورند وپیراں سپر اینہا گردند واز عذاب نگاہ دارند کہ ایں معنی ممتنعات محض است۔آنجا بے اذن کسے شفاعت نتواند کرد وتا مرتضی نبود شفاعت او کسے نہ کند ومرتضی وقتی شود کہ بمقتضائے شریعت عامل باشد وبموجب بشریت زلتے اگر از وے واقع شود بشفاعت تدارک آں ممکن بود۔

ترجمہ مکتوب

اللہ تبارک تعالی نے ارشاد فرمایا۔یعنی اللہ کو کیا غرض ہے تمہارے عذاب سے اگر تم لوگ شکر ادا کرو۔اور ایمان درست کرو۔

شکر بجالانے کا مقصد احکام شرعیہ کو قبول کرلینا اور اس کے مقتضی پر عمل کرنا ہے۔اور نجات کا راستہ صاحب شریعت علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام کی

متابعت ہے اعتقاداوعملا۔

استاذ اور پیر اس لئے بنایا جاتا ہے کہ شریعت کی طرف رہبری کرے اور ان کی برکت سے شریعت پر اعتقاد اور عمل میں سہولت پیدا ہوجائے نہ کہ مرید جو جانتے ہو اس پر عمل کریں۔اور جو چاہیں کھائیں۔اور پیر اُن کے ڈھال بن جائیں اور وہ عذاب سے محفوظ رکھیں گے اس لئے کہ یہ مقصد تو محض تمنا ہے۔ (جس کی مذمت قرآن میں ہے) وہاں بغیر اذن کے کوئی شفاعت نہ کر سکے گا۔ اور جب تک وہ پسندیدہ نہ ہوگا کوئی اسکی شفاعت نہ کریگا،اور مرتضی اس وقت ہوگا جبکہ شریعت کے مطابق عمل کرتا ہوگا اور بمقتضائے بشریت اگر کوئی لغزش اس سے سرزد ہوگی تو شفاعت سے اس کا تدارک ممکن ہے

ف: سبحان اللہ شفاعت کا موقع ومحل کیا خوب بیان فرمادیا۔اور اس زمانہ کی بدعقیدگی کی اصلاح فرمادی کہ ہم جو چاہیں کریں ہمارا پیر تو بخشوا ہی دیگا۔توبہ توبہ یہ ہی بنی اسرائیل کا مرض تھا جسکی مذمت قرآن میں جابجا مذکور ہے۔

مکتوب ۱۷

بصالحہ از اہل ارادت

در طعام خوردن باید کہ حظ نفس مطلوب نبود بلکہ بہ نیت قوت واستطاعت برعبادت بود واگر ایں نیت در ابتدا دست ندہد باید کہ بتکلف خود را براں آوردہ شود تا حقیقت ایں نیت میسر گردد وہمچنیں در جامہ پوشیدن باید کہ نیت تزئین از برائے عبادت وادائے نماز بود کہ در قرآن مجید آمدہ است خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف:۳۱) مقصود از جامہ ہائے مزین پوشیدن نمود خلق نبود

کہ ممنوع است۔

وہم چنیں در جمع حرکات وسکنات سعی باید نمود کہ مقصود رضامندی مولا جل وعلا باشد مثلا خواب کہ سراسر غفلت است چوں بہ نیت دفع تکاسل در ادائے طاعت کردہ شود آں خواب بایں نیت عین عبادت گردد تا دراں خواب بود گویا در اطاعت بود کہ بہ نیت ادائے طاعت است۔

ہر چند میداند کہ حصول ایں معنی امروز از شما متعذر است کہ ہجوم والتزام رسوم وعادات است اما بتوفیق اللہ سبحانہ مداومت بر ذکر قلبی نمایند ونماز پنجوقتی بے فتور بشرائط ادا کنند ودر حل وحرمت شرعی احتیاط نمایند یحتمل کہ جمال ایں معنی ظاہر شود وخود بخود در اغب گرداند۔

ووجہ دیگر از برائے نوشتن ایں قسم نصائح آن است کہ اگر چہ عمل بمقتضائے آں حاصل نشود بارے اعتراف بقصور ونقص وخود حاصل گردد وآں نیز دولتے است۔عیاذاً باللہ سبحانہ تعالی از انکہ نیابد واز نا یافتن خود در بار نبود ونکند واز نا کردن خویش پشمان نباشد۔اگر چہ وقت وحال تقاضائے آں نے کرد کہ چیزے بنویسد اما چوں شوق ورغبت شما را وجہ کمال دید بتکلف خود را بریں امر آورد حضرت حق سبحانہ وتعالی عمل بمقتضائے آں کرامت فرماید۔والسلام۔

ترجمہ مکتوب

کھانا کھانے میں حظ نفس مطلوب نہ ہونا چاہئے بلکہ عبادت پر قوت واستطاعت حاصل کرنے کی نیت ہونی چاہئے۔اگر یہ نیت ابتداء میں حاصل نہ ہو تو بتکلف اپنے کو اس امر پر لانا چاہئے تاکہ اس نیت کی حقیقت میسر ہو۔اسی

طرح کپڑا پہننے میں چاہئے کہ عبادت ونماز کے لئے زینت اختیار کرنا مقصود ہو۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔(تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ بیان القرآن)

زینت بخش کپڑوں کے پہننے سے مقصود مخلوق کو دکھلانا نہ ہو اس لئے کہ یہ ممنوع ہے۔اسی طرح تمام حرکات وسکنات میں کوشش کرنا چاہئے کہ مولا جل وعلی کی رضا مندی مقصود ہو۔مثلاً سونا جو سراسر غفلت ہے جب ادائے طاعت میں کسلمندی کو دور کرنے کی نیت سے ہو تو وہ خواب اس نیت سے عین عبادت ہو جائیگا پس جب تک خواب میں رہیگا گویا عبادت میں ہے اس لئے کہ ادائے طاعت کی نیت سے سو رہا ہے۔اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ اس حقیقت کا حصول آجکل تمہارے لئے دشوار ہے کہ رسوم وعادات لازم حال ہیں۔تاہم اگر اللہ سبحانہ کی توفیق سے ذکر قلبی پر مداومت کریں اور پنجوقتی نماز شرائط کے ساتھ بلاخلل کے ادا کریں اور حلت وحرمت میں احتیاط رکھیں۔احتمال ہے کہ یہ حقیقت جلوہ گر ہوگی اور خود بخود راغب کریگی۔(آگے کیا خوب حکمت کی بات ارقام فرمارہے ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں) دوسری وجہ اس قسم کی نصیحت لکھنے کی یہ ہے کہ اگر اس کے مقتضا پر عمل حاصل نہ ہو، تاہم اپنے قصور ونقص کا اعتراف تو ضرور ہی حاصل ہو جائیگا۔اور یہ بھی بہت بڑی دولت ہے۔اللہ کی پناہ اس بات سے کہ کچھ پانے نہ پانے سے اور نہ کرنے سے پشیماں بھی نہ ہو۔

اگرچہ وقت اور حال اس کا متقاضی نہ تھا کہ کچھ لکھوں مگر چونکہ تمہارا شوق ورغبت کمال درجہ دیکھا اسلئے بہ تکلف اپنے کو اس لکھنے پر آمادہ کیا حضرت حق

سبحانہ وتعالی اس کے مقتضی پر عمل کی توفیق سے شرف فرمائے۔والسلام

ف: غور فرمایئے کہ حضرت مجدد صاحبؒ طالب کی کیسی قدر فرماتے تھے۔

(قمر الزمان)

مکتوب ۷۰

بمولانا اسحاق ولد قاضی موسیٰ صدور یافتہ

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ فرمودہ اند کہ جمعے از درویشاں بودم سخن از ساعت موجودہ کہ درروز جمعہ ودیعت نہادہ اند درمیان آمد کہ اگر میسر شود دراں ساعت از حضرت حق سبحانہ وتعالی چہ باید طلبید ہر کسے چیزے گفتہ چوں نوبت بمن رسید گفتم صحبت ارباب جمعیت باید طلبید کہ درضمن آں جمیع سعادات میسر است۔السلام۔

ترجمہ مکتوب

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ درویشوں کی ایک جماعت میں جمعہ کے دن کی اس ساعت کے متعلق بات آئی جس میں دعا قبول ہونے کی امید ہے کہ اگر وہ میسر ہو جائے تو اس میں حق سبحانہ تعالی سے کیا دعا کرنی چاہئے۔

ہر شخص نے ایک ایک مقصد بتلایا جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ اصحاب جمعیت کی صحبت طلب کرنی چاہئے کہ اس میں تمام سعادتیں میسر ہیں۔والسلام

مکتوب ۸۵

بحضرات خواجہ محمد سعید وخواجہ معصوم صاحب در احوال سفر اجمیر ومواعظ حسنہ

احوال ایں حدود مستوجب حمد است والمسئول من اللہ سبحانہ

سلامتکم واستقامتکم بمشیة اللہ سبحانہ اجمیر رسیدہ شد وازیں عقبات شدائد راہ وگرمائے مفرط نجاتے میسر گشت بشما خواہد نوشت وخواہد طلبید ان شاء اللہ تعالیٰ بجمعیت باشند وہمت خود را تمامی مصروف مراضی مولی جل شانہ سازند مبادا در فراغت افتند وحظ نفس نمایند وباہل وعیال مؤانست تام پیدا کنند وفتورے درکار خانۂ اہم نمایند کہ جز حرمان وندامت نقد وقت نخواہد بود وسود نخواہد داشت۔ دربارۂ شمابشری یافتہ ام کہ بشمار در مکتوبے فرستادہ شدہ است امید کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ شمارا ضائع نکند اما ترساں ولرزاں باشند وبلہو ولعب نگذارند مبادا بعد صحبت تاثیرے نماید وبحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ملتجی ومتضرع باشند وبقدر ضرورت باہل حقوق اختلاط نمایند وخاطر داری کنند وباجماعہ مستورات بوعظ ونصیحت زندگانی نمایند وامر معروف ونہی منکر درحق ایشاں دریغ نکنند وجمیع اہل خانہ رابہ نماز وصلاح واتیان احکام شرعی ترغیب نمایند فانکم مسؤولون عن رعیتکم حق سبحانہ وتعالیٰ شمار اعلم دادہ است عمل بروفق آں نیز کرامت فرمایدوبراں استقامت دہد۔ آمین

ترجمہ مکتوب

حضرات خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے سفر اجمیر اور مواعظ حسنہ کے بیان میں

یہاں کے احوال لائق حمد ہیں اللہ تعالیٰ تمہاری سلامتی اور اللہ کی مشیت سے تمہاری استقامت مطلوب ہے، اگر اجمیر پہونچ گئے اور راستہ کے ان شدید کھائیوں اور بیحد گرمی سے نجات میسر ہوئی تو تم لوگوں کو خط لکھا جائیگا اور بلایا جائیگا۔ انشاء اللہ

اطمینان سے رہیں اور اپنی پوری ہمت کو مولی جل شانہ کی مرضیات میں صرف کریں۔ ایسا نہ ہو کہ فراغت (غفلت) میں پڑ جائیں اور حظ نفس کے شکار

ہوجائیں۔ اور اہل وعیال سے پوری موانست پیدا کریں کہ اہم کارخانہ (باطن) میں خلل ڈالدیں۔ اس لئے کہ یہ سوائے حرمان وندامت کے کچھ نقد وقت نہ ہوگا اور ذرا فائدہ مند ثابت نہ ہوگا۔ اہل حقوق سے بقدر ضرورت اختلاط رکھیں اور ان کی خاطر داری کریں۔ عورتوں کے ساتھ وعظ نصیحت سے زندگانی گذاریں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے دریغ نہ کریں اور تمام اہل خانہ کو نماز، صلاح اور احکام شرعیہ کے بجالانے کی ترغیب دیں۔ اس لئے کہ اپنی رعیت کے بارہ میں تم سے سوال ہوگا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو علم دیا ہے اس پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس پر استقامت سے نوازے۔ آمین

مکتوب ۱۰۲

بجناب میر محمد نعمان صدور یافتہ

شیخ کہ بامریداں افراط درانبساط نماید مریداں را ناچار از ارادت برآورد ودر طلب شاں فتور آورد عیاذاً باللہ سبحانہ من ذالک وقبح ایں معنی را نیک دریافتہ طالبان بنوعے سلوک نماید کہ انس والفت شان باشد نہ موجب نکرت ونفرت۔

ترجمہ مکتوب

جو شخص کہ مریدوں کے ساتھ بے تکلفی میں حد سے تجاوز کرتا ہے وہ ان کو ارادت سے خارج کر دیتا ہے اور ان کی طلب میں خلل انداز ہوتا ہے۔ اللہ اس سے پناہ میں رکھے۔ اس چیز کی برائی کو اچھی طرح معلوم کرلیں اور طالبین کے ساتھ اس طرح کا سلوک کریں کہ ان کی الفت وانس کا سبب ہو نہ کہ ان کی ناآشنائی اور نفرت کا باعث۔

مکتوب ۱۰۳

بہ شیخ حمید اجمیری

در ترغیب بتحصیل کمال و تکمیل

اے برادر بایں دولت (کہ شمار از جمعیت طالباں و تربیت سالکان امروز حاصل است) مغرور نگردند و از کار خود فارغ نباشند کہ مثل مشہور است ہنوز دہلی دور است معلوم نیست کہ از صد یکے سرانجام یافتہ باشد و ایں احوال کہ طالباں را در ابتداء میدہد ذوق ولذت می بخشد در رنگ آن است کہ طفلاں را سبق الف و با آموختہ سازند کار آن است کہ از تہجی مولویت برسند و از اذواق و تلذذات بدرجۂ ولایت خاصہ داخل گردند تاہم ایں صحبت و جمعیت را دریں وقت و زمانہ اخیر غنیمت دانند و ترساں ولرزاں باشند کہ ازیں راہ شیطان را سلطانی بر شما پیدا نشود اعاذنا اللہ سبحانہ من شرہ۔

ترجمہ مکتوب اخیر

بخدمت شیخ حمید اجمیری کمال و تکمیل کی تحصیل کی ترغیب میں

اے برادر اس دولت (جو کہ طالبوں کی جمعیت اور سالکوں کی تربیت اس وقت حاصل ہے) پر مغرور نہ ہوں۔ اور اپنے کام سے فارغ نہ ہوں اس لئے کہ مشہور ہے کہ ''ابھی دلی دور ہے'' معلوم نہیں کہ ابھی سو سے ایک حصہ بھی انجام تک پہونچا ہے یا نہیں۔ یہ احوال جو کہ طالبوں کو ابتداء میں ظاہر ہوتے ہیں ذوق ولذت بخشتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ بچوں کو الف و با سکھلاتے ہیں تا کہ حروف تہجی سے بڑھ کر مولویت تک پہنچیں اور اسی تہجی سے مولویت تک پہونچ کر ذوق اور

لذتوں سے ولایت خاصۃ کے درجہ میں داخل ہوں۔

تاہم اس صحبت و جمعیت کو اس وقت یعنی زمانہ اخیر میں غنیمت جانیں اور ترساں ولرزاں رہیں کہ شیطان کا تسلط تم پر عیاں نہ ہو جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھیں۔ آمین

خاتمہ: از حضرت مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہ

جو مفید ترین نصیحت پر مشتمل ہے۔

برادر عزیز! کتاب سے مقصود اس کا پڑھنا اور علم حاصل کرنا ہے، نہ کہ اس کو حاصل کرنا اور گھر میں محفوظ کر لینا۔ فائدہ مند دوا اگر کوئی لیکر آئے تو جب تک استعمال نہ کریگا نفع جو مقصود ہے حاصل نہوگا ایسے ہی اس کتاب کا نفع امراض روحانی کا ازالہ اور نفسانی تکالیف کا دفع ہے جو مشائخ کے تجربہ سے امراض قلبیہ کے اطباء تک پہونچا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ خود فرماتے ہیں کہ مکتوبات کے مطالعہ کو لازم پکڑیں اس لئے کہ نفع بخش ہے ؎

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

ترجمہ: تم کو خزانۂ مقصود کا نشان بتلا دیا، ہم نہیں پہنچے شاید تم پہنچ جاؤ۔

الحمد للہ کہ ترجمہ ۱۱: ربیع الاول ۱۴۱۱ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء کو مکمل ہوا

محمد قمر الزمان الہ آبادی

۴۰۷ بخشی بازار الہ آباد